. بربان ناده. iopaigr popular

```
* عرض ناشر
                                                            * انداء
                                                  يبلا حصّه 8 تا 58
                                                * جہاں کا خالق خدا
                                           * دنیا میں بانے کے گر دش
                                                   * ايمان اور عمل
                                                      * بهترین سبق
  * آپ ربط و بم آبنگی کے مشاہدے سے کیا سمجھتے ہیں؟ " با تصویر "
                                              * اینر آپ کو دیکھیں
                                             * گردے، ینرنالی، مثانہ
                       * بیشاب کے خارج ہونے کا راستہ "با تصویر"
                                      * خالق جہاں کے صفات کمالیہ
                                                  * توحيد اور شرك
                                                        * عدل خدا
                                              دوسرا حصّه 58 تا 96
                                  * آخرت کے مسائل کے بارے میں
                                                 * عمل كا ثمر <u>(1)</u>
                                                 * عمل كا ثمر (2)
                                        * آخرت کی طرف منتقل ہونا
                  * تكامل انسان يا خلقت عالم كي آخري غرض و غايت
                                                       * نامہ اعمال
                                                   * قیامت کا منظر
                                                 * برزخ اور قیامت
                                             تيسرا حصّه 96 تا 164
               * پیغمبری اور پیغمبروں (ع) کے مسائل کے بارے میں
                                           * پہاڑ کی چوٹی پر درس
                                * بیغمبر یا آخرت کے سفر کے رابنما
                              * بیغمبروں (ع) کی انسان کو ضرورت
                               * پیغمبروں (ع) میں عصمت شرط ہے
      * بیغمبروں (ع) کا ایك برنامہ اور پروگرام، اللہ پر ایمان کا لانا ہے
* الله تعالى كر لئر كام كرنا بيغمبرون (ع) كر برنامر مين سر ايك بر
                                                 * مركز توحيد (1)
                                                 * مركز توحيد (<u>2)</u>
                                                        * دين <u>يبو د</u>
                                            * دین عیسی علیہ السلام
                         * قرآن، الله تعالى كى بميشہ ربنے والى كتاب ب
                                        * اگر نعمت کی قدر نہ کریں
```

حِوتها حصّم 164 تا 190

- * پیغمبر اسلام (ص) اور آپ کے اصحاب کے بارے میں
 - * پیغمبر اسلام(ص) کی مخفی تبلیغ
 - * عالمي دعوت كا اعلان
 - * ہر قسم کی سازش کی نفی
 - * پیغمبر (ص) اور مستضعف
 - * بیغمبر (ص) کی رفتار اور اخلاق

پانچواں حصّہ 190 تا 262

- * اسلام اور اس کے سیاسی، اجتماعی اور اخلاقی امور
 - * اسلام کی عظمت امّت
 - * اسلامی سرزمین سے دفاع کرنا
 - * مشترك دشمن كر مقابل مسلمانوں كا اتحاد
 - * جبان اسلام کی وحدت اور استقلال کی حفاظت
 - * متجاوز سے نمٹنے کا طریقہ
 - * اجتهاد اور رببری
 - * قانون میں سب مساوی ہیں
 - * اسلام میں برادری
 - * اسلام اور مساوات
 - * ظالموں کی مدد مت کرو
 - * اسلام میں جہاد اور دفاع
 - * فداكارى اور جرى خاتون
- * شبادت كا ايك عاشق بور ها اور ايك خاتون جو شبيد پرور تهي
 - * شہیدوں کے بیغام
 - * بہادر فوجیوں اور لڑنے والوں کے لئے دعا
 - * اگر ماں ناراض ہو

چهٹا حصّہ 262 تا 296

- * امامت اور ربیری کے بارے میں
- * رشتے والوں کو اسلام کی دعوت
- * پیغمبر اسلام(ص) کی دو قیمتی امانتیں
 - * اسلام میں امامت
- * بیغمبر اسلام (ص) کے زمانہ میں اسلامی حکومت کیسے تھی؟
 - * رسول خدا (ص) کے بعد اسلامی حکومت
 - * اسلام کا نمونہ مرد
 - * باربویں امام علیہ السلام کی غیبت اور ظہور
 - * غيبت صغرى اور كبرى

نام کتاب : تعلیم دین ساده زبان میں (جلد سوم)

تصنیف: آیت الله ابراہیم امینی

ترجمه: علامه اختر عباس صاحب

نظر ثاني : حجة الاسلام نثار احمد خان ناشر : انصاريان يبليكيشنز قم ايران

تعداد : سه بزار

كتابت : جعفر خان سلطانپور

1

عرض ناشر

کتاب تعلیم دین ساده زبان میں حوزه علمیہ قم کی ایك بلند پایہ علمی شخصیت حضرت آیہ الله ابراہیم امینی کی گراں مایہ تالیفات میں سے ایك سلسلہ "آموزش دین در زبان ساده" كا اردو ترجمہ ہے_

اس کتاب کو خصوصیت کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے_ لیکن اس کے مطالب اعلی علمی پیمانہ کے حامل ہیں اس بناپر اعلی تعلیم یافتہ اور پختہ عمر کے افراد بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں_

بچوں اور جوانوں کی مختلف ذہنی سطحوں کے پیش نظر اس سلسلہ کتب کو چار جلدوں میں تیار کیا گیا ہے_ کتاب ہذا اس سلسلہ کتب کی چوتھی جلد کے ایك حصّہ پر مشتمل ہے جسے كتاب كی ضخامت كے پیش نظر عليحدہ شائع كیا . . .

جارہا ہے_

کتاب کے مضامین گو کہ اعلی مطالب پر مشتمل ہیں لیکن انھیں دل نشین پیرائے اور سادہ زبان میں پیش کیا گیا ہے تا کہ یہ بچّوں کے لئے قابل

2

فهم اور دلچسپ ہوں

اصول عقائد کے بیان کے وقت فلسفیانہ موشگافیوں سے پربیز کرتے ہوئے اتنا سادہ استدلالی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ نوعمر طلباء اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں_

مطالب و معانی کے بیان کے وقت یہ کوشش کی گئی ہے کہ پڑ ھنے والوں کی فطرت خداجوئی بیدار کی جائے تا کہ وہ از خود مطالب و مفاہیم سے آگاہ ہوکر انھیں دل کی گہر ائیوں سے قبول کریں اور ان کا ایمان استوار پائیدار ہوجائے ہماری درخواست پر حضرت حجة الاسلام و المسلمین شیخ الجامعہ الحاج مولانا اختر عباس صاحب قبلہ دام ظلہ نے ان چاروں کا ترجمہ کیا

ان كتابوں كو پہلا ایڈیشن پاكستان میں شائع ہوا تھا اور اب اصل متن مؤلف محترم كى نظر ثانى كے بعد اردو ترجمہ حجة الاسلام جناب مولانا نثار احم د بندى كى نظر ثانى اور بازنویسى كے بعد دوبارہ شائع كیا جارہا ہے اپنى اس ناچیز سعى كو حضرت بقیة الله الاعظم امام زمانہ عجل الله تعالى فرجہ الشریف كى خدمت میں بدیہ كرتا ہوں ہمارى دلى آرزو ہے كہ قارئین گرامى كتاب سے متعلق اپنى آراء اور قیمتى مشوروں سے مطلع فرمائیں

والسلام ناشر محمد تقى انصاريان

7

بسم الله الرحمن الرحيم

ابداء

پروردگار شہید اور شہادت کے بلند مرتبہ سے تو ہی واقف ہے، جن پاکبازوں نے اپنی ہستی کو تیری راہ میں قربان کر کے انسانیت پر جو عظیم احسان کیا ہے اس کا عوض تیر سوا کوئي نہیں دے سکتا، تیرا لطف ہی ان کے شایان شان ہے

اے اللہ اگر اس ناچیز کی تیرے نزدیك كوئي قدر و قیمت ہے تو میں اس كا ثواب ایران كے اسلامی انقلاب كے عظیم رہبر نائب امام زمانہ امام خمینی رضو اللہ تعالى علیہ اور ایران كے اسلامی انقلاب كے جاں نثاروں اور تمام شہدائے اسلام كو بدیہ كرتا ہوں امید ہے كہ وہ اپنے پرودگار كے سامنے نگاہ لطف فرمائینگے_

مو لف

اگر اس ترجمہ کا کوئي ثواب ہے تو میری نیت بھی مولف کے ساتھ ہے

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

8 پہلا حصّہ

جہاں کا خالق خدا

9

بسم الله الرحمن الرحيم

اس حصہ کے آغاز میں ہم چند طالب علموں کی اپنے چچا سے اس دنیا کی پیدائشے کے متعلق اور اس کے نظم و ضبط سے مربوط سادہ اور آسان گفتگو بیش کریں گے اور اسی حصہ میں پھر اس موضوع پر بھر پور روشنی ڈالیں گے_

کائنات کی تخلیق میں ہم آہنگی کس بات کا ثبوت ہے؟

میرے چچا ایك خوش سلیقہ اور محنتی زمیندار ہیں، اپنی دن رات كی كوشش اور محنت سے ایك بہت عمدہ اور خوبصورت باغ اور فارخم بنا ركھا ہے_ وہ دیہات كی زندگی اور زراعت كے پیشے كو بہت دوست ركھتے ہیں اور كہتے ہیں كہ زراعت بہت عمدہ پیشہ ہے

بہار کے موسم میں ایك دن انھوں نے ہمیں اپنے باغ میں دعوت دی تھی وہ ایك بہت زیبا اور باصفا باغ تھا اس کے درخت پھولوں سے لدے ہوئے تھے باغ كے وسط میں ایك مكان تھا ہمارے ماں، باپ اور چچا اس مكان میں چلے گئے اور ہم باغ كى سيز ميں مشغول ہوگئے وہ دن بہت ہی پر كيف تھا ہم كھيل كھود ميں مشغول تھے كہ اتنے ميں بادل چھاگئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئے كہ جس نے ہمارے كھيل كود كو ختم كرديا_

10

ہم دوڑتے ہوئے مکان کی طرف گئے جب ہم مکان تك پہنچے تو بالكل تر ہوچکے تھے میں نے کہا کہ بارش نے ہمارے كهيل كو ختم كرديا ہے كاش بارش نہ آتى اور ہم كهيل كود ميں مشغول رہتے_ كهيل كو ختم كرديا ہے كاش بارش نہ آتى اور ہم كهيل كود ميرے لئے گرم دودھ ڈال رہے تھے كہا كہ بہت زيادہ پريشان نہ ہو، اگر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بارش نہ آئے تو ایك مدّت كے بعد پیاس اور بھوك سے گائے مرجائیں گی اس صورت میں تم كیسے دودھ ہی سكو گے؟ كیا تمہیں خبر نہیں كہ ہماری اور تمام موجودات كی زندگی كا بارش سے تعلق ہوتا ہے؟ كیا تمہیں معلوم نہیں كہ اگر بارش نہ آئے تو یہ سر سبز اور خرم درخت اور نباتات خشك اور پمردہ ہوجائیں گے؟ اگر بارش نہ آئے تو ہم بھی زندہ نہ رہ سكیں گے كيونكہ ہم حيوانات كے گوشت اور دودھ سے استفادہ كرتے ہیں اور ميوہ جات اور سبزياں اور اناج سے استفادہ كرتے ہیں؟

اس وقت ایك بچہ نے پوچها: چچا جان باراش كس طرح بنتی ہے؟ چچا نے كہا: تم نے بہت اچها اور عمدہ سوال كيا ہے_ كون حسن كا جواب دے سكتا ہے؟ ميں جب كہ كهڑكی سے بارش كی موٹی موٹی موٹی بونديں ديكھ رہا تها اور بارش كے ختم بوجانے كا انتظار كر رہا تها _ يہ كتنا عام سوال ہے _ معلوم ہے كہ آسمان كے بادلوں سے بارش ہوتی ہے _ كاش كہ يہ بادل چهٹ جاتے اور بارش ختم ہوجاتی اور ہم پهر سے باغ ميں جاتے اور كهيلتے _ چچا بنسے اور مجھ سے كہا: بيٹے تمہيں كتنا كهيل كود كا خيال ہے _ حسن نے دوبارہ پوچها كہ آسمان پر بادل كيسے آجاتے ہيں؟ چچا نے كہا كہ بادل دريا اور سمندر سے آسمان پر آجاتے ہيں حسن نے پھر پوچها كہ بادل،

11

آسمان پر کیسے آتے ہیں؟ یہاں تو کوئي دریا اور سمندر موجود نہیں ہے میں نے کہا: حسن کتنے سوال کر رہے ہو؟ آج تو ان سوالوں کا وقت ہے تم جس ان سوالوں کا وقت ہے تم جس چیز کو نہیں جانتے اس کا سوال کرو اگر سوال نہیں کروگے تو اسے معلوم نہیں کرسکوگے_

پھر انھوں نے حسن بھائي کے لباس کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

" تم اپنے بھائی کے لباس پر نگاہ کرو کہ کس طرح اس سے بخارات اٹھ رہے ہیں، پانی کی ایك اہم خاصیت یہ ہے کہ گرمی کی درجہ سے وہ بخار بن جاتا ہے اور پھر بخار اوپر اٹھتا ہے، دیکھو اکتیلی سے کس طرح بخار نکل رہے ہیں اور اوپر جارہے ہیں سمندر کا پانی بھی سورج کی تمازت سے بخار بن کر اوپر جاتا ہے اور بخارات ہوا کے چلنے سے چلنے لگتے ہیں اور ادھر ادھر حرکت کرنے لگتے ہیں اور آپس میں اکٹھے ہونے لگتے ہیں اور بادل کی شکل اختیار کرلیتے ہیں اور بارش برساتے ہیں تا کہ درخت پانی سے سیراب ہوکر پھول اور کونپلیں نکالنے لگیں

بارش کے قطرے تدریجاً زمین پر پڑتے ہیں اور زمین میں اکٹھے بوجاتے ہیں اور پھر پہاڑوں کے دامن سے چشموں کی شکل میں پھوٹ پڑتے ہیں اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پائے جاتے ہیں اور بالآخر پھر سے دریا یا سمندر کی طرف لوٹ جاتے ہیں_

12

بارش کے قطرات سخت سردی میں برف کی شکل اختیار کر لیتے اور بہت نرم و خوبصورت ہوکر زمین پر گرپڑتے ہیں_ بچّو سوچو اگر پانی نہ ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو کیا ہم زندہ رہ سکتے؟ سوچو اور دیکھو کہ اگر پانی بخارات نہ بنتا تو کیا ہوتا___؟ اور اگر بخارات، آسمان کی طرف جاتے لیکن برف اور بارش کی شکل میں دوبارہ نہ لوٹتے تو بیابان او رجنگل و زراعت اور صحرا کس طرح سیراب ہوتے___؟

____ غور کرو اور بتاؤ کہ ____؟

اگر بارش قطره قطره بوکر نیچے نہ آتی تو کیا ہوجاتا ؟

مثلا اگربارش ایك بہت بڑی نہر كی صورت میں نیچے آتی تو كیا ہوتا؟ آیا تدریجاً زمین پر گرسكتي___ ؟ یا تمام چیزوں كو بہاكر اپنے ساتھ لے جاتى __ ؟

کیا تم خوب سمجھ چکے ہو کہ بارش کس طرح بنتی ہے___؟ کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ یہ زندگی بخش مادّہ پانی کس حیران کن ضبط اور ترتیب سے مادّہ میں گردش کرتا ہے___؟ اب سمجھ گئے ہو کہ سوال کرنا کتنا فائدہ رکھتا ہے__ "فرشتہ" نامی لڑکی جواب تك غور سے گفتگو سن رہی تھی، یکدم بولی: کتنا عمدہ اور بہتر سورج، سمندر پر چمکتا ہے اور پانی بخارات بنتا ہے اور پھر اوپر چلاجاتا ہے اور بادل بن جاتا ہے اور بوائیں اسے ادھر ادھر لے جاتی ہے اور بادل بارش کے قطرات کی

صورت میں زمین پر گرتے ہیں اور بیابان و جنگل و زراعت و صحراء کو سیراب کردیتے ہیں_ کتنے دقیق و منظم اور بہتر طریقے سے ایکدوسرے سے ملتے ہیں

کیا تم بتاسکتے ہو کہ یہ تمام نظم اور ایك دوسرے سے ربط کس ذات نے مختلف اشیاء میں قرار دیا ہے ؟

یہ م ، سے ،و گریہ م م ہرو یہ و رہے ہے و . س کے ایک ایک ہوئی ہے ۔ اس عمدہ اور دقیق ربط کو کس نے ایجاد کیا ہے؟ چچا نے کہا کہ اگر تم مجھے اجازت دو تو اس کے متعلق اپنا نظر یہ بیان کروں اس کے بعد تم بھی اپنے نظریات کا اظہار کرنا

میرا خیال ہے کہ یہ تمام دقیق ربط اور ضبط اس چیز کی نشاندہی اور گواہی دیتا ہے کہ اسے پیدا کرنے والا بہت دانا اور قدرت رکھنے والا ہے کہ جس نے اس جہاں کو اس مستحکم نظام سے پیدا کیا ہے اور اسے چلا رہا ہے_ میری فکر یہ ہے کہ اس نے اس عمدہ اور دقیق نظام کو اس لئے بنایا ہے تا کہ جڑي، بوٹیاں، درخت و حیوان اور انسان زندہ رہ سکیں_ تمھارا کیا نظریہ ہے____؟

تمام بچّوں نے کہا: چچا جان

"آپ کی بات بالکل صحیح ہے اور درست فرما رہے ہیں_ یہ دنیا اور اس کا نظم و ضبط ایك واضح نشانی ہے کہ کوئي عالم و قادر اور خالق موجود ہے"

درست ہے کہ بارش کس عمدہ طریقہ سے برستی ہے، بارش کتنی خوبصورت اور فائدہ مند ہے میں نے کہا: یہ سب کچھ ٹھیك ہے لیكن بارش نے ہمارے کھیل كو دكو

14

تو ختم کر کے رکھ دیا ہے اگر اسے ختم نہ کرتی تو کتنا اچھا ہوتا فرشتہ نامی لڑکی نے تبسّم کیا اور کہا:

" الله تعالى نے قرآن مجید میں بارش کے برسنے ، ہواؤں کے چلنے، زندہ موجودات اور ان میں محکم نظم و ضبط کو جو موجود ہے خالق جہان کے علم اور قدرت پر ایك واضح علامت اور نشانی قرار دیا ہے"

دیکھو قرآن کیا کہہ رہا ہے (کہ وہ بارش کہ جسے خدا آسمان سے برساتا ہے اور اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور حرکت کرنے والے موجودات کو زمین پر پھیلا دیتا ہے۔ ہواؤں کے چلنے اور وہ بادل کہ جو زمین اور آسمان کے درمیان موجود ہیں ان سب چیزوں میں ایك واضح نشانی موجود ہے کہ خدا عالم اور قادر ہے البتہ یہ سب ان کے لئے جو عقل اور سوچ رکھتے ہوں اور غور کریں) ہم سب نے چچا اور فرشتہ کا شکریہ ادا کیا۔ چچا نے کہا:

شاباش اس بر کہ تم نے یہ تمام گفتگو سنی اور اس کا نتیجہ بھی برآمد کیا"

پھر كمرے كى طرف اشارہ كيا اور كہا كہ ديكھو كس طرح بادل ادھر جارہے ہيں شايد چند منٹ كے بعد بارش ختم ہوجائے گى كہ باغ كى طرف جانے اور بہار كى عمدہ ہوا ميں كھيل كود اور اللہ تعالى كى اس نعمت پر اس كا شكريہ ادا كرنے كے لئے تيار ہوجاؤ _ تمام بنسے اور خوشحال وہاں سے اٹھے اور كھڑكى كے نزديك بارش كے ختم ہونے كا انتظار كرنے لگے لگے

15

سوالات

ان سوالات كر جوابات ديجئر

- 1)___ جب نرگس نے کہا تھا کہ کاش بارش نہ آتی تو چچا علی نے اسے کیا جواب دیا تھا؟
- 2)___ بادل آسمان پر کیسے آتے ہیں؟ یہ سوال کس نے کیا تھا؟ اور چچا علی نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟
 - 3) "فرشتہ" نامی لڑکی نے کون سے سوال پوچھے تھے اور اس کا کس نے اور کیا جواب دیا تھا؟
 - 4) دنیا میں نظم و ضبط کا موجود ہونا کس چیز کی علامت ہے کوئی ایك نظم اور ربط بیان کرو

16

دنیا میں پانی کی گردش

ہم آہنگی کی ایك عمدہ اور واضح مثال ہے_ موجودات میں پانی کی تقسیم کا نظام بہت تعجب آور ہے پانی کا اصلی مرکز دریا، نہریں اور سمندر ہیں_ ان پر برکت اور مستغنی مراکز سے پانی زمین میں تقسیم ہوتا ہے_ سمندروں اور دریا کا پانی سورج کی تمازت سے آہستہ آہستہ بخارات میں تبدیل ہوتا ہے اور آسمان کی طرف چلاجاتا ہے اور ہواؤں کی وجہ سے بخارات ادھر ادھر جات ہیں اور حب ایك خاص حد تك دباؤ پڑتا ہے تو بخارات بادل کی شکل اختیار کرلیتے ہیں یعنی بخارات ادھر اور تین اور تیز اور سست ہوا کے چانے سے حرکت میں آجاتے ہیں اور زمین کے مختلف گوشوں میں اکٹھے ہوکر بارش برسانے کے لئے مہیا ہوجاتے ہیں اور بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر درختوں، نباتات اور دور دراز جنگلوں کو سیراب کردیتے ہیں_

بارش کا پانی بالندریج زمین پر آتا ہے اور زمین میں ضرورت کے ایام کے لئے ذخیرہ ہوجاتا ہے یہ ذخیرہ شدہ پانی کبھی چشموں کی صورت میں پہاڑوں کے دامن سے ابل پڑتا ہے اور کبھی انسان اپنی کوشش اور محنت سے کنویں اور نہرین بنالیتا ہے

انسان، زمین میں چھپے ہوئے بہترین منابع ہے استفادہ کرتے ہیں_ بارش کے قطرات، خاص حالات کے تحت برف کی صورت اختیار کرلیتے ہیں اور گردش کرتے

17

ہوئے بہت نرمی اور خوبصورتی سے زمین پر گرنے لگتے ہیں_ برف، نباتات کے لئے بہت فائدہ مند ہوتی ہے جو کہ آہستہ آہستہ پانی بن جاتی ہے اور زمین کے منابع میں ذخیرہ ہوجاتی ہے یا نہر اور دریاؤں میں جاگرتی ہے ضرورت مند لوگوں کے کام آجاتی ہے پھر سمندروں میں چلی جاتی ہے_ پانی کا بخارات بننے، اوپر چلاجانے اور ادھر ادھر پھیل جانے کی خاصیت بھی قابل غور اور لائق توجہ ہے

اگر ہوا میں طاقت نہ ہوتی تو بادل کیسے ہوا میں پھیلتے اور کیسے ادھر ادھر جاتے؟ اگر سورج میں گرمی اور تمازت نہ ہوتی تو کیا سمندر کے پانی بخارات میں تبدیل ہوجاتے؟ اور اگر سمندر کا پانی سوڈ گری تك گرم ہوجاتا تو کیا تمام موجودات کی ضروریات کے مطابق قرار پاتا ___ ؟ کیا اس صورت میں انسان زندہ رہ سکتا تھا؟ اور اگر بارش قطرات کی صورت میں نہ برستی تو پھر کون سی مشکلات پیدا ہوجاتیں؟ مثلاً اگربارش اکٹھے نہر کی صورت میں زمین پر برستی تو کیا ہوتا __ ؟ کیا ہوتا __ ؟ کیا ہوتا __ ؟

بارش اور برف کی ایك خاصیت یہ ہے کہ یہ ہوا کو صاف اور ستھرا کردیتی ہے اگر بارش ہوا میں زہر اور كثافت كو صاف اور پاك نہ كرتی تو كیا ہم اچھی طرح سانس لے سكتے؟ اب آپ خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ پانی و برف اور بارش میں كتنی قیمتی خصوصیات موجود ہیں

سمندر، سورج، ہوا، بادل اور بارش کس طرح دقیق نظم و ضبط سے ایك دوسرے سے ربط کے ساتھ کام انجام دے رہے ہیں ؟ یہ کام انجام دی اور حیوانات و موجودات کی زندگی کے وسائل فراہم کریں_ یہ نظم و ضبط اور ترتیب و ہماہنگی اور ہمکاری کس بات کی گواہ ہے __ ؟ کیا اس کا بہترین گواہ نہیں کہ اس باعظمت جہاں

18

کی خلقت میں عقل اور تدبیر کو دخل ہے؟ کیا یہ نظم و ضبط اور ترتیب و ہماہنگی ہمیں یہ نہیں بتا رہی ہے کہ ایك عالم اور قادر کے وجود نے اس کی نقشہ کشی کی ہے اور یہ وہ ذات ہے کہ جس نے انسان اور تمام موجودات کو خلق فرمایا ہے اور جس چیز کی انھیں ضرورت تھی وہ بھی خلق کردی ہے_

اب جب کہ تم پانی کے خواص اور اہمیت سے اچھی طرح باخبر ہوچکے ہو تو اب دیکھنا ہے کہ اللہ تعالی نے اس نعمت کے مقابلے میں ہمارے لئے کون سا وظیفہ معین کیا ہے؟ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس پر برکت نعمت سے استفادہ کریں

اور اس ذات کی اطاعت و شکریہ ادا کریں اور متوجہ رہیں کہ اسے بیہودہ ضائع نہ کریں اور اسراف نہ کریں بالخصوص نہروں و غیرہ کو آلودہ نہ کریں اور زیرزمین منابع کی حفاظت کریں تا کہ دوسرے بھی اس سے استفادہ کرسکیں_ اس بارے میں قرآن کی آیت ہے:

الله الذي يرسل الرّياح فتثير سحابا فيبسطم في السّماء كيف يشاء و يجعلم كسفا فنرى الودق من خلالم فاذا اصاب بم من يشاء من عباده اذا بم يستبشرون

"خدا ہے کہ جس نے ہوائیں بھیجی ہیں تا کہ بادلوں کو حرکت دیں اور آسمان میں پھیلادیں اور انھیں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بدلیں اور اکٹھا کریں بارش کے قطرات کو دیکھتے ہو کہ جو بادلوں سے نازل ہوتے ہیں_ خدا بارش کو جس کے متعلق چاہتا ہے نازل کرتا ہے تا کہ اللہ کے بندے شاد ہوں"

سوره روم آیت نمبر 48

19

سوالات

ان سوالوں کے جوابات کے سوچو اور بحث کرو

1)____ موجودات اور مادہ میں پانی کی گردش کس طرح ہوتی ہے؟

2) تم پانی کے فوائد بیان کرسکتے ہو اور کتنے؟

3) ___ جانتے ہو کہ بارش کے آنے کے بعد کیوں ہوالطیف ہوجاتی ہے؟

4)___ چشمے کس طرح بنتے ہیں؟ نہریں کس طرح وجود میں آتی ہیں، چشموں اور نہروں کا پانی کس طرح وجود میں آتا ہے؟ ہے؟

5)___ ربط، ایك دوسرے كى مدد، ہم آبنگي، دقیق نظام جو جہاں میں موجود ہے اس كا تعلق طبیعت میں پانى كى گردش سے كيسے ہے؟ اسے بيان كرو_

6) یہ نظم و ترتیب اور ہم آہنگی کس چیز کی گواہ ہے؟

7) اس حیات بخش نعمت کے مقابل ہمارا کیا وظیفہ ہے؟ الله تعالی نے ہمارے لئے کون سا وظیفہ معین کیا ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

20

ايمان او رعمل

ہماری کلاس کے استا د بہترین استادوں میں سے ہیں_ آپ پوچھیں گے کہ کیوں؟ خوش سلیقہ، بامقصد، مہربان و بردبار اور خوش اخلاق ہیں، وہ ہمیشہ نئی اور فائدہ مند چیزیں بیان کرنا چاہتے ہیں_ سبق پڑھانے میں بہت پسندیدہ طریقہ انتخاب کرتے ہیں_ شاید تمھارے استاد بھی ایسے ہی ہوں تو پھر وہ بھی ایك بہترین استاد ہوں گے_ ایك دن وہ کلاس میں آئے تو ہم ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے_ انھوں نے ہمیں سلام کیا اور ہم سب نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر انھوں نے بسم الله الرحمن الرحیم پڑھ کر درس دینا شروع کردیا اور فرمایا:
"بچّو آج ہم چاہتے ہیں کہ اپنے بدن کے متعلق تازہ اور عمدہ مطالب معلوم کریں_ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ مدد سے کے صحن میں ان اینٹوں کے نزدیك بیٹھ کر درس پڑھیں جو مدرسہ کے ایك گوشہ میں نامکمل عمارت کے پاس پڑی سے کے

آپ کہ یہ خواہش عمدہ تھی اور ہمیں ان کی بات سے بہت خوشی ہوئی اور ہم سب اس طرف چلے گئے مستری اور مزدوروں کو سلام کیا اور اس درس کی کلاس اس نامکمل عمارت کے پاس لگادی_ استاد نے درس دینا شروع کر دیا اور فرمایا:

" جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ عمارت مختلف چیزوں سے یعنی

21

اینٹوں، سیمنٹ اور لوے و غیرہ سے بنائي گئي ہے، تم ذرا نزدیك جاكر دیكھو كہ مسترى كس طرح اس نقشہ كے مطابق كہ جسے پہلے سے بنا ركھا ہے_ تمام اجزا كو پہلے سے سوچے ہوئے مقامات پر ركھ رہا ہے اور اس كام میں ایك خاص نظم اور تربیت كى مراعات كر رہا ہے_

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اس سے کوئی نہ کوئی غرض وابستہ ہے آیا تم نے کبھی اپنے بدن کی عمارت میں غور کیا ہے؟ آیا تم اپنے بدن کے چھوٹے سے چھوٹے جز کو خلیہ کہا ہے؟ آیا تم اپنے بدن کے چھوٹے سے چھوٹے جز کو خلیہ کہا جاتا ہے بنی ہوئی جاتا ہے ہمارے بدن کی عمارت ان اینٹوں کی عمارت کی طرح بہت چھوٹے اجزاء سے کہ جسے خلیہ کہا جاتا ہے بنی ہوئی .

تمهیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ذرّہ بین کی اختراع سے پہلے لوگ ان خلیوں سے بے خبر تھے علماء نے ذرہ بین کے ذریعہ خلیوں کا پتہ چلایا جس سے معلوم ہوا کہ پورا بدن بہت باریك اور چھوٹے زندہ اجزاء سے بنایا گیا ہے اور ان کا نام خلیفہ رکھا ہہت سے اتنے چھوٹے ہیں کہ بغیر ذرہ بین کے بھی دیکھے جاسکتے ہیں ضحالے بہت سے اتنے چھوٹے ہیں اور ہر ایك قسم ایك خاص کام انجام دیتی ہے مثلا معدہ کے خلیے، بدن کے اجزاء کو حرکت میں لاتے ہیں بینائی کے خلیے جن چیزوں کو حاصل کرتے ہیں

22

اعصاب کے ذریعہ مغز تك منتقل كرديتے ہیں_

ہاضمہ کے خلیے اس کے لیس دار پانی کے ساتھ مل کر غذا کے ہضم کرنے کے نظام کو انجام دیتے ہیں_ یہاں تك كہ بدن كى ہڈيوں كے لئے بھی زندہ خلیے موجود ہوا كرتے ہیں_ بدن ميں حكى ہڈيوں كے لئے بھی زندہ خلیے موجود ہوا كرتے ہیں اور بمكارى موجود ہے يہ ايك دوسرے كى مدد كرتے ہيں اور ايك دوسرے كے كام اور ضرورت كو انجام ديتے ہيں _

یوں نہیں ہوتا کہ معدہ کے ہاضمہ کے خلیے صرف اپنے لئے غذا مہیا کریں بلکہ تمام بدن کے دوسرے خلیے کی بھی خدمات انجام دیتے ہیں اور تمام خلیے اکٹھے ہوکر اس عضو کی تکلیف وارد ہو تو تمام خلیے اکٹھے ہوکر اس عضو کی تکلیف کو درست کرنا شروع کردیتے ہیں_

ہاں بچو اس نظم و ضبط اور تعجب و ہمکاری سے جو ہمارے بدن میں رکھ دی گئي ہے اس سے ہم کیا سمجھتے ہیں __ ؟ کیا یہ نہیں سمجھ لیتے کہ ان کو پیدا کرنے والا عالم اور قادر ہے کہ جس نے ہمارے بدن میں ایك خاص نظام اور ہماہنگی کو خلق کیا ہے اور وہ عالم اور قادر ذات "خدا" ہے

بچو تم جان چکے ہو کہ خلیے کس تعجب و نظم اور ترتیب سے ایك دوسرے کی ہمكاری كرتے ہیں ؟

23

اور ایك دوسرے كى مدد و كمك كرتے ہیں اسى وجہ سے خلیے زندہ رہتے ہیں اور زندگى كرتے ہیں_
ہم انسان بھى خالق مہربان كے حكم اور اس كے برگزیدہ بندوں كى رہبرى میں انھیں بدن كے خلیوں كى طرح ایك دوسرے
كى مدد و ہمكارى اور كمك كريں اگر ہم ايك دوسرے كى مدد كيا كريں تو اس جہاں میں آزاد و كامیاب اور سربلند زندگى
كرسكیں گے اور آخرت میں سعادت مند اور خوش و خرم ہوا كريں گے اور الله تعالى ہمیں بہت نیك جزا عنایت فرمائے گا_
میں تم سب سے خواہش كرتا ہوں كہ راستے میں جو انیٹیں پڑى ہوئي ہیں سب ملكر انھیں راستے سے ہٹاكر اس مكان كے
اندر داخل كردو تا كہ ان مزدوروں كى مدد كرسكو"_

تمام بچوں نے اپنے استاد کی اس پیش کش کو خوش و خرم قبول کرتے ہوئے تھوڑی مدت میں ان تمام اینٹوں کو مکان کے اندر رکھ دیا جو باہر بکھری پڑی ہوئی تھیں استاد نے آخر میں فرمایا:

"آج کا سبق ایمان اور عمل کا درس تھا ہم اپنے بدن کی ساخت کے مطالعہ سے اپنے خدا سے بہتر آشنا ہوگئے ہیں اور مزدوروں کی مدد کرنے سے ایك نیك عمل بھی بجالائے ہیں اور اپنے خدا کو خوشنود کیا ہے"_

24

سوالات

ان سوالات کے جوابات دیجئے

- 1) ہمارے بدن کی ساختمان کے چھوٹے سے چھوٹے جز کا کیا نام ہے؟ تم کو کتنے خلیوں کے نام یاد ہیں ؟
 - 2) معدہ کے ہاضمہ کے خلیہ کا دوسرے خلیوں سے کیا ربط ہے ؟
- 3) جب کسی خلیہ کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کی ترمیم کردینے سے ہم کیا سمجھتے ہیں، خلی کے ایك دوسرے سے ربط رکھنے سے كيا سمجھا جاتا ہے ___ ؟
 - 4) اگر ہمارے بدن کے خلیے ایك دوسرے سے ہماہنگی نہ كرتے تو كیا ہم زندگی كرسكتے ؟
 - 5) ہمارے بدن میں تعجب آور جو ہماہنگی اور ہمکاری پائي جاتی ہے اس سے ہم کیا سمجھتے ہیں __ ؟
 - 6) ____ ہم انسان کس طرح ایك دوسرے کے ساتھ زندگی بسر كريں ___ ؟
 - 7)___ استاد نے آخر میں کیا خواہش ظاہر کي، تمھارے خیال میں استاد نے وہ خواہش کیوں ظاہر کي__ ؟
 - 8) ___ کیا بتاسکتے ہو کہ استاد نے اس سبق کو کیوں ایمان اور عمل کا نام دیا ___ ؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

25

بہترین سبق

دوسرے دن وہی استاد کلاس میں آئے اور کل والی بحث کو پھر سے شروع کردیا اور فرمایا: "پیارے بچو تم نے کل کے سبق میں پڑھا تھا کہ ہمارے بدن کی ساخت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مل کر ہوئی ہے کہ جنھیں خلیے کہا جاتا ہے یہ خلیے ایك خاص نظم اور ترتیب سے رکھے گئے ہیں اور خلیے کی ہر ایك قسم اپنے كام سے خو ب آشنا ہے اور اسے بخوبی انجام دیتی ہے

آج بھی میں اسی کے متعلق گفتگو کروں گا جانتے ہو کہ خلیہ کو کس طرح بنایا گیا ہے، خلیہ ایك خاص مادہ سے بنایا گیا ہے کو جو انڈے کی سفیدی کی طرح ہوتا ہے اور اس کا نام پروٹو پلازم رکھا گیا ہے اور پھر یہی پروٹو پلازم کئی مواد اور اجزاء سے مرکب ہوتا ہے_ تمھیں معلوم ہے کہ ایك سل میں کتنے اجزاء ہیں اور اس میں کام کرنے والے اجزاء کون سے ہیں عمدہ کام کرنے والا جزو وہی پروٹوپلازم ہے یہ حرکت کرتا ہے اور اکسیجن لیتا ہے اور کاربن خارج کرتا ہے، غذا حاصل کرتا ہے تا کہ زندہ رہ سکے پروٹوپلازم غذا کی کچھ مقدار کو دوسرے نئے پروٹوپلازم بنانے میں

26

صرف کرکے تولید مثل کرتا ہے اسی وجہ سے زندہ موجودات رشد کرتے ہوئے اپنی زندگی کو دوام بخشتے ہیں جو اجزاء کو جو بے کار ہوجاتے ہیں ان کی جگہ دوسرے اس قسم کے اجزاء بناتا ہے اور خراب شدہ کی ترمیم کردیتا ہے۔ ہر سل کے اندر بہت چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں کہ جنھیں سل کا حصہ یعنی مغز یا گٹھلی کہاجاتا ہے کیا تم جانتے ہو کہ سیلز (CELLS) کے یہ مغز کیا کام انجام دیتے ہیں __ ؟ کیا تم ایك سیل اور ایك اینٹ کا فرق بتاسكتے ہو ؟ کیا تم بتاسكتے ہو کہ ان دونوں کی ساخت میں کیا فرق ہیان کئے اس سوالوں کے جوابات دیئے اور ان کے کئی فرق بیان کئے اس کے بعد استاد نے پھر سے اسی بحث کو شروع کیا اور پوچھا کہ:

" کیا تم اپنے بدن میں سیلز کی تعداد کو جانتے ہو؟ کیا جانتے ہو کہ صرف انسان کے مغز میں تقریباً دس میلیار د سیلز موجود ہیں۔ کیا تمھیں علم ہے کہ انسان کے خون میں تقریباً پندرہ تریلیوں سیلز موجود ہوتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ تمام سیلز زندہ ہوتے ہیں اور اپنا کام بہت دقت سے ایك خاص نظم و ترتیب سے بخوبی انجام دیتے ہیں اور ایك دوسرے کے کام کو پایہ تکمیل پہنچاتے ہیں۔

غذا اور آکسیجن حاصل کرتے ہیں اور کاربن باہر خارج کردیتے ہیں، تولید مثل کرتے رہتے ہیں_ بعض دیکھنے کے لئے

27

اور بعض سننے کے لئے، بعض ذائقہ اور شامہ کے لئے وسیلہ بنتے ہیں، بعض سے گرمی و سردی اور سختی محسوس کیا جاتا ہے اور یہ بدن کے تمام کاموں کو انجام دیتے ہیں_

انسان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں_ میرے عزیز طالب علمو ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایك منظم عمارت کا بنانے والا کوئي نہ ہو بغیر نقشے اور غرض و غایت کے موجود ہوجائے_ تم ایك عمارت کی ترتیب اور نظم سے سمجھ جاتے ہو کہ اس کے بنانے میں عقل اور شعور کو دخل ہے اور یہ از خود بغیر غرض و غایت کے وجود میں نہیں آئي بالخصوص ایسی عمارت کہ جس کے تمام اجزاء آپس میں ایك خاص ارتباط و ہم آہنگی اور ہمکاری رکھتے ہوں_

بچو تم اپنے بدن کی عمارت کی ساخت کے بارے میں کیا کہتے ہو __ ؟ تم اپنے بدن کے بہت دقیق اور ہم آہنگ سیلز کے متعلق کیا سوچتے ہو __ ؟ تم اپنے دوسرے ازجزاء سے بنائی گئی ہو کبھی یہ احتمال نہیں دیتے کہ یہ خود بخود وجود میں آگئی ہوگی بلکہ اس میں کوئی شك اور تردید نہیں کرتے کہ اس کے بنانے و الے نے اسے علم سے ایك خاص نقشے کو سامنے رکھ کر ایك خاص غرض کے لئے بنایا ہے __ ؟ اپنے بدن کے متعلق جو كئی ملیارد سیلز سے جو ایك خاص نظم اور ترتیب و تعجب آور ہمكاری اور اپنے فرائض كو انجام دیتے ہیں

28

کیا احتمال دے سکتے ہو کہ اس کے بنانے میں کوئي غرض و غایت مقصود نہ ہوگی تم کیا کہتے ہو___ ؟ بتلاؤ کیا اختمال دے سکتے ہو ___ ؟ بتلاؤ کیا نہیں کہوگے کہ پیدا کرنے والا ایك بہت بڑا عالم اور قادر ہے اور سب کا پہلے سے حساب کر کے انسان کے بدن کو ملیارد سیلز سے اس طرح منظم اور زیبا خلق فرما ہے_ سچ کہہ رہے ہو کہ ہم اس دقیق و زیبا نظم سے جو تعجب آور ہے سمجھ جاتے ہیں کہ اسے خلق کرنے والا عالم اور قادر ہے کہ جس نے اسے اس طرح خلق فرمایا ہے اور اس کو چلا رہا

ہے_

۔۔۔۔ سوچو اگر بدن کے سیلز کو غذا اور آکسیجن نہ پہنچے تو وہ کس طرح زندہ رہ سکتے ہیں اور کام کرسکتے ہیں ؟ اگر غذا کو ہضم کرنے کے بیٹ کرتے تو بدن کے دوسرے سیلز کہاں سے غذا حاصل کرتے، کس طرح بڑھتے اور رشد کرتے؟ کس طرح بڑھتے اور رشد کرتے؟ کس طرح بڑھتے اور رشد کرتے؟

اگر ہاتھ کے اعصاب کے سیلز مدد نہ کریں تو کس طرح غذا کو منھ تك لے جایا جاسکتا ہے؟ اگر پانی و غذا اور آکسیجن موجود نہ ہوتی تو کیا ہمارا رہوتے تو کیا ہمارا زندگی کو باقی رکھنا ممکن ہوتا؟

29

کیا ان تمام ربط اور ہم آہنگی کے دیکھنے سے خالق کے دانا اور توانا ہونے تك نہیں پہنچا جاسكتا؟ ہم بہت اشتیاق سے كوشش كر رہے ہیں كہ اس ذات كو بہتر پہچانیں اور اس كا زیادہ شكریہ ادا كریں ہمارے وظائف میں داخل ہے كہ دستورات اور احكام كو معلوم كریں اور ان كی پیروی كریں تا كہ دنیا میں آزاد و كامیاب اور سربلند ہوں اور آخرت میں سعادت مند اور خوش و خرم بنیں

بچو میں بہت خوش ہوں کہ آج میں نے تمھیں بہترین سبق پڑھایا ہے یہ "خداشناسي" کا سبق ہے جو میں نے تمھیں بتلایا ہے_ "خداشناسي" کا سبق تمام علوم طبعی اور جہاں شناسی کی کتابوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے"

قرآن مجيد كي ايك آيت:

و في الارض ايات للموقنين و في انفسكم افلا تبصرون (1)

" زمین میں خداوند عالم کے وجود کے لئے یقین رکھنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں اور خود تمھارے وجود میں بھی اس کے وجود کے لئے علامتیں موجود ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو ؟

1) سوره ذاريات آيت نمبر 21

30

سوالات

ان سوالات کے جواب دیجئے

- 1) ___ ایك سیل كى تصویر بنایئےور اس كے مختلف اجزاء كے نام بتلایئے
- 2)___ تم کن کن سیل کو جانتے ہو، کیا ان کی تصویریں بناسکتے ہو___؟ ایك ایسی تصویر بنایئےو کتاب میں موجود نہ
 - 3) اپنے بدن کے سیلز کی تعداد کو جانتے ہو ؟ حروف میں لکھو
 - 4) کیا تم بدن کے سیل کا فرق ایك اینٹ سے بتلاسکتے ہو ؟
- 5)___ تمام اعضاء کے ربط اور ہم آہنگی سے تم کیا سمجھتے ہو، کیا اس قسم کی مخلوق بغیر کسی غرض اور غایت کے وجود میں آسکتی ہے ؟
 - 6) اگر سیلز کے درمیان تعاون و ربط اور ہم آہنگی نہ ہوتی تو کیا زندگی باقی رکھنا ممکن ہوتا ؟
 - 7) بدن کے سیلز اور ان کے درمیان ربط و ہم آہنگی سے تم کیا سمجھتے ہو
- 8)___ اپنے خالق کے بارے میں ہمارا کیا فریضہ ہے، اگر اس کے احکام کو معلوم کرلیں اور ان کی پیروی کریں تو کس طرح کی زندگی بسر کریں گے ۔ ؟
- 9)___ کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ استاد نے اس سبق میں کتنے سوال بیان کئے ہیں سبق کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ تمھارا اندازہ ٹھیك ہے؟ سوالوں کو لکھو
 - 10)___ اس سبق میں اور پہلے دوسبقوں میں تم نے کچھ خالق جہاں کے صفات معلوم کئے ہیں کیا ان کو بیان کرسکتے ہو___?

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

31

آپ ربط و ہم آہنگی کے مشاہدے سے کیا سمجھتے ہیں؟

تم یہاں دو قسم کی شکلیں دیکھ رہے ہو ان میں سے کون سی شکل منظم اور مرتبط ہے اور کون سی شکل غیر منظم اور غیر مرتبط ہے؟ کیا بتلاسکتے ہو کہ منظم شکل اور غیر منظم شکل میں کیا فرق موجود ہے ___؟

32

ایک منظم اور مرتبط شکل میں ایک خاص غرض اور غایت ہے اس کے تمام اجزاء اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ان کے ارتباط سے اسی بناپر اس شکل کو منظم اور مرتبط کہا جاسکتا ہے کہ جس کے

تمام اجزاء بطور کامل ایک دوسرے سے ہم آہنگی او رہمکاری رکھتے ہوں اور ان تمام سے ایک خاص غرض اور غایت حاصل کی جاسکتی ہو مثلا شکل نمبر دو کو ایک منظم اور مرتبط شکل کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے تمام اجزاء اس طرح بنائے گئے ہیں کہ جن سے ایک خاص غرض اور غایت مراد ہے اور وہ ہے "سوار ہونا" اور راستہ طے کرنا کسی منظم شکل میں ہر ایک جزء کو اس کی مخصوص جگہ پر رکھا جاتا ہے اور وہ دوسرے اجزاء کے ساتھ مل کر ایک مخصوص کام انجام دیتی ہے اگر اسی اس جگہ نہ رکھا جائے تو اس سے پورا کام حاصل نہ کیا جاسکے گا اور وہ کام ناقص انجام پائے گا

جب ہم دیکھ رہے ہوں کہ کوئی چیز منظم اور مرتبط ہے اور اس کے مختلف اجزاء کسی خاص حساب سے ایك دوسرے سے مرتبط ہیں اور اس کا ہر جزء ایك مخصوص کام اور ایك خاص اندازے سے انجام دے رہا ہو مثلا شكل نمبر دو میں پہئے ایك خاص مقدار سے بنائے اور ایك خاص جنس سے بنائے گئے ہیں _ گدی بیٹھنے کے لئے، بریك روکنے کے لئے، گهنٹی ہوشیار کرنے کے لئے، بتیاں اور پیٹروں کی جگہ ایك خاص جنس سے بنائی گئی ہے اور یہ ایك خاص اندازے اور حساب سے ایك دوسرے سے مرتبط کر کے رکھے گئے ہیں کہ اگر وہ اس طرح منظم اور حساب کے ساتھ رکھے نہ جاتے تو وہ کسی کام نہ آتے اور وہ اس غرض و غایت کی بجاآوری نکے لئے بے فائدہ ہوتے کہ جوان سے مقصود تھی _ اب تم ان سوالوں کے جوابات دو _

33

ایك منظم اور مرتبط شكل كے مشاہدے سے كہ جو وقت اور حساب سے كسى خاص جنس سے كسى خاص بیئت میں بنائي گئي ہو اور اس كے اجزاء كے ایك دوسرے سے اور ایك دوسرے كے كام میں تعاون سے آپ كیا سمجھتے ہیں؟ كیا ایسى شكل اور چیز كے بنانے والے كے متعلق یہ نہ سمجھیں گے كہ وہ باشعور و عالم و دانا اور اس قسم كى چیز كے بنانے پر قادر تها اور ایسى ذات كا ہونا اس صورت میں ضرورى نہ ہوگا؟ اگر كوئي عالم اور قادر نہ ہو تو كیا شكل نمبر ایك كو شكل نمبر دو میں تبدیل كرسكتا ہے ۔ الانكہ شكل نمبر ایك بھى خاص اجزاء متفرق كا مجموعہ ہے كہ جسے ایك خاص جنس اور كسى خاص شكل و اندازے كے مطابق بنایا گیا ہے جس كے بنانے میں بھى ایك عالم اور قادر كى ضرورت ہے كیا تم یہ بتاسكتے ہو كہ ایك منظم شكل كے دیكھنے سے اس كے بنانے والے كے متعلق اس كے قادر ، عالم و دانا ہونے اور آیندہ نگرى كو معلوم نہیں كیا جاسكتا ؟

دنیا اور اپنے خالق کے قادر و عالم ہونے کے متعلق اس سے زیادہ معرفت حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے بدن کے بنانے اور اس میں حیرت انگیز نظم و ربط اور دنیا کی دوسری اشیاء کو دیکھیں اور سوچیں کہ بدن کے جس حصہ کو دیکھیں اس میں حیران کن ہم آہنگی او رتعجب انگیز نظم و ربط کو دیکھیں اس میں حیران کن ہم آہنگی او رتعجب انگیز نظم و ربط کو دیکھ سکتے ہیں؟

بینائي اور سماعت کے حصے کو غور سے دیکھیں یا دل کے کام کو ملاحظہ کریں یا پھیھپڑے اور جکر کو غور سے دیکھیں تو ان میں سے ہر ایك میں سوائے ایك خاص نظم اور ربط کے کچھ اور دیکھ سکیں گے __ ؟
(اس کے بعد والے سبق میں ہم کلیہ اور پیشاب کے باہر پھینکنے والے حصّے کو بیان کریں گے)

34

اپنے آپ کو دیکھیں

آپ نے ابھی گردے دیکھے ہیں اگر نہیں دیکھے تو ایك گوسفند کے گردے لے آئیں اور انھیں غور سے، قریب سے دیکھیں۔ انسان کے بھی دو گردے ہوتے ہیں۔ تم بھی یقینا دو گردے رکھتے ہو۔ کیا تم دو عدد عمدہ اور چھوٹے عضو کے کام اور اہمیت کو جانتے ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ اگر تمھآرے بدن میں یہ چھوٹے دو عضو نہ رکھے جاتے تو کیا ہوتا __؟ آپ کے پیدا ہونے کے دن ہی آپ کے تمام بدن میں زہریلا مواد پیدا ہوجاتا اور زیادہ مواد اکٹھا ہوکر تمام بدن پر چھا جاتا اور پھر تمھاری موت یقینی ہوجاتی۔

کیا تم جانتے ہو کہ پیشاب کے خارج کرنے والا عضو اور حصہ کن کن چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔ ؟ کیا تم جانتے ہو کہ خود پیشاب کن کن چیزوں سے بنتا ہے اور کس طرح بدن سے خارج ہوتا ہے؟ انسان کے بدن میں کچھ زائد مواد اکٹھا ہوجاتا ہے کہ جس کا بدن میں باقی رہنا انسان کی سلامتی اور زندگی کے لئے خطرناك ہوتا ہے ضروری ہے کہ وہ انسانی بدن سے خارج ہوجائے اس زائد مواد میں سے ایك سفید رنگ کا ماہ ہے کہ جسے (اورہ) کہاجاتا ہے یہ حیوانی غذا اور ان

پروٹین سے جو بدن کے سیلز کے کام آتے ہیں پیدا ہوجاتا ہے یہ اور دوسرے مواد جو مضر ہوتے ہیں ایك عمده اور شائستہ حصہ کے ذریعہ جو خون سے پیشاب کو حاصل کرتا ہے اور بدن سے باہر نكال دیتا ہے وہ حصہ جو پیشاب بناتا اور باہر پھینکتا ہے ایك بہت منظم و دقیق عضو اور حصّہ

35

ہے کہ جس میں سیکڑوں دقیق اور عمدہ اجزاء رکھے گئے ہیں کہ جس سے بہت زیادہ تعجب اور حیرت ہوتی ہے_ درج ذیل شکل کو دیکھئے اور غور سے دیکھئے تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ پیشاب والا عضو اور مقام کن کن چیزوں سے بنایاگیا ہے_

مثانہ گردےونیرنالی و

گ د ہر۔

گردے لوبیا کی شکل کے ہوتے ہیں سرخ رنگ معدے اور جگر کے پیچھے دو عضو ہوتے ہیں اور انسان کے مہروں کے ستون کے دونوں طرف واقع ہوتے ہیں۔ ہر انسان کے دو گردے ہوتے ہیں، گردوں کی ساخت کئي نالیوں سے ہوتی ہے _ تم جانتے ہو کہ گردے کتنی نالیوں سے بنائے گئے ہیں ؟

ہر ایك گردے میں ایك ملیون كے قریب نالیاں ہوتی ہیں ان كے اطراف میں مو ہرگیا سے جالی نے گھیر ركھا ہے، خون ایك بڑی سرخ رگ كے ذریعہ ان میں داخل ہوتا ہے اور ان میں گردش كرنے كے بعد ایك سیاه رگ سے خارج ہوجاتا ہے، اس سرخ رگ كو بڑے اہتمام سے بنایا گیا ہے كہ جس كی تفصیل تم علوم طبعی كی كتابوں میں پڑھا كرتے ہو_

2)نيرنالي:

ہر ایك گردے سے ایك نالی باہر نكلی ہوتی ہے جو مثانہ سے گردے كو ملائے ركھتی ہے اس نالی كا نام "نیرنالي" ہے انھیں میں خون سے زائد مواد اكٹھا ہوجاتا ہے او رپیشاب گردے سے مثانہ میں وارد ہوجاتا ہے_

3) مثانہ:

یہ ایك چھوٹاسا كیسہ ہے كہ جن كى كيفيت پلاسٹيك كى طرح ہوتى ہے كہ جو كہ پھیل سكتا ہے یہ انسان كے پیٹ كے نيچے كى طرف واقع

36

ہوتا ہے_ جب مثانہ کی دیوار خالی ہو تو یہ تقریبا پندرہ ملی میٹر تك كا ضخیم ہوتا ہے اور جب یہ پیشاب سے پر ہوجائے تو پھیل جاتا ہے اور اس كی دیوار كی ضخامت تین سے چار ملی میٹر تك ہوجاتی ہے_ مثانہ كی دیوار میں تین عدد مسل ماہیچہ ركھے ہوئے ہیں كہ جو پیشاب كے خارج ہونے كے وقت اس كے منقبض ہونے میں مدد دیتے ہیں

4) پیشاب کے خارج ہونے کا راستہ:

یہ مثانہ کو باہر کی طرف مرتبط کرتا ہے، ابتداء میں اس میں دو ماہیچہ ہوتے ہیں کہ جو عام حالات میں پیشاب کو خارج ہونے سے روکے رکھتے ہیں، بدن میں گردے ایك صاف کرنے والی چھلنی کی طرح ہوتے ہیں_ سرخ رگ کے ذریعہ خون گردے میں وارد ہوتاہے

37

اور وہ مویرگ میں تقسیم ہوجاتا ہے اور جب ان سے عبور کرتا ہے تو اپنے ہمراہ معمولی پانی اور اورہ، آسیدہ، اوریك، نمك اور گلوگز جالیوں سے ترشح کرتے ہوئے پیشاب کی نالیوں میں وارد ہوتا ہے_ اس وقت معمولی پاني، نمك اور گلوگز ان نالیوں کی دیواروں میں جذب ہوکر دوبارہ خون میں لوٹ جاتا ہے_

ے سیوں کے یووووں سے کہ اگر بدن میں پانی ضرورت کے مطابق نہ ہو تو پھر زائد پانی گردوں سے مثانہ میں وارد نہیں ہوتا اور صرف اورہ، آسید، اوریك اور معمولی پانی پیشاب كی نالیوں سے نیرنالیوں میں وارد ہوتا ہے اور وہاں سے قطرہ قطرہ ہوكر مثانہ میں جمع ہوتا رہتا ہے

گردے نہ صرف کمال وقت سے اورہ، رسید، اوریك كو خون سے لیتے ہیں اور اسے صاف كرتے ہیں بلكہ بدن كے مختلف

```
مواد کو بھی اپنے کنٹرول میں رکھتے ہیں مثلاً اگر خون میں شوگر یا نمك ضرورت سے زائد ہوجائے تو زائد مقدار کو لے
                                                                             کر بدن سے باہر پھینك دیتے ہیں
  مثانہ کافی مقدار میں پیشاب کو محفوظ رکر سکتا ہے اور جب پیشاب کی مقدار بہت زیادہ ہوجائے اور مثانہ کی ظرفیت پر
  ہوجائے تو پھر وہی ماہیچہ حرکت کرتے ہیں اور اس صورت میں وہی دو ماہیچے پیشاب کے مجری کو کھولتے اور بند
  کرتے ہیں اور پیشاب کی ایك مقدار مثانہ میں وارد ہوجاتی ہے اور اس میں سوزش پیدا کردیتی ہے اگر اسے اپنے اختیار
                                سے باہر نہ نکالا گیا تو پھر مثانہ کا منھ قہراً کھل جاتا ہے اور پیشاب باہر نکل آتا ہے_
آپ اس وقت اور تعجب آور صنعت کے بارے میں جو اس عضو کے کام میں لائی گئی ہے خوب سوچیں اور اس نظم، مزید
                                                          ہم آبنگی کو جو خون کی گردش گردوں میں اور گردوں
کا ارتباط ینرنالی سے اور اس کا مثانہ سے موجود ہے۔ تامّل اور غور سے دیکھیں تو کیا یہ ایك ایسا حصہ نہ ہوگا جو منظم
                                                                اور کسی خاص غرض کے لئے بنایا گیا ہو ؟
   یا یہ ایك ایسا حصہ اور عضو ہوگا كہ جس میں كوئى غرض اور غایت مد نظر نہ ركھى گئى ہو بلكہ اسر ایك غیر منظم
 حصہ مانا جائے ؟ کیا گردوں کی کوئی خاص غرض ہوگی کہ جس کا اسے ذمہ دار اور پابند سمجھا جائے ؟ کیا ہم
  اس خون کے باوجود جو زہر سے اور زائد مواد سے پر ہو زندہ رہ سکتے تھے ۔ ؟ اگر یہ عضو مرتبط اور ہم آہنگ نہ
                        ہوتا اور نیر نالی کی نالیاں نہ ہوتیں تو گردے زائد مواد کو خون سے لیے کر کہاں پہنچاتے ؟
  اگر ہمارا مثانہ نہ ہوتا کہ جس میں پیشاب جمع ہوجاتا ہے تو مجبوراً پیشاب قطرہ قطرہ ہوکر باہر نکلتا رہتا تو اس وقت کیا
                  کرتے ؟ اگر پیشاب کے خارج کرنے کے دروازے ہمارے اختیار میں نہ ہوتے تو پھر کیا ہوتا ؟
    اس دقیق اور مہم عضو اور حساس حصّہ کے دیکھنے سے ہم کیا سمجھتے ہیں؟ اس منظم اور دقیق حساب سے جو اس
 عضو میں رکھا گیا ہے اور اس حصہ کی اس طرح کی شکل ہے جو بنائي گئي ہے اور اس میں جو نظام ربط اور ہم آہنگی
   رکھی گئی ہے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا ہمیں یہ یقین نہیں ہوجاتا کہ یہ منظم اور دقیق حساب جو اس عضو اور بدن کے
                        دوسرے اعضاء میں موجود ہے از خود، بغیر کسی غرض اور حساب کے موجود نہیں ہوا ___؟
 کیا یہ کسی عاقل اور صاحب بصیرت کے لئے ممکن ہے کہ وہ قبول کر لے کہ سیاہ اور خاموش، بے شعور طبیعت و مادّہ
سر یہ تعجب آور اور حیران کن نظم، وجود میں آیا ہر؟ صاحب عقل اور سمجھدار اناسان کو یقین ہوجائے گا کہ کسی عالم
 اور قادر ذات نے اسے خلق فرمایا ہے کہ جس میں اس نے ایك خاص غرض و غایت، مد نظر ركھی ہے اس سوچ كے بعد
                        ہر عقلمند کا ان تمام اسرار اور مصالح کے دیکھنے کے بعد خالق جہاں جو "عالم اور توانا" ہے
                                                                                                       39
   کے متعلق یقین زیادہ محکم اور مضبوط ہوجائے گا، اس کی اس عظیم قدرت اور فراوانی نعمت کے سامنے سر تسلیم خم
                                                                                                 کر دے گا
                                                                                             قرآن کی آیت:
                                                                  قل انظروا ماذا في السموات و الارض (1)
                                             " کہہ دیجئے کہ جو کچھ زمین اور آسمان میں موجود ہے اسے دیکھو"
                                                                                  1) سوره یونس آیت نمبر 101
                                                                                                       40
                                                                                                   سو الات
                                                                                              جواب دیجئے
```

1) ایك منظم و مرتبط شكل میں اور ایك غیر منظم و غیر مرتبط شكل میں كیا فرق ہے؟

- 2) ایك ایسے حصہ سے جو منظم اور مرتبط ہوگیا سمجھاتا جاتا ہے ؟
- 3) ایك حصہ کے بنانے میں جو منظم اور پناتلا ہو اس کے بنانے والے کے لئے عالم اور قادر ہونا ضروری سمجھتے ہو اور كيوں ؟ وضاحت كرو
 - 4)___ تمھارے گردے کتنے ہیناور بدن کے کس حصہ میں واقع ہیں؟ بیان کرو اور گردوں کی شکل بناؤ
 - 5)___ گردوں کی ساخت کس طرح ہوتی ہے اور ان کا کام کی ہے؟ کیا گوسفند کا گردہ کلاس میں لاسکتے ہو؟ وضاحت کرو
 - 6) رنیرنالی کا کیا کام ہے؟ مثانہ کی دیوار کس طرح ہوتی ہے اور مثانہ کا کیا کام ہے ؟
 - 7)___ گردوں کے بعض تعجب آور کام کو بتایئے
 - 8)___ گردوں کے کام اور دوسرے اعضاء سے ان کے ارتباط کو دیکھنے سے کیا سمجھاجاتا ہے؟ کیا تمھیں یہ ایك ہے غرض اور غیر منظم حصہ نظر آتا ہے یا یہ ایك منظم اور بامقصد عضو معلوم ہوتا ہے؟
 - 9)___ ہم جہان عالم کی پر اسرار اور مصالح کی پیدائشے و خلقت سے کیا سمجھتے ہیں اور اس سے کیا نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں ؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

41

خالق جہان کے صفات کمالیہ

1) ___ تم چل سکتے ہو، فکر کرسکتے ہو، کھاپی سکتے ہو اور کتاب پڑھ سکتے ہو؟ لیکن کیا یہی کام پتھر کا ایك ٹکڑا انجام دے سکتا ہے؟

یقینا جواب دوگے کہ نہیں یہ کام پتھر انجام نہیں دے سکتا پس تم ان کاموں کے بجالانے پر قدرت رکھتے ہو لیکن پتھر ایسی قدرت نہیں رکھتا_ کیا تم ان امور کے لحاظ سے پتھر پر کوئي خصوصیت رکھتے ہو___؟ کون سی خصوصیت___؟ تم کامل ہو یا پتھر کا ٹکڑا ___؟ کیا جواب دوگے___؟

یقینا تمهارا یہ جواب ٹھیك ہوگا كہ تم یہ كام كرسكتے ہو لیكن پتھر یہ كام نہیں كرسكتا پس تم كامل تر ہوگئے كیونكہ ان كاموں كے بجالانے پر قدرت ركھتے ہو تو پھر قدرت كو ايك كمال كى صفت قرار دیا جاسكتا ہے یعنی قدرت، كمال كى صفت ہے_

2)___ تم بہت سی چیزوں کو جانتے ہو یعنی تمہیں ان کا علم ہے، تمہارے دوست بھی بہت سی چیزوں کو جانتے ہیں اور انھیں بھی ان کا علم ہے_ مخلوقات میں سے بعض کو علم ہوتا ہے اور بعض کو علم نہیں ہوتا_ انسان ان میں سے کون سی قسم میں داخل ہے؟ پتھر، لکڑی اور لوہا ان میں سے کون سی قسم میں داخل ہیں؟

42

ان دو میں سے کون سی قسم کامل تر اور قیمتی ہے؟ علم رکھنے والی مخلوقات اہم ہیں یا وہ جو بے علم ہیں __ ؟ اس کا کیا جواب دوگے __ ؟

 یقینا تم درست جواب دوگے اور زندگی و حیات بھی ایك صفت كمال ہے اب تك ہم نے معلوم كرلیا كہ علم، قدرت اور حیات یہ تینوں صفت كمال ہوتے ہیں یعنی دانا، تو انا اور زندہ ہوتے ہیں اور مخلوقات میں سے بہت سے ان تینوں صفات كے حامل ہوتے ہیں یعنی دانا، تو انا اور زندہ ہوتے ہیں ان زندہ و دانا اور تو انا مخلوقات كو الله تعالى نے خلق فرمایا ہے اور الله تعالى نے یہ كمالات انھیں عنایت فرمایا ہے جس خدا نے انھیں یہ كمالات دیئے ہیں وہ خود بھی ان كمالات كو بہتر اور بالاتر ركھتا ہے یعنی وہ ذات بھی ان صفات كمالیہ سے منصف ہے_

43

تم نے سابقہ درس میں کائنات میں دقیق نظام اور تعجب آور ارتباط کو اجمالی طور پر معلوم کرلیا ہے اور تم جان چکے ہو کہ کتنی عمدہ اور بارك كا دیگری خلقت عالم میں ركھی گئي ہے اور كس دقیق ہم آہنگی و ارتباط سے یہ جہان خلق كیا گیا ہے اور تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ساری مخلوقات كو اللہ تعالى نے اسى طرح خلق فرمایا ہے ایسا دقیق اور تعجب آور جہان كس چيز كا گواہ ہے ____ ؟ ہمیں اس جہاں كى ترتیب اور عمدہ ہم آہنگى كیا سبق دیتی ہے؟ اس دقیق اور پر شكوہ نظام سے كیا سمجھتے ہیں ؟

مخلوقات کے مطالعے سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اس جہان کو ایك زندہ و عالم اور قادر ذات نے پیدا کیا ہے اور اس كے كوئي غرض و غايت ہے كہ جس سے وہ مطلع تھا_

جہان کی مخلوقات کو ایك خاص قانون اور نظام كے ماتحت پیدا كر كے اسے چلا رہا ہے اور اسے اسی غرض و غایت كی طرف راہنمائي كرتا ہے_ اب تك ہم نے سمجھ لیا كہ جہان كا پیدا كرنے والا خدا مهربان اور تمام اشیاء كا عالم ہے، تمام كو ديكھتا ہے اور كوئي بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ذات ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور تمام بندوں كے اعمال سے مطلع ہے اور انھیں ان كی جزا دے گا_

ہم نے جان لیا کہ خدا قادر ہے یعنی ہر کام کے انجام دینے پر قدرت رکھتا ہے، اس کی قدرت اور توانائي محدود نہیں ہے، تمام مخلوقات کو اس نے ہی بیدا کیا ہے اور انھیں چلا رہا ہے_

ہم نے جان لیا کہ خدا حی و زندہ ہے اور تمام امور کو علم و دانائي سے انجام دیتا ہے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس عظیم خالق و عالم اور قادر کے سامنے ہمارا فریضہ کیا ہے؟

44

قرآن مجید کی آیت: یخلق ما یشاء و ہو العلیم القدیر___(1)

" ... خدا جسے چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور وہ دانا و توانا ہے"

1) سوره روم آیت نمبر 53

45

توحيد اور شرك

حضرت محمد صلی الله علیہ و آلہ و سلم خداوند عالم کی طرف سے ایسے زمانے میں پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے جس زمانے کے اکثر لوگ جاہل، مشرك اور بت پرست تھے اور ان كا گمان تھا كہ اس عالم كو چلانے میں خدا كے علاوہ دوسروں كو بھی دخل ہے خدا كا شريك قرار دیتے تھے خدائے حيّ و عالم او رقادر يكتا كی پرستش اور اطاعت كرنے كے بجائے عاجز و بے جان بتوں كی پرستش كی كرتے تھے اور ان كے لئے نذر و قربانی كرتے اور ان سے طلب حاجت كرتے تھے ـ

ظالم و جابر اور طاغوت قسم کے لوگوں کو برگزیدہ افراد جانتے تھے اور انھیں بالاتر اور واجب الاطاعت گمان کرتے تھے ان کی حکومت اور سلطنت کو قبول کرتے تھے ان کی حکومت اور سلطنت کو قبول کرتے تھے اپنی سعادت و شقاوت، خوش بختی و بدبختی، موت اور زندگی کو ان کے ارادے میں منحصر جانتے تھے اور عبادت کی حد تك ان کی اطاعت کرتے تھے اور ان کے سامنے عاجزی اور اظہار

بندگی کیا کرتے تھے _ جاہل اور مشرك انسان اپنی خدا داد استقلال کو فراموش کرچکے تھے اور غلامانہ روش کی طرف ظالموں اور طاغوتوں کے مطیع و فرمانبردار تھے اور ان کے سامنے عبادت کرتے تھے اور ان کا سجدہ کیا کرتے تھے لوگ بت پرستی میں مشغول تھے اور اسی میں خوش تھے اور استحصال کرنے والے لوگوں کے جان و مال پر مسلط تھے اور ان کی محنت کو غارت کر رہے تھے لوگوں کی اکثریت فقر اور فاقہ میں زندگی بسر کرتی تھی اور وہ جرات نہیں کرسکتے کہ وہ

46

"یعنی کلمہ توحید پڑھو اور نجات حاصل کرو_ اس پر ایمان لے آؤ کہ سوائے خدائے ذوالجلال کے اور کوئی معبود نہیں تا کہ نجات حاصل کرسکو"

اس كلام سے كيا مراد ہے سمجھتے ہو؟ يعنى مختلف خدا اور جھوٹے خداؤں كو دور پھينكو اور دنيا كے حقيقى خالق كى اطاعت اور عبادت كرو_ ظالموں كى حكومت سے باہر نكلو اور الله تعالى كے بھيجے ہوئے رہبر اور پيغمبر كى حكومت اور ولايت كو قبول كرو تا كم آزاد اور سربلند اور سعادت مند ہوجاؤ_ پيغمبر اسلام (ص) لوگوں سے فرمايا كرتے تھے كم لوگو

"كائنات كا خالق اورچلانے والا صرف خدا ہے جو قادر مطلق

47

ہے_ خداوند عالم کی ذات ہی تو ہے جس نے خلقت اور نظام جہان کا قانون مقرر کیا ہے اور اسے چلا رہا ہے اس کی ذات اور اس کے ارادے سے دن رات بنتے اور آتے جاتے ہیں۔ آسمان سے زمین پر بارش اور برف گرتی ہے_ درخت اور نباتات میوے اور پھول دیتے ہیں، انسان اور حیوان روزی حاصل کرتے ہیں، اللہ ہی نے جو حی و قیّوم اور عالم و قادر ہے تمام موجودات کو خلق فرمایا اور وہ ان سے بے نیاز ہے، تمام موجودات اس کے محتاج اور نیاز مند ہیں، اللہ تعالی کی مدد کے بغیر کسی بھی موجود سے کوئی بھی کام نہیں ہوسکتا جان لو کہ اللہ تعالی نے دنیا کا نظام کسی کے سپرد نہیں کیا پیغمبر اسلام(ص) لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے لوگو جان لو کہ تمام انسان اللہ تعالی کی مخلوق ہیں تمام کے ساتھ عادلانہ سلوك ہونا چاہئے سیاہ، سفید، زرد، سرخ، مرد، عورت، عرب، غیر عرب تمام بشر کے افراد ہیں اور انھیں آزادی و زندگی کا حق حاصل ہے، اللہ تعالی کے نزدیك مقرّب انسان وہ ہے جو متقی ہو _ اللہ تعالی نے زمین اور تمام طبعی منابع اور خزانوں کو انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تمام انسانوں کو حق حاصل ہے کہ ان فائدے حاصل کرے ہر طبعی منابع اور خزانوں کو انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تمام انسانوں کو حق حاصل ہے کہ ان فائدے حاصل کرے ہر ایک انسان کو حق حاصل ہے کہ اپنی محنت اور کوشش سے زمین کو آباد کرے اور اپنی ضرورت کے

48

مطابق اس کے منابع طبعی سے استفادہ کرے اور لوگوں کو فائدے پہنچائے پیغمبر اسلام(ص) فرمایا کرتے تھے: لوگو ظالموں کے مطبع اور غلام نہ بنو خداوند عالم نے تمھیں آزاد خلق فرمایا ہے، تمھارا ولی اور صاحب اختیار خدا ہے، خداوند عالم تمھارا مالك اور مختار ہے کہ جس نے تمھیں خلق فرمایا ہے، تمھاری رہبری اور ولایت کا حق اسی کو حاصل ہے الله تعالی اور ان حضرات کے علاوہ جو اس کی طرف سے اس کا پیغام بندوں تك پہنچاتے اور اس کے احكام سے مطلع كرتے ہیں اور كوئي واجب الاطاعت نہیں ہے، پرہیزگاری اختیار كرو اور میری اطاعت كرو تا كہ میں تمھیں ان

ظالموں کے شر سے نجات دلاؤں، تم سب آزاد ہو اور ظالموں و ستمگروں کے غلام اور قیدی نہ بنو، خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈرو اور اس کے علاوہ کسی سے امید وابستہ نہ رکھو صرف الله تعالی کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس کی رضا کے لئے کام بجالاؤ اور ایك دل بوکر ایك غرض اور بدف کو بجالاؤ، جھوٹے معبودوں اور اختلاف ڈالنے والوں کو دور پھینك دو، تمام کے تمام توحید کے علم کے سایہ میں اکٹھے بوجاؤ تا کہ آزاد و سربلند اور سعادتمند بن جاؤ، تمام کاموں کو صرف خدا کے لئے اور خدا کی یاد کے لئے بجالاؤ صرف الله تعالی سے مدد اور کمك طلب کرو تا کہ اس مبارزہ میں کامیاب ہوجاؤ"

قر آن مجید کی آیت:

"جس شخص نے اللہ کے ساتھ شریك قرار دیا وہ سخت گمراہی میں پڑا"

1) سوره نساء / 116

سوالات

سوچنے، مباحثہ کرنے اور جواب دینے کیلئے ہیں

1) بت پرستی اور شرک کے مظاہرات کون سے ہوتے ہیں؟

___استحصال کرنے والے کیوں لوگوں کے درمیان اختلاف ایجاد کرتے ہیں؟

3) توحید سے کیا مراد ہے اور شرك كا كیا مطلب ہے؟

4) حضرت محمد صلى الله عليه و آله و سلم كا مهم كام او رپروگرام كيا تها؟

5___ اسلام کے فلاح اور نجات دینے کے لئے کون سا پیغام ہے اور اس کا معنی کیا ہے؟

6)___ الله تعالى كے نزديك كون سا انسان مقرب ہے، الله تعالى كے نزديك برترى كس ميں ہے؟

7)___ ظالموں کے لئے دوسروں پر حق ولایت اور حکومت ہوا کرتا ہے، انسان کا حقیقی مالك اور مختار كرون ہے؟

8)___ مستكبرين پر كاميابى كا صحيح راسته كون سا ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

50

عدل خدا

خداوند عالم نے اس جہاں کو ایك خاص نظم اور دقیق حساب پر پیدا كیا ہے اور ہر ایك مخلوق میں ایك خاص خاصیت عنایت فرمائي ہے، دن کو سورج کے نکاتے سے گرم اور روشن کیا ہے تا کہ لوگ اس میں سخت اور کوشش کر کے روزی کما سکیں رات کو تاریك اور خاموش قرار دیا ہے تا کہ لوگ اس میں راحت اور آرام کرسکیں ہر ایك چیز کی خلقت میں ایك اندازہ اور حساب قرار دیا ہے

انھیں خصوصیات اور لوازمات کے نتیجے مینجہاں کی اشیاء خلقت کے لحاظ سے بہت عمدہ قسم کی زیبائی سے مزیّن ہیں_ سوچئے اگر آگ اپنی ان خصوصیات کے ساتھ موجود نہ ہوتی تو اس عالم کا رخ کیسا ہوتا___؟

وں ہے۔ اور پانی اپنے ان خواص کے ساتھ جو اس میں موجود ہیں نہ ہوتا تو کیا زمین پر زندگی حاصل ہوسکتی __ ؟ غور کیجئے اگر زمین میں قوت جاذبہ نہ ہوتی تو کیا کچھ سامنے آتا؟ کیا تم اس صورت میں یہاں بیٹھ سکتے اور درس پڑھ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سکتے تھے؟

ہرگز نہیں کیونکہ اس صورت میں زمین اس سرعت کی وجہ سے جو زمین اپنے ارد گرد اور سورج کے اردگرد کر رہی ہے تمام چیزوں کو یہاں تک کہ تمهیں اور تمهارے دوستوں کو فضا میں پهینک دیتی، ہمارا موجودہ زمانے میں زندہ رہنے کا نظم اور قانون ان خواص اور قوانین کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالٰی نے طبع اور مادّہ کے اندر رکھ چھوڑا ہے اگر یہ قوانین اس دنیا میں موجود نہ ہوتے تو زندگی کرنا حاصل نہ ہوتا گرچہ اس عالم

51

کے موجودہ قوانین کبھی ہمارے لئے پریشانی کو بھی فراہم کردیتے ہیں مثلاً ہوئي جہاز کو ان قوانین طبعی کے ما تحت اڑایا جاتا ہے اور آسمان پر لے جاتا ہے جو ان مواد اور طبائع میں موجود ہیں اور انھیں قوانین سے استفادہ کرتے ہوئے ہوئے اسے آسمان پرتیز اور سرعت سے حرکت میں لایا جاتا ہے

قانون جاذبہ اور اصطلاف و ٹکراؤ سے ہوائي جہاز کو زمین پر اتارا جاتا ہے ہوائي جہاز کے مسافر اسی قانون سے استفاده کرتے ہوئے ہوائي جہاز سے نیچے اترتے ہیں اور زمین پر چلتے ہیں اور اپنی اپنی منزل تك جا پہنچتے ہیں لیكن یہی ہوائي جہاز جب اس كا ایندهن اور پیٹرول فضا میں ختم ہوجائے تو زمین كا قانون جاذبہ فوراً سے زمین كی طرف كھینچتا ہے اور ہوائي جہاز زمین پر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا كہ جس سے اس میں سوار بعض فوراً دم توڑ دیتے ہیں اور كچھ زخمی اور بيكار ہوكر رہ جاتے ہیں اس صورت میں قصور كس كا ہے

ٹھیك ہے کہ ہم اس صورت میں تمنا کریں گے کہ کاش زمین میں قوت جاذبہ نہ ہوتی اور اس صورت میں قوت جاذبہ اپنا کام اور عمل انجام نہ دیتی ___ ؟ کیا یہ ٹھیك ہے کہ ہم یہ آرزو کریں کہ کاش زمین اس ہوائی جہاز کو جس کا ایندھن ختم ہوگیا ہے اپنی طرف نہ کھینچتی ___ ؟ سمجھتے ہوکہ اس آرزو کے معنی اور نتائج کیا ہوں گے ___ ؟ اس خواہش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خلقت کا قانون ہماری پسند کے مطابق ہوجائے کہ اگر ہم چاہیں اور پسند کریں تو قانون عمل کرے اور جب ہم نہ چاہیں اور پسند نہ کریں تو قانون عمل نہ کرے کیا اس صورت میں اسے قانون کہنا اور قانون کا نام دینا درست ہوگا ___ ؟ اور پھر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کس شخص کی خواہش اور تمنا پر قانون عمل کرے __ ؟

52

اس صورت میں سوچئے کہ ہر ج و مرج لازم نہ آ تا___ ؟ ممکن ہے کہ آپ اس شخص کو جو ہوائي جہاز کے گرجانے کی صورت میں بیکار ہوگیا ہے دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ وہ اس کی وجہ سے اندھا ہوگیا ہے اور اس کا ایك ہاتھ کٹ چکا ہے اور پاؤں سے معذور ہوگی ہے اور یہ کہیں اور سوچیں کہ کس نے اس پر ظلم کیا ہے___ ؟ اور کس نے اسے اس طرح ہاتھ، پاؤں اور آنکھوں سے محروم کردیا ہے___ ؟

کیا ت م خدا کی عدالت میں شك کروگے کہ جس نے زمین کو قوت جاذبہ عنایت فرمائي ہے ___ ؟ یا اس شخص کی عدالت اور قابلیّت میں شك کروگے کہ جس نے زمین کے اس قوت جاذبہ کے قانون اور دوسرے طبائع کے قوانین سے صحیح طور سے استفادہ نہیں کیا ہے ___ ؟ اس شخص کی قابلیّت اور لیاقت میں شك کروگے کہ جس نے ہوائي جہاز میں بقدر ضرورت ایندھین نہیں ڈالا تھا __ ؟

الله تعالی نے ہر ایک موجود کو ایک خاص استعداد اور کمال سے پیدا کیا ہے اور دنیا پر کچھ عمومی قوانین اور طریقے معین کردیئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایک خاص حساب اور نظم قرار دیا ہے ہم انسانوں پر ضروری ہے کہ ہم ان قوانین سے صحیح طریقے سے استفادہ کریں تا کہ الله تعالی کے فیض و کرم اور رحمت و عدل سے صحیح طور سے مستفید ہوسکیں مثلا ماں کے رحم میں جو بچہ بڑھتا اور رشد کرتا ہے تو وہ اس عالم پر تمام مسلّط قوانین سے پیروی کرتا ہے اگر ماں، باپ یا دوسرے مخیر حضرات خلقت کے قوانین کو صحیح طور پر استعمال کریں گے تو بچہ صحیح و سالم انھیں مل سکے کا بخلاف اگر وہ سگریٹ نوش یا شراب خور ہوئے تو سگریٹ یا شراب کے زہر سے یقینا بچے کے بدن میں نقص پیدا ہوجائے گا جس طرح کہ ہوائی جہاز کے گرنے نے نقص ایجاد کردیا تھا اور کسی کو آنکھ یا ہاتھ سے

53

محروم کردیتا تھا_ شرابی ماں کا بچہ دنیا میں بیماری لے کر پیدا ہوتا ہے وہ ماں جو ضرر رساں دوائیں استعمال کریں ہے اس کا بچّہ دنیا میں معیوب پیدا ہوتا ہے، بچے کی ماں یا باپ یا اس کے لواحقین، قوانین صحت کی مراعات نہیں کرتے تو بچہ خلقت کے لحاظ سے ناقص پیدا ہوتا ہے یہ اور دوسرے نقائص ان قوانین کا نتیجہ ہیں جو الله تعالی نے دنیا پر مسلط کر رکھا ہے اور یہ تمام قوانین، الله تعالی کے عدل سے صادر ہوتے ہیں

ہم تب کیا کہیں گے جب کوئي ماں باپ کہ جو قوانین صحت کی رعایت کرتے ہیں اور بچہ سالم دنیا میں آتا ہے اور وہ ماں باپ جو قوانین صحت کی رعایت کرتے ہیں اور بچہ سالم دنیا میں آتا ہے کیا یہ کہ دنیا ہے نظم اور بے قانون ہے اور اس پر کوئي قانون حکم فرما نہیں ہے_ کیا یہ نہیں سوچیں گے کہ جہاں میں ہرج اور مرج اور گربڑ ہے کہ جس میں کوئي خاص نظم اور حساب نہینہے اور کوئي قانون اس پر حکم فرما نہیں ہے؟ کیا یہ نہیں کہیں

ے کہ جہاں کا خلق کرنے والا ظلم کو جائز قرار دیتا ہے ___ ؟ کیوں کہ ان ماں باپ کو جو قانون کے پوری طرح پابند ہیں انھیں ایک سالم بچہ عنایت فرماتا ہے اور ان ماں باپ کو بھی جو کسی قانون کی پابندی نہیں کرتے سالم بچہ عنایت کرتا ہے تو پھر ان دونوں میں کیا فرق ہوگا __ ؟ جس نے کام کیا ہو اور قانون کی پابندی کی ہو وہ اس شخص کے ساتھ مساوی اور برابر ہو کہ جس نے قانون کی پابندی نہ کی ہو __ ؟ کیا دونوں ایک جیسے منزل مقصود تک پہنچیں گے، گیا آپ اس طرح سوچ سکتے ہیں __ ؟ ہرگز نہیں کیونکہ تمھیں لم ہے کہ دنیا ایک قانون اور نظم کے ساتھ چلائی جا رہی ہے اور اسے لاقونی اور ہرج و مرج سے نہیں چلایا جارہا ہے _

تمهیں علم ہے کہ اللہ تعالی نے ہر ایك موجود کے لئے علّت قرار دی ہے _ طبائع

54

اور مواد عالم میں قوانین الله تعالی کے ارادے سے رکھے گئے ہیں، وہ اپنا عمل انجام دے رہے ہیں اور کسی کی خواہش و تمنّا کے مطابق نہیں بدلتے ہیں البتہ کبھی ایك یا كئي قانون ایك جگہ اكٹھے ہوجاتے ہیں اور ان سے بعض چیزیں وجود میں آجاتی ہیں جو ہماری پسند کے مطابق نہیں ہوتیں لیكن دنیا کے نظام میں اس قسم کے وجود سے فرار ممكن نہیں ہوسكتا یہی الله تعالی كا عدل نہیں ہے کہ جن قوانین كو اس نے عالم پر مسطل كردیا ہے انھیں خراب كردے اور لاقانونیّت اور ہرج و مرج كا موجب بنے بلكہ الله تعالى كے عدل كا تقاضا يہ ہے كہ ہر مخلوق كو اس كى خاص استعداد كى روسے وجود عنایت فرمائے اور اسے كمال تك پہنچائے خداوند عالم تمام حالات میں عادل ہوتا ہے یہ انسان ہی ہے جو اپنے اعمال اور نادانی و جہالت كى وجہ سے اپنے اور دوسروں پر ظلم اور مشكایں كھڑى كرتا ہے _

ابك سو ال

ہوسکتا ہے آپ کہیں کہ ماں باپ نے قانون کی لاپرواہی کرتے ہوئے شراب یا دوسری ضرر رساں دوائیں استعمال کر کے بچے کو غیر سالم اور بے کار وجود میں لائے اور اس قسم کے نقصان کے سبب بنے کہ جس کے نتیجے میں ایك بیكار اور ناقص فرد دینا میں آیا اور یہ ٹھیك ان قوانین کے ماتحت ہوا ہے جو اللہ تعالی نے خلقت کے لئے بر بناء عدل معین کر رکھا ہے لیكن دیکھنا یہ ہے کہ اس میں بچے کا کیا قصور ہے کہ وہ دنیا میں ناقص پیدا ہو اور تمام عمر بیكار زندگی بسر کرے

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ بچے کا کوئی بھی قصور نہیں ہے خداوند عالم بھی اس پر اس کی

55

طاقت اور قدرت سے زیادہ حکم اور تکلیف نہیں دے گا اور وہ اس امکانی حد میں جو اس میں موجود ہے اپنے وظائف شرعی پر عمل کرے تو وہ اللہ تعالی سے بہترین جزا کا مستحق ہوگا اس قسم کے افراد اگر متقی اور مومن ہوں تو وہ دوسرے مومنین کی طرح اللہ تعالی کے نزدیك محترم اور عزیز ہونگے اور اپنے وظائف پر ٹھیك طرح سے عمل پیراہوں تو آخرت میں ایك بلند درجے پر فائز ہوں گے_

اس بحث کا خلاصہ اور تکمیل

سابقہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ خداوند عالم عادل ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے خاص قوانین اس دنیا کے لئے وضع کئے ہیں اور ہر ایك مخلوق میں ایك خاص استعداد اور ودیعت کر رکھی ہے_ اگر ہم ان قوانین اور خصوصیات کی جو اللہ تعالی نے معین کی ہیں رعایت کریں تو پھر ہم اس کے فیض اور رحمت سے مستفید ہوں گے اور اس کے عدل و فضل کے سایہ میں اس نتیجے تك جا پہنچیں گے جو مدّ نظر ہوگا اور ان قوانین عالم سے جو الله تعالى كے ارادے سے معین كئے گئے ہیں لاپروائي كریں تو ہم خود اپنے اوپر ظلم كریں گے اور اس بے اعتنائي كا نتیجہ یقینا دیكھیں گے

خداوند عالم کا آخرت میں عادل ہونے سے بھی یہی مراد ہے یعنی الله تعالی نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ لوگوں کو اچھائی اور برائی سے آگاہ کردیا ہے اچھے کاموں کے لئے اچھے کاموں کے لئے اچھی ہے_ خداوند عالم آخرت میں کسی پر ظلم نہ کرے گا ہر ایك کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء اور سزا دے گا جس نے نیکوکاری، خداپرستی کا راستہ اختیار کیا ہوگا تو وہ الله تعالی کی نعمتوں سے مستفید ہوگا اور

56

اگر باطل اور مادہ پرستی کا شیوہ اپنا یا ہوگا اور دوسروں پر ظلم و تعدّی روا رکھی ہوگی تو آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اور اپنے برے کاموں کی سزا پائے گا_

قرآن مجید کی آیت:

و ما كان الله ليظلمهم و لكن كانوا انفسهم يظلمون (1)

"خداوند عالم کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ ہیں جو اینے اوپر ظلم کرتے ہیں"

1) سوره عنكبوت آيت نمبر 40

57

سوچئے اور جواب دیجئے

- 1) كچه طبعى قوانين بتلايئر
- 2) کیا یہ درست ہے کہ ہم یہ آرزو کرں کہ کاش زمین میں قوت جاذبہ موجود نہ ہوتی کیوں؟ توضیح کیجئے
- 3) جب ہم کہتے ہیں کہ خدا عادل ہے تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے؟ کیا اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تمام کے ساتھ ایك جیسا سلوك كرے خواہ اس نے كہ جس نے كام كیا ہے اور اس نے كہ جس نے كوئي كام نہیں كیا؟
 - 4) ___ الله تعالى كے عادل ہونے كا كيا تقاضہ ہے؟ كيا يہ مراد ہے كہ الله تعالى اپنے قوانين طبعى كو ہوا اور ہوس كے مطابق بدل ديتا ہے يا يہ مراد ہے كہ الله تعالى اپنے معين كرده قوانين كے مطابق ہر ايك انسان كو نعمت اور كمال عنايت كر تا ہے كہ اللہ تعالى اپنے معين كرده قوانين كے مطابق ہر ايك انسان كو نعمت اور كمال عنايت كرتا ہے
 - 5)___ بعض انسان جو ناقص عنصر والے ہوتے ہیں یہ کن عوامل کے نتیجے میں ہوا کرتا ہے؟ کیا اس سے اللہ تعالی کی عدالت یا قوانین طبعی کے خلاف ہونے پر اعتراض کیا جاسکتا ہے؟
 - 6)___ اگر کوئي بچہ ماں کے پیٹ میں اس کی شراب خوری کی وجہ سے اس بچے کی طرح رشد کرے کہ جس کی ماں سالم اور متقی ہو اگر ایسی مساوات ہوجائے تو یہ کس کا نتیجہ ہوگا، کیا یہ عدل الہی کی نشانی ہوگی؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

58

دوسرا حصّه

آخرت کے مسائل کے بارے میں

ہم ان دو درسوں میں چند طالب علموں سے گفتگو کریں گے اور خلقت کی غرض بیان کر کے جہان آخرت کی طرف متوجہ کریں گے اس کے بعد انھیں مطالب کو دلیل سے بطور جدّی بیان کریں گے

(1) عمل کا ثمر گرمی کا موسم نزدیك آربا ہے فصل کاتنے کا وقت پہنچنے والا ہے "علی" چچا نے ہمیں دعوت دی ہے تا كم فصل كاتنے اور ميوے چننے ميں اس كى مدد كريں ہم نے صبح سويرے جلدى ميں حركت كى جب ہم اپنے چچا كے باغ تك پہنچے تو سورج نكل چكا تها باغ كا دروازہ آدها كهلا ہوا تها، موٹے اور سرخ سيب درختوں كى تُہنيوں اور پتوں كے درميان سے نظر آرہے تھے

میں اور میری بہت نے جب چاہا کہ باغ کے اندر داخل ہوں تو ہمارے باپ نے کہا ٹھہرو تا کہ دروازہ کھٹکھٹائیں اور باغ میں اور میری بہت نے جب چاہا کہ باغ کے اندر داخل ہوں ابّا نے پتھر کے ساتھ دروازے کے باہر لگی میخوں کو مارا چچا کی آواز سننے کے بعد ہم باغ کے اندر داخل ہوگئے تمھاری جگہ خالی تھی یعنی کاش کہ تم بھی وہاں ہوتے اور دیکھتے کہ کتنی بہترین اور پر لطف ہوا اور عمدہ ماحول تھا، سرخ اور موٹے سیب درختوں پر لٹك رہے تھے اور ہوا کے چلنے سے آہستہ آہستہ

60

حرکت کر رہے تھے اور کبھی کوئی نہ کوئی زمین پر بھی گرپڑتا تھا اور دور تك جاپہنچتا تھا جب باغ کے وسط میں بنے ہوئے کمرے تك پہنچے تو چچا على دوڑتے ہوئے ہمارے استقبال کے لئے آرہے تھے ہم نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے ہمیں خوش روئی اور خوشی سے خوش آمد کہا اور ہمیں اس کمرے میں لے گئے جہاں ناشتہ و غیرہ رکھا ہوا تھا ایك بہت بڑی ٹرے کمرے کے وسط میں سیب بھی موجود تھے۔ چچا نے سیبوں کی طرف اشارہ کیا اور مجھے اور دوسرے بچوں سے فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ میں اب دن رات کی محنت اور اس کے نتیجے تك پہنچ چکا بوں درختوں نے بہت اچھا پھل دیا ہے، ان عمدہ اور خوش ذائقہ سیبوں کو اللہ تعالی نے تمھارے لئے پیدا کیا ہے تمھیں دیا ہوگا کہ جب تم بہار کے موسم میں یہاں آئے تھے اور معمولی بارش کے باعث تمھیں کچھ تکلیف بھی اٹھانی پڑی تھی اگر بارش نہ ہوتی اور پانی موجود نہ ہوتا تو میری کوشش اور محنت بے فائدہ اور بے نتیجہ ہوتی، درخت پانی نہ ہونے سن نے کہا: باں چچا وہ دن کیسا عمدہ تھا ہم یہاں کھیلتے تھے اور کچھ کام بھی کیا کرتے تھے اور کچھ نئی معلومات بھی حسن نے کہا: باں چچا وہ دن کیسا عمدہ تھا ہم یہاں کھیلتے تھے اور کچھ کام بھی کیا کرتے تھے اور کچھ نئی معلومات بھی حاصل کیا کرتے تھے چچا نے جواب دیا اب تم ناشتہ کروں اس کے بعد اس دن کی گفتگو کو دوبارہ دہرائیں گے اس سے حاصل کیا کرتے تھے اور کہا تھا اور کہا تھا کہ بارش نے بعد سیب چننے اور اپنی محنت کا ٹمرہ لینے کے لئے باغ میں جائیں گے ۔

ان نتیجہ نکالیں گے اس کے بعد سیب چننے اور اپنی محنت کا ٹمرہ لینے کہ اس دن پانی کی گردش کے متعلق کیا کہا نظمتہ کرنے کے بعد چچا علی نے زہراء سے کہا: بیٹی زہرائ تمھیں یاد ہے کہ اس دن پانی کی گردش کے متعلق کیا کہا تھا ؟ ننھی زہراء نے کہا ہاں مجھے یاد ہے آپ نے اس دے دکہ اس دن پانی کی گردش کے متعلق کیا کہا تھا کہ بارش

61

بادلوں سے برستی ہے_ ہم زہراء کے اس عمدہ اور مختصر جواب سے ہنسے_ ابّا نے کہا: کیوں ہسنتے ہو؟ زہراء سچ تو کہہ رہی ہے سورج کی روشنی سمندر پر پڑتی ہے اور سمندر کا پانی سورج کی حرارت سے بخار بنتا ے اور اوپر کی طرف چلا جاتا ہے ہوائیں ان بخارات کو ادھر ادھر لے جاتی ہیں ہوا کی سردی اوپر والے بخارات کو بادلوں میں تبدیل کردیتی ہے

یہ گھنے بادل اور بخارات زمین کی قوت جاذبہ کے واسطے سے زمین کی طرف کھچے آتے ہیں اور بارش کی صورت میں قطرہ ہوکر زمین پر برسنے لگتے ہیں، بارش کا پانی نہروں اور ندیوں میں جاری ہونے لگتا ہے تا کہ اسے حیوانات اور انسان پئیں اور سیراب ہوں اور کچھ پانی آہستہ آہستہ زمین میں جذب ہونے لگتا ہے اور انسانوں کی ضروریات کے لئے وہاں ذخیرہ ہوجاتا ہے یہی ذخیرہ شدہ پانی کبھی چشموں کی صورت میں باہر نکل آتا ہے اور انسانوں کے ہاتھوں آتا ہے یا وہیں زمین کے اندر ہی رہ جاتا ہے اور انسان اپنی محنت و کوشش کے ذریعے سے کنویں، ٹیوب دیل و غیرہ بنا

کر اس سے استفادہ کرتا ہے

چچا ہنسے اور کہا: تم نے کتنا عمدہ درس حاضر کر رکھا ہے ابا نے چچا کی طرف دیکھا او رکہا کہ چونکہ آپ نے ایك عمدہ اور اچھا سبق پڑھایا ہے او رکہا ہے کہ تمام موجودات اسی طرح ایك پائیدار قوانین اور دقیق نظام پر خلق کئے گئے ہیں اور ایك معین غرض اور ہدف کی طرف جا رہے ہیں ماد ی دنیا الله تعالی کے ارادے اور فرمان کے ماتحت ہمیشہ بدلتی او رحرکت کر رہی ہے تا کہ انسانوں کی خدمت انجام دے پائے انسانوں کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور ان کی کوششوں کو نتیجہ آور قرار دیا جاتا ہے درخت اور نباتات، آب و ہوا اور سورج کی روشنی اور معدنی مواد جو زمین کے اندر

62

موجود ہیں، سے استفادہ کرتے ہیں اور انسانوں کے لئے غذا اور پوشاك مہيّا كرتے ہیں، حیوان چارہ كھاتے ہیں اور انسانوں كے لئے خوراك اور پوشاك مہيا كرتے ہيں_

خلاصہ

ابر و باد و مه و خورشید و فلك در كارند تا تو نانی به كف آری و به غفلت نخوری

جب ابّا کی گفتگو یہاں تك پہنچی تو فرشتہ خانم نے سیب سے بھری ہوئي ٹرے اٹھائي اور ماں کے سامنے پیش کی اور كہا اس سے كچھ ليجيئے كيونكہ آپ نے نہيں سنا

> ابر و باد و مه و خورشید و فلك دركارند تا تو ناني به كف آري و به غفلت نخوري

اس کے بعد ٹرے اس نے چچا کے سامنے پیش کی اور چچا نے وہ سیب سے بھری ٹرے ابّا اور ہمارے سامنے پیش کی اور ہنستے ہوئے فرمایا بچّو تم بھی سیب اٹھاؤ اور اسکے کھاؤ اور کہیں غفلت میں کھانا شروع نہ کردینا پہلے بسم الله الرحمن الرحیم پڑھ لینا اور الله تعالی کا شکر ادا کرنا_ ہم چاہتے ہیں کہ تمام اکٹھے باغ میں چلیں اور سیب چینیں کیونکہ آج عصر کے وقت کچھ سیب مجاہدین کی بس کے ذریعے فوجیوں اور ملک کے حفاظت کرنے والے پاسداروں کو بھیجنے ہیں تا کہ وہ بھی الله تعالی کی اس نعمت سے استفادہ کریں کیونکہ وہ اسلام کے سپاہی اور قرآن کے محافظ ہیں اور دین و وطن اور اسلامی انقلاب کی پاسداری کرتے ہیں اٹھو اور باغ چلیں اور باقی گفتگو کو کل اور اس کے بعد کے لئے چھوڑ دیتے ہیں ۔

63

سوالات:

یہ سوالات، بحث اور گفتگو کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں

1)___ جب نرگس اور اس کے بہن بھائي چچا کے باغ تك پہنچے تو باغ كا دروازہ بند تھا يا كھلا ہوا تھا؟ كيا نظارہ اور ماحول تھا؟ بچے كيا چاہتے تھے؟ كہ باپ نے انھيں كہا كہ ٹھہرو تا كہ دروازہ كھٹكھٹائيں_

2) جب ان کے چچا علی نے دیکھا کہ دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں تو اس نے کیا کہا تھا؟ تمھاری نگاہ میں چچا علی خوش اخلاق تھے؟ اس کے ثابت کرنے کے لئے اس سبق اور سابقہ سبق سے کچھ دلائل بیان کرسکتے ہو؟

(3) جب چچا علی نے نرگس اور دوسرے بچوں کو سیب دیئے تو کیا کہا؟ حسن نے اس وقت کیا کہا؟ آپ کی نگاہ میں حسن کیسا بچہ ہے؟ آیا غور و فکر کرنے والا لڑکا ہے اور کیوں؟

4)___ جب چچا علی ہنسے اور اپنے بھائي سے کہا کہ تم نے بہت اچھا درس حاضر کردیا ہے تو اس کے بھائي نے اس کا کیا جواب دیا؟ کیا تو اس کی طرح پانی کی گردش اور دنیا کی خلقت کی غرض و غایت کی توضیح بیان کرسکتے ہو؟ یقینا

ایسا کرسکو گے؟ تجربہ کرو

5)___ نرگس کے باپ نے اپنی گفتگو کو بطور خلاصہ ایك شعر میں بیان کیا، کیا تمهیں وہ شعر یاد ہے؟ فرشتہ خانم نے اس شعر کو کس طرح پڑھا تھا؟ تمھاری نگاہ میں فرشتہ خانم خوش سلیقہ اور خوش ذوق لڑکی ہے اور کیوں؟

64

- 6)___ الله تعالى كى نعمتوں كو غفلت كى حالت ميں نہ كها بيٹهنے كے لئے ہميں كون سا كام انجام دينا چاہئے؟ على نے اس بارے ميں كيا كہاتها؟
 - 7)___ چچا علی نے کہا تھا کہ وہ اللہ تعالی کی نعمتوں سے استفادہ کریں گے، اس سے ان کا قصد کن لوگوں کے متعلق تھا_ وہ کیوں پسند کرتا تھا کہ وہ لوگ بھی اس سے استفادہ کریں وہ اللہ تعالی کا شکریہ کون سے اعمال کر کے بجالاتے ہیں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

65

(2) عمل كا ثمر

ہم جمعرات کو صبح جلدی میں اٹھے باغ کے وسط میں بہنے والی نہر سے وضو کیا اور کمرے میں جاکر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے بوگئے چچا علی نے نماز کے بعد بلند آواز سے قرآن اور دعا پڑھنی شروع کردی ہم بھی ان کے ہمراہ دعا اور قرآن پڑھنے لگے، کاش تم بھی ہوتے کیسی عمدہ نماز اور با اخلاص دعا پڑھی گئی، کتنی بہترین صبح تھی، بہت اچھی ہوا اور باصفا ماحول تھا کاش تم بھی وہاں ہوتے اور سورج بلند پہاڑوں اور خوش و خرم اور سبزہ زار جنگلوں سے خوبصورتی کے ساتھ نکانے کا نظارہ کرتے، ابّا کھڑکی کے پیچھے کھڑے تھے اور سورج کے طلوع کا حسین منظر دیکھ رہے تھے اور کل والے شعر کو گنگنا رہے تھے:

ابر و باد و مه و خورشید و فلك دركارند تا تو ناني به كف آري و به غفلت نخوري

چچا علی کی بیوی فرشتہ خانم نے سماور کو جلایا _ میں نے اور حسن نے طاقچے سے ایك رسالہ اٹھایا اور اس کے ورق التّنے لگا اس کے ایك صفحہ پر ایك شہید کا وصیت نامہ نظر سے گذرا _ فرشتہ خانم نے پوچھا کہ کیا پڑھ رہے ہو؟ تھوڑا آواز سے پڑھو کہ میں بھی سن سکوں _ صفحہ کی ابتداء میں ایك آیت کا یہ ترجمہ لکھا ہوا تھا:

66

"جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے جاتے ہیں انھیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے رزق پاتے ہیں" اس کے بعد اس شہید کا یہ وصیت نامہ درج تھا

"الله کے راستے میں شہید ہونا کتنا اچھا ہے یہ پھول کی خوشبو کی طرح ہے میں اس سرزمین میں دشمن سے اتنا لڑوں گا کہ یا فتح ہمارے نصیب ہوگی اور یا درجہ شہادت پر فائز ہوجاؤنگا_

اگر اسلام اور قرآن کی راہ میں شہید ہونے کی لیاقت نصیب ہوگی تو اس وقت میری ماں کو اس کی مبارکباد دینا کیونکہ میں اللہ کا مہمان ہوگیا ہوں واقعاً خدا کی راہ میں مرنا کتنا اچھا ہے"

حسن نے پوچھا چچا جان شہید کیسے اللہ کی مہمان کے لئے جاتا ہے، موت کیا ہے اور شہادت کیا ہے___؟ چچا بولے "ناشتہ کے بعد ان سوالات کے بارے میں گفتگو کروں گا اب تم ناشتہ کرلو"_ جب ہم ناشتہ کرچکے تو میری ماں کی مدد سر فرشتہ خانم نے دسترخوان اکٹھا کیا اور اس وقت چچا بولے:

"تمهیں یاد ہے کہ آبا نے کل کیا کہا تھا؟ تمهیں یاد ہے کہ کائنات کی خلقت اور اس کے اغراض و مقاصد کے سلسلے میں انھوں نے مطالب بیان کئے تھے ____ ؟ جیسے کہ ابّا نے بیان کیا تھا کہ عالم مادي، اللہ تعالى کے ارادے او رحکم سے ہمیشہ تغیر و تبدل میں ہے تاکہ اس سے وہ انسانوں کی خدمت بجالائے اور ہماری کوشش و محنت کو بار آور قرار دے اپنی زندگی میں غور کرو

انسان ابتداء میں کمزور اور ایك چهوٹا سا وجود تها، سرعت كے ساتھ اس عمدہ بدف كى طرف جو اس كے لئے اللہ تعالى نے معین کر رکھا تھا حرکت کر رہا تھا، دودھ بیتا تھا اور بڑھ رہا تھا، غذا کھاتا تھا اور بڑا ہو رہا تھا اور رشد کر رہا تھا، کام کرتا تھا اور تجربہ حاصل کر رہا تھا اور خارجی دنیا سے وابستگی حاصل کر رہا تھا، علم حاصل کرتا تھا اور مادّی دنیا کی طبعی ثروت سے اور اپنے کام کے نتائج اور حیوانات و نباتات اور درختوں کی کوشش سے ا ستفادہ کر رہا تھا، اپنے جسم اور جان کی پرورش کر رہا تھا مختصر یہ کہ تمام موجودات عالم کوشش اور محنت کر رہے ہیں تا کہ وہ انسان کی خدمت بجالائیں اور انسان کی زندگی کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اسے کمال تك پہنچائیں لیکن اسی حالت میں اسے موت آپہنچتی ہے اور انسان کا جسم حرکت کرنا بند کر دیتا ہے"_

آپ کیا فکر کرتے ہیں__ ؟ کیا انسان موت کے آجانے سے فنا اور نابود ہوجاتا ہے__ ؟ اس صورت میں تمام عالم کے موجودات کی تلاش اور کوشش جو انسان کی زندگی کے لئے کر رہے تھے بے کار نہ ہوگی ؟ اور تمام عالم کے موجودات کی کوشش اور حرکت لغو اور بے فائدہ نہ ہوگی ؟ کیا انسان اپنی کوشش اور محنت کا کوئی صحیح اور مثبت نتیجہ حاصل نہیں کرتا ؟ کیا انسان اور تمام عالم کی کوشش اور تلاش بے کار نہ ہوجائے گی ؟ نبیں اور بالکل نبیں انسان اور تمام عالم اور جہاں کی خلقت، لغو اور بے غرض

نہیں ہے۔ خداوند عالم نے اس منظم کائنات کو فنا اور نابود ہونے کے لئے بیدا نہیں کیا بلکہ انسان ایك ایسا موجود ہے جو ہمیشگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور وہ اس جہاں سے عالم آخرت کی طرف جو باقی اور ہمیشہ رہنے والا ہے منتقل ہوجاتا ہے اور آخرت میں ان تمام کاموں کا ثمرہ پائے گا جو اس مادّی عالم میں انجام دیئے ہوتے ہیں اور پھر اس عالم آخرت میں ہمیشہ کے لئے زندگی گذارے گا

موت ایك پل ہے جو نیك بندوں كو آخرت اور الله تعالى كى محبت و شفقت كى طرف منتقل كرديتا ہے الله تعالى كى يہ محبت اور نعمتیں اسکے نیك كاموں كا ثمرہ ہوا كرتی ہیں_ یہ پل گناہگار انسنوں كو ان كے برے كردار كى سزا اور جہنم كے سخت عذاب تك جا پہونچاتا ہے_

اب تم سمجھے کہ موت کیا ہوتی ہے __ ؟ موت ایك جگہ سے دوسری جگہ جانے کا نام ہے جس طرح تم اپنے گھر سے پھل چننے کے لئے اس باغ میں آئے ہو اسی طرح نیك بندے اللہ تعالى كى خوبصورت بہشت میں اللہ اور اس كے نيك اچھے بندوں کی مہمانی میں جائیں گے اللہ کے نیك بندے جو اللہ اور اس کے پیغمبر (ص) کے احکام کو بجالاتے ہیں اور اپنی روح اور جان کو اللہ تعالٰی کے اولیاء کی محبت سے پرورش کرتے ہیں وہ آخرت میں اپنے کاموں کا ثمرہ اٹھائیں گے اور بہت میں جائیں گے اور اللہ تعالٰی کی عمدہ بہشت کی نعمتوں سے جو انھیں اپنے اچھے کردار اور ایمان کی وجہ سے ملیں گی استفادہ کریں گے اس وقت میری بہن مریم نے پوچھا:

چچا جان شہادت کیا ہوتی ہے ؟ شہادت یعنی ہم اللہ کے راستے میں اللہ تعالی کے رہبر کے حکم سے کافروں اور ظالموں سے جنگ کریں

تا کہ مارے جائیں۔ شہید بھی اس دنیا میں عزت و شرافت اور وقار پاتا ہے اور آخرت میں سب سے بلند و بالا مقامات پر فائز ہوتا ہے وہ پیغمبروں و نیك اور صالح انسانوں كا ہمنشین ہوتا ہے اور اللہ تعالى كى خاص نعمتوں سے بہرہ مند ہوتا ہے_ بہشت میں رہنے والے شہید کے مقام اور رتبے سے غبطہ کریں گے_ میرے پیارے بچو جان لو کہ آخرت کی نعمتیں اسے ملیں گی جو اس دنیا کی نعمتوں سے صحیح طریقے سے استفادہ کرتا ہے، اللہ کی یاد اور اطاعت سے غفلت نہیں کرتا یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ہم انی کوشش اور محنت کا کامل نتیجہ آخرت میں حاصل کریں گے

یہ دنیا زراعت، محنت و کوشش اور عبادت کرنے کا زمانہ ہے اور آخرت اس زراعت کے کاٹنے اور ثمرہ حاصل کرنے کے زمانے کا نام ہے اب اٹھو اور باغ میں چلیں اور باقی ماندہ سیب چنیں کل جمعہ ہے اور کچھ افراد خدمت خلق کرنے والے ادارے کہ جس کا نام "جہاد سازندگی" ہے کل ہماری مدد کے لئے آئیں گے جب ہم ان درختوں کی طرف جو سیبوں سے لدے ہوئے تھے ے

ابر و باد و مه و خورشید و فلك دركارند تا تو ناني به كف آري و به غفلت نخوري

70

سو الأت

یہ اس لئے کئے گئے ہیں تا کہ تم سوچ سکو، بحث کرو اور جواب دو

1)___ حسن نے اپنے چچا سے موت اور شہادت کے متعلق کیا پوچھا___؟

2) الله تعالى ان لوگوں كے متعلق جو راه خدا ميں مارے جاتے ہيں كيا فرماتا ہے؟

3)___ آخرت کی نعمتیں کسے ملیں گی؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

71

آخرت کی طرف منتقل ہونا

ہمارے بے پایاں درود و سلام ہوں انقلاب اسلامی ایران کے شہیدوں پر کہ جنہوں نے اپنی رفتار سے ہمیں شجاعت و دلیری اور دینداری کا درس دیا ہے اور اپنی روش سے عزت اور بزرگی ہمیں سمجھائی ہے_

شہید احمد رضا جن کی یاد باعظمت رہے اور ان کا آخرت میں مقام، بہشت جاویداں ہو کہ جنھوں نے ایك بلند مقام شہید کی طرح اپنے مہم وصیت نامہ میں یوں لکھا ہے:

"انسان ایك دن دنیا میں آتا ہے اور ایك دن دنیا سے چلاجاتا ہے صرف اس كا كردار اور عمل دنیا میں رہ جاتا ہے موت ہمارا انجام ہے، كتنا اچها ہو كہ انسان كسى غرض و ہدف اور خاص مكتب كے لئے مارا جائے_

میری موت سے پریشان نہ ہونا کیونکہ میں اللہ تعالی کے نزدیك زندہ ہوں اور زرق پاتا ہوں، صرف میرا جسم تمهارے درمیان سے چلاگیا ہے، میرے مرنے سے پریشان نہ ہونا اور میرے لئے سیاہ لباس نہ پہننا یعنی عزاداری نہ كرنا_ میري

72

پیاری اماں میں جانتا ہوں کہ تم میری موت سے پریشان ہوگی لیکن یہ تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو لوگ راہ خدا میں مارے جاتے ہیں وہ زندہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کے نزدیك بہرہ مند ہوتے ہیں _ میں مید ہوتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ خداوند عالم مجھے انھیں شہیدوں میں سے قرار دے گا"

اس محترم شہید نے دوسرے آگاہ شہیدوں کی طرح حق کے راستے کو پہچان لیا ہے اور بالکل درست کہا ہے کہ موت، زندگی کی انتہا نہیں ہے بلکہ موت، زندگی کے گذرنے کا وسیلہ ہے اور ایك قسم کی زندگی کے تبدیل ہوجانے کا نام ہے،

موت ایك طبعی اور كامل عادی امر ہے یہ خوف اور وحشت كا موجب قرار نہ پانا چاہیئے_

"موت ہر انسان کے لئے مساوی نہیں ہوا کرتی بلکہ بعض انسانوں کے لئے موت سخت ہوا کرتی ہے اور بعض انسانوں کے لئے بہت زیادہ آسان اور سہل ہوا کرتی ہے بلکہ لذت بخش اور مدہ دینے والی ہواکرتی ہے _ ان لوگوں کے لئے موت، سخت اور دشوار ہوتی ہے جو دنیا اور مال و ثروت اور مقام و اقتدار و لذائذ دنیا کے عاشق و شیفتہ ہوں اور خداوند عالم کو فراموش کرچکے ہوں اور کفر و نافرمانی کا راستہ اختیار کرلیا ہو اور اللہ کی مخلوق پر ظلم کرتے ہوں" _

73

اس قسم کے مادی دنیا کے دوست انسان نے دنیا کے اقتدار اور زر و زیور اور جاہ و مقام کے محبت کر رکھی ہوتی ہے۔ اللہ و آخرت اور خداپرست انسانوں سے محبت نہیں رکھتے ان لوگوں کے لئے اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہونا بہت سخت ہوتا ہے اس قسم کے لوگ اخروی دنیا کو آباد نہیں کرتے اور اس کے سفر کے لئے کوئی زاد راہ نہیں رکھتے یہ لوگ کس طرح وہ آخرت کے ویران اور دردناك گھر کی طرف کوچ کرسکتے ہیں۔۔ ؟ اس لحاظ سے موت کی سختی اور جان کا سخت نكانا دنیاوی اور مادی امور سے دلبستگی کے معیار اور گناہوں کی مقدار پر مبنی ہوگا۔

لیکن انسانوں کا دوسرا گروہ جو اللہ تعالی اور پیغمبروں کے دستور کے پیروکار اور اہل آخرت اور ہمیشہ اللہ کی یاد میں رہنے والے ہوتے ہیں اور اللہ سے محبت او رولایت اور ولایت نونے والے ہوتے ہیں اور اللہ سے محبت اور اس کے سیدھے راستے پر گامزن رہتے ہیں اور جنھوں نے اپنے نیك اعمال اور بندگان خدا کی خدمت سے اپنی آخرت کو آباد کیا ہوتا ہے ان لوگوں کے لئے اس مادی دنیا سے قطع روابط صرف مشکل ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کا استقبال بھی کرتے ہیں

ایسے لوگ موت سے کیوں کبھرائیوں __ ؟ انھوں نے دنیاوی لذات سے دلبستگی نہیں کی ہوتی تا کہ مرنا ان کے لئے سخت ہو یہ محبت اور رغبت سے اپنی پاك روح اور جان کو اللہ تعالی کے فرشتوں کے سپرد کر کے بہشت کی طرف چلے جاتے ہیں

جنت کی نعمتیں اور کتنے عمدہ ہدایا اللہ تعالی کے نیك اور حب دار بندوں

74

کے لئے آخرت کے جہاں میں موجود ہیں_

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے وفادار ساتھیوں سے جو شہادت کے انتظار میں تھے شب عاشوریوں فرمایا:
"اے میرے وفادار ساتھیو دشمن سے جہاد کرنے اور دین سے دفاع کرنے میں پائیدار بنو اور جان لو کہ موت ایك پل کی طرح ہے جو تمھیں سختیوں اور دشواریوں سے نجات دلائے گی اور عالم آخرت کی طرف منتقل کردے گی_ ایسا کوئی ہوسكتا ہے جو ایك سخت اور دردناك قیدخانے آباد اور بہترین باغ کی طرف منتقل نہ ہو___ ؟ لیکن تمھارے دشمنوں کے لئے موت ایك ایسا پل ہے جو ایك خوبصورت محل سے سخت اور دردناك زندوان کی طرف منتقل کردیتی ہے"_

"مرد مومن کے لئے موت ایك میلا اور كثیف اذیت وہ لباس كا اتارنا، ہاتھ، پاؤں اور گردن سے غل و زنجیر كا نكالنا اور اس کے عوض میں عمدہ اور معطر لباس پہننا اور بہترین سواری پر سوار ہوكر بہترین جگہ کی طرف جانے كا نام ہے_ كافر اور بدكردار كے لئے موت، عمدہ اور راحت دہ لباس كا اتارنا اور بہترین و راحت دہ مكان سے نكل كر بدترین و كثیف ترین لباس پہن كر وحشتناك اور دردناك ترین جگہ كی طرف منتقل ہونے كا نام ہے"

75

ے خضرت امام حسین اور حضرت امام زین العابدین علیہما السلام کی موت کے بارے میں یوں تعریف اور توصیف کے بعد کون مومن اور نیك انسان موت اور شہادت سے ڈرے گا اور ذلت و خواری کو برداشت کرے گا___؟ آیت قر آن مجید:

كل نفس ذائقة الموت ثم الينا ترجعون (1)

"بر انسان، موت کا ذائقہ چھکے گا اور پھر ہماری طرف لوٹ آئے گا"

1) سوره عنكبوت آيت نمبر 57

76

سو الأت

- سوچنے، بحث کرنے اور بہتر یاد کرنے کے لئے کئے گئے ہیں
- 1) ایران میں انقلاب اسلامی کے شہداء نے اپنی رفتار اور کردار سے کون درس دیا ہے ؟
- 2) احمد رضا خادم شبيد نر اپنر وصيت نامر ميں كيا لكها تها اور اپني مال كو كيا پيغام ديا تها ؟
- 2) کیا موت تمام انسانوں کے لئے برابر ہے بعض کے لئے کیوں سخت اور تکلیف دہ ہے اور دوسرے بعض کے لئے کیوں آسان اور خوشی کا باعث ہے ؟
 - 4) ___ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور اپنے وفادار ساتھیوں سے کیا فرمایا __ ؟
 - 5) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے موت کی کیا تعریف کی ہے؟
 - 6) مسلمان انسان، موت اور شہادت سے کیوں نہیں ڈرتا اور کیوں ذلت اور خواری کو برداشت نہیں کرتا ؟

تذكّر:

ہم تمام شہیدوں کے وصیت نامے نقل نہیں کرسکے آپ درس میں شہیدوں کے وصیت نامے نقل کرسکتے ہیں اور اس کے ۔ لئے ان کے خاندان کی طرف رجوع کر کے معلومات حاصل کرسکتے ہیں _

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

77

تکامل انسان یا خلقت عالم کی آخری غرض و غایت سورج نکلتا ہے، بادل برستے ہیں، درخت گل اور شگوفے نکالتے ہیں اور میوے دیتے ہیں، درخت گل اور شگوفے نکالتے ہیں اور میوے دیتے ہیں، صاف و شفاف چشمے پتھروں کے درمیان سے پھوٹتے ہیں تا کہ انسان ان کے پاك پانی کو پیئے رات جاتی ہے اور دن آتا ہے تا کہ ہم انسان دن کی روشنی اور گرمی میں محنت کریں اور الله تعالی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں

دن چلاجاتا ہے اور رات آتی ہے تا کہ ہم تاریکی میں راحت اور آرام کریں اور دوسرے دن نشاط و خوشی سے عبادت کرسکیں_ سورج، چاند، بادل، ہوا، آسمان و زمین تمام کے تمام کوشش کر رہے ہیں تا کہ انسان کی پرورش کریں اور نادانی و ناتوانی سے دانائی اور توانائی تك پہنچائیں اور اس کے حجم و روح کی پرورش کریں_
نباتات و حیوانات سب کے سب انسان کی خدمت کے لئے ہیں اور وہ انسان کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور اس کی رشد و پرورش کا وظیفہ انجام دے رہے ہیں تمام

78

کوشش کر رہے ہیں تا کہ ا نسان زندگی گزار سکے لیکن اسی درمیان انسان کو موت آجاتی ہے اور انسان کا جسم حرکت کرنے سے رك جاتا ہے تم کیا فکر کرتے ہو___؟

کیا تمام جہاں کے موجودات اس لئے کوشش کر رہے ہیں کہ انسان چند ایك دن زندہ رہ سکے اور اس کے بعد مركر فنا ہوجائے ؟

اس صورت میں تمام جہاں کی کوشش بے کار اور بے ہدف نہ ہوگی ___ ؟ کیا یقین کرسکتے ہو کہ جہاں کی خلقت میں کوئی غرض و غایت نہیں ہے ؟ کیا خداوند عالم نے اس غرض و غایت نہیں ہے ؟ کیا خداوند عالم نے اس جہاں کو پیدا کیا ہے کہ وہ ایک مدت کے بعد اس عظیم کوشش او رتلاش کے بعد نابود ہوجائے ؟

```
اگر خداوند عالم نے اسے فنا کے لئے پیدا کیا ہو تا تو کیا اس کا ابتداء میں پیدا کرنا ممکن بھی ہوتا ؟ خداوند عالم نے ان
                                                                          سوالات كا چند آيتوں ميں جواب ديا ہے:
   آیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث خلق کیا ہے اور تم ہمارے پاس آخرت میں لوٹ نہیں آؤگے؟ اس طرح ہرگز
    نہیں ہے وہ خدا جو تمام جہاں کا حاکم اور اسے چلانے والا ہے کبھی بھی عبث اور بلافائدہ کام انجام نہیں دیتا (سورہ
                                                                                         مومنوں آیت نمبر 115)
                                                    ہم نے انسان کو معزز قرار دیا ہے (سورہ اسراء آیت نمبر 70)
                         آیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ بیہودہ اور باطل چھوڑ دیا گیا ہے؟ (سورہ قیامت آیت نمبر 36)
                                                      تم تمام انسان الله كي طرف لوك أؤكر اس وقت الله تعالى تمهيل
               تمہارے کردار سے مطلع کرے گا کیونکہ اللہ تعالی جو کچھ تمھارے دل میں ہے آگاہ ہے (زمر آیت 39)
یس آپ کو علم ہوگیا ہوگا کہ انسان ایك ایسا موجود ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور موت اسے نابود اور فنا نہیں کرتی بلکہ
انسان مرنے سے ایك دنیا سے دوسری دنیا كى طرف منتقل ہوجاتا ہے انسان اس عالم مادی میں اپنے جسم اور روح دونوں
کو پرورش دیتا ہے تا کہ دوسری دنیا کی طرف منتقل ہوکر اپنے اعمال اور کردار کا ثمرہ اور نتیجہ دیکھ سکے اس دوسری
                                            دنیا کو آخرت کہتے ہیں کہ جس میں انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا
اگر انسان اپنی زندگی کو پیغمبروں کی تعلیم کے مطابق سنوارے، اللہ تعالی اور اس کے اولیاء کی ولایت کو قبول کرے اور
  نیك و صالح ہوجائے تو پھر آخرت میں خوش و خرم اور آسودگی كی زندگی بسر كرے گا اور پیغمبروں اور اماموں كے
 ساتھ زندگی بسر کرے گا لیکن اگر دستور الہی اور پیغمبروں اور ائمہ کی ولایت و رہبری سے انحراف کرے اور سیدھے
  راستہ سے منحرف ہوجائے تو سخت خطرناك واديوں ميں جاگرے گا اور آخرت ميں سوائے بدبختى اور عذاب كے كچھ
                                                                                             بھی نہ دیکھے گا
                                                                                                  قرآن کی آیت:
                                                                 افحسبتم انّما خلقناكم عبثا و انّكم الينا لا ترجعون (1)
                    کی تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمهیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہاری بارگاہ میں لوٹائے نہ جاؤگے؟
                                                                                   1) سوره مومنون آیت نمبر 115
                                            سوالات یہ اس لئے کئے جار ہے ہیں تا کہ غور کرو اور اس پر بحث کرو
```

80

1) کیا انسان عبث خلق کیا گیا ہے خداوند عالم نے اس سوال کا کیا جواب دیا ہے؟

2) انسان، حیوانات اور نباتات سے کس طرح بہرہ مند ہوتا ہے؟

3) انسان اینے کام کا نتیجہ کس دنیا میں دیکھے گا؟

4) انسان کون سے کاموں کے بجالانے سے آخرت میں سعادت مند ہوگا؟

5) جو انسان الله تعالى اور اس كے اولياء اور پيغمبروں كى ولايت كو قبول نہ كرے تو اس كا انجام كيا ہوگا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

81

کبھی تم نے اپنے گذرے ہوئے زمانے کے متعلق سوچا ہے اور ان گذرے ہوئے اعمال کو سامنے لائے ہو __ ؟ نمونے کے طور پر اپنے گذرے ہوئے کاموں میں سے کسی کام کے متعلق سوچ سکتے ہو اور اسے یاد کرسکتے ہو __ ؟ ممکن ہے تمھیں اپنے بعض کاموں کے یاد کرنے پر خوشی ہو اور ممکن ہے بعض دوسرے کاموں پر پشیمانی ہو _
ہمارے تمام کام اور گذری باتیں اسی طرح روح اور ضمیر کی تختی پر ثبت ہیں اگر چہ ممکن ہے کہ ہم ان میں سے بعض کاموں کو بظاہر فراموش کرچکے ہوں لیکن اس کے باوجود تمام کے تمام اعمال ہماری روح میں ثبت ہیں ہماری روح اور جان ایك دقیق فیلم کے نیگیٹوں کی طرح ہے بلکہ اس بھی دقیق اور حساس ہے جس طرح فیلم کے نیگٹیو موجو ات کی تصویروں کو لے لیتی ہے اور محفوظ رکھتی ہے اسی طرح ہماری جان اور روح ہمارے تمام کاموں اور اخلاق و اعتقادات کو ضبط کر کے اپنے آپ میں محفوظ کرلیتی ہے روح انھیں اعمال کے واسطے سے یا ارتقاء کی طرف بڑ ھتی ہے یا سقوط اور نزول کا راستہ اختیار کرلیتی ہے _
ہماری عمدہ اور احد احد اخلاق ماری دوج کہ یا صفا اور نور انہیں اعمال کے دوسطے سے با ارتقاء کی طرف بڑ ھتی ہے یا سقوط اور نول کا راستہ اختیار کرلیتی ہے _
ہماری عمدہ اور احد احد احد احد احداد کرلیتی ہے _
ہماری عمدہ اور احد احد احداد قرار کو بیاری دور انہیں اعمال کے دوسے بیان نور احداد احداد

ہمارے عمدہ اور اچھے اخلاق ہماری روح کو با صفا اور نورانی کردیتے ہیں نیك اعمال اور اچھے اخلاق، عمدہ آثار اور خوشی انسان کی روح میں چھوڑتے ہیں

82

کو جو باقی اور ثابت رہ جاتے ہیں

اچھا انسان اللہ تعالی کی رضا اور محبت کے حاصل کرنے کے لئے اعمال انجام دیتا اور ہمیشہ اللہ کی یاد اور اس سے انس و محبت رکھتا ہے، اپنے آپ کو اچھے اخلاق اور نیك اعمال سے پرورش کرتا ہے اور خدائے قادر سے تقرب حاصل کرتا ہے اپنے ایمان سے خدا اور اس کی طرف توجہ سے اپنی روح اور جان کو نورانی اور باصفا بناتا ہے اور ہمیشہ ترقی کے لئے قدم اٹھاتا رہتا ہے اور اپنے انسانی کی قیمتی گوہر کی پرورش کرتا ہے_

اس کے برعکس غلط و باطل اور برے اخلاق و کردار انسان کی پاك اور حسّاس روح پر انداز ہوتے ہیں اور انسان کی ذات اور باطن کو سیاہ اور آلودہ کردیتے ہیں اور غمگینی اور افسردگی کا موجب ہوتے ہیں بے دین اور بدکردار دنیاوی اور حیوانی لذات میں مست ہوتا ہے اس طرح کا انسان صراط مستقیم اور ارتقاء سے دور رہتا ہے اور پستی کی طرف چلاجاتا ہے حیوانی اور وحشت زدہ تاری وادیوں میں گرفتار ہوکر رہ جاتا ہے ایسا انسان اپنے اس طرح کے افکار اور پلید اعمال کی وجہ سے حیوانیت اور درندگی کی عادت کو اپنے آپ میں اپنا لیتا ہے اور انسانیت کے نورانی گوہر کو اپنے آپ میں کمزور اور کم نور کردیتا ہے

اس حقیقت کی جو ہر آگاہ او رہوشیار انسان کے سامنے واضح او رنظر آرہی ہے بہت سادہ مگر اچھے انداز مینہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام نے تصویر کشی کی ہے فرماتے ہیں کہ:

" ہر انسان کی روح ایك صاف اور سفید تختی کی طرح ہے كہ

83

جسے نیك كام اس كو زیادہ صاف و نور انی اور زیبا بلكہ زیباتر كردیتے ہیں اس كے برعكس برے كام اور گناہ اس پر سیاہ داغ ڈال دیتے ہیں كہ جس سے انسان روح كثیف اور پلید ہوجاتی ہے_

اگر کوئي انسان گناہ کرنے پر اصرار کرتا ہے تو یہ سیاہ داغ اس نورانی اور سفید روح کی تختی پر چھا جاتے ہیں اور گناہگار انسان کے تمام وجود کو سیاہ اور کثیف کردیتے ہیں_ ایسا سیاہ دل اور پلید انسان کہ جس نے خود سیاہی اور پلیدی کو اپنے اعمال سے اپنے آپ میں فراہم کیا ہے_ اس دنیا میں غم زدہ اور حسرت میں مبتلا رہتا ہے اور آخرت میں جہنم کی آگ میں کہ جس کو خود اس نے اپنے کاموں سے فراہم کیا ہے جلتا رہے گا"_

الحاصل:

انسان کے تمام اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے ہوں انسان کی ذات اور روح اور نامہ اعمال میں محفوظ ہوجاتے ہیں اور اس کے علاوہ اللہ تعالی کے فرشتے جو کہ دن رات ہمارے نگراں اور محافظ ہیں اور ان کے اوپر ذات الہی جو کہ ہمارے اعمال کی ناظر اور حاضر ہے ہمارے اعمال کو محفوظ رکھتی ہے ہمارا کوئي بھی کام نابود اور ختم نہیں ہوجاتا بلکہ تمام کے تمام اعمال ہمارے حساب کے لئے باقی ہیں_ خداوند عالم قرآن میں یوں ارشاد فرماتا ہے_

84

اسے قیامت کے دن کھول کر دیکھ سکے، آج اپنے نامہ اعمال کو پڑھ اور اپنا حساب خود کر لے کہ تیرا نفس اپنے حساب کرنے کے لئے کافی ہے (سورہ اسراء آیت نمبر 13)

2)___ قیامت کے دن لوگ گروہ گروہ اٹھائے جائیں گے پس جس نے بھی ذرّہ برابر نیك كام انجام دیا ہوگا اسے دیكھے گا اور جس نے ذرّہ برابر برا كام انجام دیا ہوگا اس كو دیكھے گا (سورہ زلزال آیات 6، 8)

ہمارے کام اس دنیا میں فنا نہیں ہوتے بلکہ نامہ اعمال میں ثبت اور ضبط ہوجاتے ہیں اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں لیکن کبھی ہم ان سے غافل ہوجاتے ہیں۔ موت کے بعد اور آخرت میں منتقل ہوجانے کے بعد قیامت کے دن غفلت کے پردے ہٹادیئےائیں گے اور انسان پر اپنا باطن اور اس کی اصلی ذات ظاہر ہوجائے گی اور اس کا حیران کن نامہ عمل اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا اس وقت اپنے تمام اعمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوگا جیسے اس نے ابھی انجام دیا

 $\frac{1}{2}$ قیامت کے دن انسان کا باطن ظاہر ہو کر رہ جائے گا اور انسان کا نامہ عمل ظاہر کر کے کھول دیا جائے گا گناہگاروں کو دیکھے گا کہ وہ اپنے برے نامہ عمل کے دیکھنے کی وجہ سے سخت خوف و ہر اس میں غرق ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ ہم پر ویل ہو کہ جس طرح کا حیرت انگیز ہمارا نامہ عمل ہے کسی چھوٹے اور بڑے کاموں کو ضبط و ثبت کرنے سے اس نے صرف نظر نہیں کیا اور تمام کے تمام کو لکھ لیا جائے گا اس دن تمام بندے اپنے اعمال کو حاضر دیکھیں گے تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا (سورہ طارق آیت نمبر 9)

85

ان آیات کی روسے انسان اس جہاں سے رخصت ہوکر آخرت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے_ قیامت کے دن اپنے نامہ عمل کو دیکھے گا اور تمام کے تمام کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے گا اس وقت خداوند عالم کی طرف سے خطاب ہوگا_ 4)___ اے انسان تو اپنے اعمال سے دنیا میں غافل تھا لیکن اب ہم نے تیرے دل سے غفلت کے پردے ہٹا دیئے ہیں اور تیری آنکھوں کو بینا کردیا ہے_ (سورہ ق آیت نمبر 22)

قیامت کے دن جب انسان حساب و کتاب کے لئے اٹھایا جائے گا تو وہ اپنی حقیقت اور واقعیت سے مطلع ہوجائے گا_ ہر ایك انسان اپنے نامہ عمل کو کھولے گا اور واضح دیکھ لے گا اور اسے دقّت سے نگاہ کرے گا اپنے تام گزرے ہوئے اعمال کو ایک دفعہ اپنے سامنے حاضر پائے گا۔ اللہ تعالی نامہ عمل کے دریافت کرنے کے بارے میں یوں فرماتا ہے:

5)___ " نیك لوگوں كو ان كے نامہ اعمال ان كے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے (اور اسى لئے ایسے انسانوں كو "اصحاب يمين" كہا گیا ہے ایسے لوگ خوش اور شاہدوں گے كيونكہ جان رہے ہیں كہ ن كا حساب و كتاب آسان ہے اور انھیں كوئي مشكل پیش نہیں آرہی ہے وہ كہیں گے آؤ اور ہمارے نامہ اعمال كو پڑھو_ ہمیں علم تھا كہ ايك دن حساب و كتاب كا آنے والا ہے ایسے لوگ خوشگوار زندگی بہشت میں گذاریں گے_

بے دین اور بدکر دار انسانوں کو نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (اسی لئے ایسے انسانوں کو "اصحاب شمال" کہا جاتا

86

ہے) ایسے لوگ غمگین اور ناخوش ہوں گے کیونکہ وہ جان چکے ہونگے کہ ان کا حساب و کتاب بہت سخت اور دشوار ہے_ وہ کہیں گے کہ کاش یہ نامہ عمل ہمارے ہاتھ میں نہ دیا جاتا اور ہم اپنے اعمال و کردار اور حساب سے بے اطلاع اور غافل رہتے، کاش موت آجاتی_

ایسے انسانوں کی زندگی سخت اور غم انگیز ہوگی اور وہ جہنم کے بلند اور جلانے والے شعلوں میں ڈالے جائیں گے (یہ سب کچھ ان کے برے اعمال کا نتیجہ ہوگا"_

آیت قر آن کر یم

ووضع الكتاب فترى المجرمين منفقين ممّا فيه و يقولوا يا ويلتنا ما لهذا الكتاب لا يغادر صغيرة و لا كبيرة الا احصيها و وجدوا ما عملوا حاضرا و لا يظلم ربّك احدا (1)

نامہ عمل رکھا جائے گا پس گناہگار لوگ بسبب اس کے جوان میں پایا جاتا ہے اسے خوف زدہ دیکھے گا اور وہ کہے گا دائے ہو ہم پر یہ کیسا نامہ عمل ہے؟ کہ کوئي چھوٹی اور بڑی چیز ہماری نہیں چھوڑتا جو کچھ ہم نے انجام دیا ہے وہ اس میں موجود ہے_ تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا_

.____

1) سوره كهف آيت نمبر 40

87

سوالات

- سوچئے اور جواب دیجئے
- 1) ۔ اچھے اور پسندیدہ اخلاق اور اعمال انسان کی ذات پر کیا اثر چھوڑتے ہیں؟
- 2)___ نیك انسان کس طرح اپنی روح اور جان کو نورانی اور باصفا قرار دیتا ہے؟
- 2) کن اعمال اور عقائد سے انسانی روح کثیف و پلید اور سیاہ ہوتی ہے؟ انسان کس طرح مستقیم اور نورانی راستے اور تقرب الہی سے دور ہوجاتا ہے؟
- 4)____ ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام نے انسانی نفس اور روح پر اعمال کے اثرانداز ہونے کی کس طرح تصویر کشی کی ہے؟
- 5)___ انسانی اعمال جو انسانی روح اور نفس میں ثبت ہوجاتے ہیں اس کے علاوہ کون سی ذوات ہمارے اعمال کے مراتب اور محافظ ہیں؟
 - 6) ___ قیامت کے دن جب گناہگار اپنے نامہ اعمال دیکھیں گے تو کیا کہیں گے؟
 - 7)___جب انسان قیامت کے دن اپنے نامہ عمل دیکھے گا اور اپنے تمام اعمال کا مشاہدہ کر رہا ہوگا تو اس وقت الله تعالی اس سے کیا خطاب کرے گا؟
 - 8) انسان کو اپنی ذات اور واقعیت کس دنیا میں پوری طرح ظاہر ہوگی؟
 - 9) قرآنی اصطلاح میں "اصحاب یمین" کسے کہا جاتا ہے اور جب انہیں نامہ عمل

22

دیا جائے گا تو وہ کیا کہیں گے؟

10)___ قرآنی اصطلاح میں "اصحاب شمال" کسے کہا جاتا ہے جب انھیں اپنا نامہ عمل دیا جائے گا تو وہ کیا کہیں گے؟ اور آخرت میں کس طرح زندگی بسر کریں گے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

89

قیامت کا منظر

لوگوں کو بتایا گیا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی فوت ہوگئے ہیں ان کے دوست اور احباب اس خبر سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ان کے لئے طلب مغفرت کی ایک مدت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی اور وہ آدمی نہیں مرا تھا اس کی اولاد رشتہ دار اور دوست و احباب بہت خوش ہوئے امیر المومنین علیہ السلام نے ان دو خبروں کے معلوم کرنے پر اس شخص کو یہ خط تحریر فرمایا:

" بسم الله الرّحمن الرحيم

ایك اطلاع ہمیں تمھارے بارے میں ملی كو جو دوستوں اور رشتہ داروں كے لئے افسوس كا باعث تھی جس نے ان كو عمزدہ كردیا_ ایك مدت كے بعد دوسری اطلاع ملی كہ پہلی خبر جھوٹی تھی اور اس نے دوستوں، رشتہ داروں اور جاننے والوں كو خوش كردیا_

ان دو خبروں کے متعلق تم کیا سوچتے ہو؟ کیا تم سوچتے ہو کہ یہ خوشحالی اور خوشی پائیدار و دائمی ہے یا یہ خوشی ایك دفعہ پھر حزن و ملال میں تبدیل ہوجائے گي؟ واقعاً اگر پہلی خبر درست ہوتی تو اب تك تم آخرت کی طرف منتقل ہوگئے ہوتے، کیا تم پسند کرتے ہو کہ خداوند عالم تمھیں دوبارہ دنیا کی طرف لوٹا دیتا اور نیك کاموں کے بجالانے

90

کی فرصت عنایت فرماتا؟ تم یوں فکر کرو کہ پہلی خبر درست تھی اور تم آخرت کی طرف چلے گئے ہو اور موت کے مزہ کو چکھ چکے ہو اور پھر دوبارہ اس دنیا کی طرف لوٹائے گئے ہو تا کہ اعمال صالحہ بجالاؤ_

اس طرح گمان کرو کہ اللہ تعالٰی نے تمہیں اس دنیا میں واپس تمہاری خواہش کو قبول کرتے ہوئے لوٹا دیا ہے، اب کیا کروگے؟ آیا ہمیشہ رہنے والی جگہ کے لئے کوئي پیشگی بیجوگے؟ آیا ہمیشہ رہنے والی جگہ کے لئے کوئي پیشگی بہجوگے؟

نیك كام، عمل صالح، لوگوں كى دستگیري، دعا اور عبادت ان میں سے كیا روانہ كروگے؟ جان لو كہ اگر اس سے آخرت كى طرف خالى ہاتھ كوچ كر گئے تو پھر دوبارہ واپس لوٹ كر نہیں آؤگے؟ اور سوائے افسوس و حسرت اور رنج و غم كے اور كوئى چیز نہ پاؤگے

یہ جان لو کہ دن، رات ایك دوسرے کے پیچھے آجا رہے ہیں اور وہ تمھاری عمر کو کوتا ہ کر رہے ہیں اور موت کو تم سے قریب کر رہے ہیں اور انسان کو زندگی کے آخری نقطہ تك پہنچا رہے ہیں_ یقینا یہ آخری لحظہ بھی انسان کو آپہنچے گا اور حق کی طرف بلانے والا آخرت کی طرف لے جاکر رہے گا_ پست اور کمتر اور ہوی و ہوس اور لذائذ مادی کو کم کرو، اللہ کی طرف اور حقائق الہی کی طرف لوٹو اور آخرت کے سفر کا بار تقوی اور اعمال صالح کے ساتھ باندھو

91

آئیں گے کہ جن سے گذرنا ضروری ہے_ جان لو کہ آخرت کے راستے کا توشہ، تقوی ہے ورنہ تم لڑکھڑاؤگے اور جہنم کے گہرے گ کے گہرے گڑہے ہیں جاگرو گے_ گناہوں اور اللہ کی معصیت سے بچو تا کہ بہشت میں نیك لوگوں کے ساتھ جاملو" امیر المومنین علیہ السلام نے اس گفتگو مینسخت موڑوں ، گزرگاہوں اور خوفناك منازل کا ارشادتا ذکر فرمایا ہے، آپ کی گفتگو میں صرف ایك اشارہ ہی کیا گیا ہے کیونکہ آخرت کی عظیم حقیقت اور قیامت کے حوادث کو سوائے اشارے کے بیان نہیں کیا جاسكتا اور نہ ہی سنا جا سكتا ہے_

آخرت کے واقعات اور حوادث کو ذرا زیادہ عظمت کے ساتھ معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں، قیات ک شگفت آور مناظر کو قرآن کریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی اس عظیم واقعہ کی حقیقت کو اس طرح کہ جس طرح وہ ہے معلوم نہیں کرسکتے صرف مختصر اشارے سنے ہیں تاکہ جان لیں کہ ایك بہت سخت اور غیر قابل توصیف دن آگے آنے والا ہے اور ہمیں اپنے آپ کو تقوی اور عمل صالح سے متصف کرنا چاہیئے تاکہ ان سخت خطرناك موڑوں اور نشیب و فراز سے ہمارے لئے گذرنا آسان ہوجائے اور پروردگار کی بہشت اور رضوان پہنچتا میسر ہوجائے

92

برزخ اور قیامت

جب كوئي گناہگار اس دنیا سے كوچ كرتا ہے تو عذاب اور رنج كا عالم برزخ میں مشاہدہ كرتا ہے اور كہتا ہے:
1) ___ "خدایا مجھے دنیا كى طرف واپس لوٹا دے تا كہ اعمال صالحہ بجالا سكوں اور اپنے گذشتہ گناہوں كا جبران كرسكوں، لوٹنے كى خواہش كرے گا ليكن ہرگز دنيا كى طرف لوٹايا نہيں جائے گا اور قيامت و روز بعث تك عذاب ميں مبتلا رہے گا" (1)

2) ___ "قیامت کے دن سورج تاریك اور لپیٹ لیا جائے گا، ستارے بے نور ہوجائیں گے، پہاڑ حرکت کریں گے اور لرزنے

```
لگیں گے حاملہ اونٹنیاں بغیر ساربان کے رہ جائیں گی، وحوش محشور ہوں گے اور دریا جلانے والے اور شعلہ خیز
                                                                                         ہوجائیں گر" (2)
     3) ___ "جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے منتشر ہوجائیں گے اور دریا چیر دیئے جائیں گے اور دریاؤں کے پانی
پراگندہ ہوجائیں گے جب کہ قبریں اوپر نیچے، ہوجائیں گی یعنی دہنس جائیں گی، اس وقت زمین لزرے گی اور جو کچھ اس
                                                                   کے اندر ہوگا اسے باہر پھینك دے گی" (3)
    ------- 1) سوره مومنون آيات 99 _ 2 100 ) سوره تكوير آيات 1 _ 6 3) __ سوره زلزال آيات 1 _ 9 93
                                    4) "جب بہاڑوئی کی طرح دھنے جائیں گے اور یاش باش ہوجائیں گے" (1)
                      5) "جب چاند کو گربن لگے گا اور تاریك ہوجائے گا اور سورج و چاند اکٹھے ہوں گے" (2)
             6) "جب زمین بہت سخت لرزے گی اور پہاڑ پاش پاش ہوجائیں گے اور غبار بن کر چھاجائیں گے" (3)
                 "جب زمین اور پہاڑ سخت لزریں گے اور پہاڑ خوفناك ٹیلے کی صورت میں بدل جائے گا" (4)
                                            "جب آسمان سخت حرکت کرے گا اور پہاڑ چلنے لگے گا" (5)
 9) "جب آسمان کے دروازے کھول دیئے ائیں گے اور پہاڑ سخت حرکت کریں گے اور سراب کی طرح بے فائدہ ہوں
                                                                                                 گے" (6)
10) "جب زمین غیر زمین میں تبدیل ہو جائے گی اور آسمان متغیر ہو جائے گا اور لوگ خدائے قادر کے سامنے حاضر
                                                                                           ہوں گے " (7)
                                   11) ___ "جب دن تیرے پروردگار کے نور س روشن اور منور ہوجائے گا" (8)
                                                                                         1) سوره قاعد آیت3
                                                                                    2) سوره قيامت آيات 8 و
                                                                                     3) سوره واقعم آيات 4 6
                                                                                       4)سوره مزمل آیت 14
                                                                                     5)سوره طور آیات 9-10
                                                                                    6) سوره نبا آيات 19، 20
                                                                                      7)سوره ابرابيم آيت 48
                                                                                       8) سوره زمر آیت 69
  ان آیتوں سے اجمالی طور سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اس دنیا کا موجودہ نظام خلقت تبدیل ہوجائے
گا، سورج تاریك اور بے نور ہوجائے گا، چاند خاموش اور بے رونق ہوگا، ستارے پراگندہ اور پہاڑ اس عظمت كــر باوجود
لرزاں ہوں گے، چلنے لگیں گے اور خوفناك ٹیلوں میں تبدیل ہوجائیں گے، گرد و غبار كى صورت میں پراگندہ اور بے فائدہ
ہوجائیں گے، زمین کسی اور زمین میں تبدیل ہوجائے گی اور ایك وسیع میدان وجود میں آجائے گا کہ جہاں تمام لوگ حساب
                                                                     و کتاب کے لئے حاضر کئے جائیں گے_
     یہ تمام قیامت کے عظیم مناظر کے مختصر اشارے تھے اس کے باوجود اس عظیم واقعیت کا ہم تصور نہیں کرسکتے
 صرف قرآن مجید کے ان اشارات سے اتنا سمجھتے ہیں کہ ایك بہت سخت دن آنے والا ہے ہم ایمان و عمل صالح سے اپنے
                                                 آپ کو لطف الہی اور اس کے خوف سے محفوظ رکھ سکتے ہیں
```

"جس دن زمین غیر زمین میں تبدیل کی جائے گی اور آسمان بھی اور سب خدائے واحد و قبّار کے سامنے حاضر ہوں گے"

1) سوره ابرابیم آیت نمبر 48

يوم تبدّل الارض غير الارض و السّموات و برزوا لله الواحد القبار (1)

سوالات

غور کیجئے اور جواب دیجئے

- 1)___ جب گذاہگار انسان، عالم برزخ میں جاتا ہے اور عذاب و رنج کو دیکھتا ہے تو کون سی آرزو کرتا ہے، کیا کہتا ہے، اس کی یہ آرزو پوری کی جائے گی ؟
- 2)___ امیر المومنین علیہ السلام نے اس صحابی کو اس جہاں میں دوبارہ آجانے کے بعد کیا لکھا تھا اور اسے کس بیان سے نصیحت کی تھی؟
 - 3) قرآن مجید میں قیامت کو کن خصوصیات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے؟
 - 4) قیامت کے سخت ہنگامے اور خوف و ہراس سے کس طرح امان میں رہ سکتے ہیں؟
 - 5)___ امير المومنين عليہ السلام كے خط ميں نصرت كے لئے كس زاد اور توشى كو بيان كيا گيا ہے؟
- 6)___ کون سی چیزیں انسان کو بہشت میں جانے سے روك لیتی ہیں اور کس طرح قیامت کے خطرناك اور پر پیچ راستے کو طے کر سکتے ہیں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

96

تيسرا حصتم

پیغمبری اور پیغمبروں کے مسائل کے بارے میں

97

پہاڑ کی چوٹی پر درس

ہم پہاڑ پر جانا چاہتے تھے چند ایك دوستوں سے كل پہاڑ پر جانے كے پروگرام كے متعلق گفتگو كر رہے تھے كہ كون سے وقت جانيں؟ كون سى چيزيں اپنے ساتھ لے جانيں، كہاں سے جانيں؟

ان سوالات کے بارے میں بحث کر رہے تھے لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ رہے تھے دوستوں میں سے ہر ایك كوئي نہ كوئي مشورہ دے رہا تھا_ -

آخر میں باقر نے کہا:

" دوستو میری نگاہ میں ایك راہنما كی ضرورت ہے جو پہاڑ كے سر كرنے كا ماہر ہو وہ ہم كو بتلائے كہ كون سی چیزیں اس كے لئے ضروری ہیں اور كون سے راستے سے ہم پہاڑ كی چوٹی پر جائیں اور اسے سر كریں؟ میں نے باقر سے كہا كہ راہنما كی كیا ضرورت ہے؟ ہمیں كسی راہنما كی ضرورت نہیں ہے ہم میں فكر كرنے كی قوت موجود ہے، ہم آنكھیں ركھتے ہیں سوچیں گے اور راستہ طے كرتے جائیں گے يہاں تك كہ اوپر پہنچ جائیں گے بیا باقر نے جواب دیا:

"غلطی کر رہے ہو پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرنا کوئي آسان کام نہیں ہے ہمیں پہاڑ کے حدود سے واقفیت نہیں ہے اور ہم کو جن چیزوں کی ضرورت ہوگی ان کی کوئی اطلاع نہیں رکھتے، ہمیں علم نہیں ہے کہ کہاں سے اوپر چڑھیں اور کون سی چیزیں اپنے ہمراہ لے جائیں مثلاً بتاؤ کہ اگر طوفان آگیا اور سخت اندھیرا چھاگیا تو کیا کرینگے، اور گر راستہ بھول گئے تو کی کریں گے ؟ "

میں جب باقر کے ان سوالات کا جواب نہ دے سکا تو مجبوراً ان کی رائے سے موافقت کرلی کہ ایك راہنما کی ضرورت ہے جو مورد اعتماد ہو اور راستوں سے واقف بھی ہوا اور اسے راہنمائي کے لئے لیے جانا چاہیئے_

اس کے ایك دن ایك دوست نے بتلایا کہ دوستو میرے باپ کے دوستوں میں سے ایك ماہر کوہ نورد ہے میرے باپ نے اس سے خواہش کی ہے کہ وہ ہماری راہنمئي کا کام انجام دے وہ آج رات ہمارے گھر آئے گا تم بھی وہاں آجانا تا کہ کل چلنے کے متعلق اس سے گفتگو کریں_

ہم اس رات سعید کے گھر گئے سعید کے باپ اور اس کے دوست وہاں موجود تھے جب تمام احباب اکٹھے تو داؤدی صاحب نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ:

"دوستو میں نے سنا ہے کہ کل تم پہاڑ کے اوپر جانا چاہتے ہو کتنا عمدہ پروگرام تم نے بنایا ہے لیکن جانتے ہو کہ شاید یہ سفر خطرے اور دشواریوں سے خالی نہ ہو، خطروں سے بچنے کے لئے کی کروگے؟" لڑکوں نے جواب دیا آپ سے مدد اور راہنمائي حاصل کریں گے_

داؤدی صاحب نے کہا:

"بہت اچھا کل چار بجے صبح چلنے کے لئے تیار ہوجانا، گرم لباس پیٹھ پر ڈالنے والا تھیلا، معمولی غذا اور اگر ہوسکے تو تھوڑی کھجور اور

99

کشمکش کبھی ساتھ لے لینا میں ابتدائی مرحلے کی چیزیں ساتھ لے آؤں گا"

ہم نے راہنما کے دستور کے مطابق تمام وسائل فراہم کرائے اور دوسرے دن صبح کے وقت خوشی سعید کے گھر پہنچ گئے تمام لڑکے وقت پر وہاں آگئے اور چلنے کے لئے تیار ہوگئے ایك دو لڑکے باپ کے ہمراہ آئے تھے تھوڑاسا راستہ بس پر طے كیا اور پہاڑ کے دامن میں ایك چھوٹی مسجد میں صبح کی نماز ادا کی _ نماز كے بعد راہنما نے ضروری ہدایات جاری كیں اور بالخصوص یہ یاد دلایا کہ ایك دوسرے سے جدا نہ ہوں آگے جلدی میں نہ جانا اور پیچھے بھی نہ رہ جانا _ ہم نے چلنا شروع كیا پہاڑ بہت اونچا تھا، بہت خوشنما اور زیبا تھا، چپ چاپ، سیدھا، مستحکم و متین اور باوقار الله تعالی کی عظمت اور قدرت کو یاد دلا رہا تھا

راہنما آگے جارہا تھا ہم اس کے پیچھے باتیں کرتے جار ہے تھے، ہنس رہے تھے اور آگے بڑھ رہے تھے وہ ہر جگہ ہماری نگرانی کرتا تھا اور سخت مقام میں ہماری مدد و راہنمائی کرتا تھا _ کبھی خود بڑے پتھر سے اوپر جاتا اور ہم سب کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیتا کبھی راستہ کھلا آجاتا اور تمام لڑکے اس کی اجازت سے دوڑتے اور ایك دوسرے سے آگے نكانے کی کوشش کرتے تھے اور جب راستہ تنگ ہوجاتا تو ہم مجبور ہوجاتے تھے کہ ایك دوسرے کے پیچھے چلیں اور بہت احتیاط سے راستہ طے کریں، اس حالت میں راہنما ہمیں خبر دار کرتا اور خود اس پھلنے والی جگہ کے کنارے کھڑا ہوجاتا اور ہر ایك کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے گذارتا بہت سخت پھلنے والی جگہیں راستے میں موجود تھیں ان میں سے ایك جگہ میرا پاؤں کہ اگر راہنما میرا ہاتھ نہ پکڑتا تو میں کئی سوفٹ نیچے جاگرتا

اب میں سمجھا کہ راہنما اور رہبر کا ہونا بہت ضروری ہے راستے میں کبھی ہم ایسے راستوں پر پہونچے جہاں پتہ نہ چلتا کہ کہاں سے جائیں راہنما تھا جو ہمیں راستہ بتلاتا اور اس کی راہنمائي

100

کرتا، راستے میں ہم کئی جگہوں پر بیٹھے، آرام کیا اور کچھ کھایا پیا_ یہ سفر سخت دشوار لیکن زیبا اور سبق آموز تھا بہت زیادہ مشقت برداشت کرنے کے بعد غروب کے نزدیك پہاڑ کی چوٹی کے قریب پہنچ گئے، سبحا ن اللہ کتنی زیبا اور خوبصورت تھی وہ چوٹی کتنی عمدہ اور لطیف تھی آب و ہوا، تمام جگہیں وہاں سے نظر آرہی تھیں گویا ہم کسی دوسرے عالم میں آگئے تھے، خوش و خرم ہم نے پیٹھ والے تھیلے اتارے اور تھوڑی سی سادہ غذا جسے ہم اپنے ساتھ لے آئے تھے نکال کر کھائی کاش تم بھی ہوتے، واقعی اس وقت تك ہم نے اتنی مزے دار غذا نہیں کھائی تھی رات کو وہاں ٹھہرجانے پر

اتفاق ہوگیا اور چونکہ ہم نے اپنے راہنما کے دستورات کے مطابق عمل کیا تھا لہذا تمام چیزیں ہمارے پاس موجود تھی رات ہوگئے مغرب اور عشاء کی نماز پڑ ھنے کے بعد ہم گفتگو میں مشغول ہوگئے _

راہنما نے کہا: پیارے بچو

" خدا کا شکر ہے کہ ہم سلامتی کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اب تم نے مان لیا ہوگا کہ پہاڑ کی چوٹی سر کرنا اور کوہ نور دی کوئی معمولی کام نہیں ہوا کرتا کیا تم تنہا پہاڑ کی چوٹی سر کر سکتے تھے ؟ "

میں نے کہا کہ آپ نے میرا ہاتھ نہ پکڑا ہوتا تو میں پہاڑ کے درے میں گرگیا ہوتا_ میں اس وقت متوجہ ہوگیا تھا ك ايك صحيح راہنما اور راہبر كے ہم محتاج ہیں

جناب داؤدی نے کہا:

"صرف کوہ پیمائي ہی راہنمائي کی محتاج نہیں ہوا کرتی بلکہ ہر سخت اور دشوار سفر راہنما اور راہبر کا محتاج ہوتا ہے مثلاً فضا میں سفر تو بہت سخت دشوار ہے جس میں بہت زیادہ راہنما کی ضرورت ہوا کرتی ہے_ لڑکوجانتے ہو کہ سب سے اہم اور پر اسرار سفر جو

101

ہم کو در پیش ہے وہ کون سا سفر ہے،

لڑکوں میں سے ہر ایك نے كوئى نہ كوئى جواب دیا آخر میں باقر كے باپ نے كہا كہ

"میری نگاہ میں وہ سفر جو سب ہے اہم ہے وہ آخرت کا سفر ہے یہ اس جہاں سے منتقل ہوکر دوسرے جہاں میں جانے والا سفر ہے، واقعاً یہ سفر بہت پیچیدہ اور دشوار سفروں میں سے ایك ہے"

راہنما نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ تم نے درست کہا ہے میرا مقصد بھی یہی سفر تھا لڑکو اس سفر کے متعلق کیا فکر کرتے ہو؟ ہم اس سفر کا راستہ کس طرح طے کریں گے اور کون سا زاد راہ اور توشہ ساتھ لے جائیں گے، اس جہاں میں راحت و آرام کے لئے کیا کریں گے؟ کون سے افراد ہمارے اس سفر میں راہنمائی کریں گے، کون ہمیں بتلائے گا کہ اس سفر کے لئے کون سا زاد راہ ساتھ لے جائیں؟ باقر کے باپ نے اجازت لیتے ہوئے کہا کہ اگر لڑکو تم موافقت کرو تو میں اس سفر کی مزید وضاحت کروں:

"آخرت کے سفر کے راہنما پیغمبر ہوا کرتے ہیں جو مخلوق اور خالق کے درمیان واسطہ اور پیغام لانے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالی کے پیغام کو لوگوں تك پہنچاتے ہیں، زندگی کی عمدہ اور بہترین راہ و رسم کی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں او رسعادت کی چوٹی پر چڑھنے کے لئے انسان کو راستہ بتلاتے ہیں، برے اخلاق اور اخلاقی پستیوں میں گرجانے والی وادیوں کی نشاندہی کرتے ہیں، خداپرستی اور عمدہ اخلاق کے راستے بیان کرتے ہیں_

102

پیغمبر انسانوں کی اس سفر میں مدد دیتے ہیں، ان کی راہنمائی کرتے ہیں_ اگر ہم پیغمبروں کے کلام اور ان کی راہنمائی کی اطاعت کریں تو آخرت کے سفر کے راستے کو سلامتی اور کامیابی سے طے کرلیں گے اور اپنے مقصد تك پہونچ جائیں گے"_

اس کے سننے کے بعد دوبارہ میرے دل میں وہ خطرہ یاد آیا جو مجھے راستے میں پیش آیا تھا داؤدی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں نے کہ کہ یہ سفر ہم نے اس راہنما کی راہنمائی اور مدد سے سلامتی کے ساتھ طے کیا ہے اور ہم اپنے مقصد تك پہنچ گئے ہیں_ جناب داؤدی نے ہماری طرح اپنے اوپر كمبل اوڑ هركھا تھا ميری طرف شكریہ کی نگاہ کی اور كہا كہ كہ كہ

"یقینا ہم مقصد تك پہنچ جائیں گے بشرطیكہ ہم پیغمبروں كى راہنمائي پر عمل كريں اور آخرت كے سفر كے لواز مات اور اسباب مہیا كریں"

اس کے بعد ایك نگاہ لڑکوں پر ڈالی اور پوچھا: "لڑکو کیا جانتے ہو کہ پیغمبروں نے آخرت کے سفر کے لئے زاد راہ اور توشہ کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

"پیغمبروں نے فرمایا ہے کہ آخرت کے سفر کا زاد راہ ایمان و تقوی اور عمل ہے، ہر انسان کی سعادت اس کے عمل اور رفتار سے وابستہ ہے، انسان جو بھی اس دنیا میں بوئے گا اسے آخرت میں کائے گا اگر اس دنیا میں خوبی کرے گا تو آخرت میں خوبی دیکھے گا اور بدی کرے گا تو آخرت میں بدی دیکھے گا ہر ایك انسان كا سعادتمند ہونا یا شقى ہونا، بلند و بالا یا پست و ذلیل ہونا اس كے كاموں اور اعمال سے وابستہ ہے، جو انسان پیغمبروں كى راہنمائي پر عمل كرتا ہے آخرت كے سفر كو سلامتى كے

103

ساتھ طے کرے گا اور بلندترین مقام و سعادت کو پالے گا"_

جناب داؤدی کی گفتگو یہاں تك پہنچی تو انھوں نے اپنی نگاہ ستاروں سے پر آسمان کی طرف اٹھائي اور كافی دير تك چپ چاپ آسمان کی طرف ديكھتے رہے تھوڑی دير بعد لمبی سانس لی اور كہا:

104

سو الات

غور سے مندرجہ ذیل سوالات کو پڑھو، بحث کرو اور یاد کرلو

- 1) باقر نے یہ کیوں کہا کہ کوہ پیمائی کے لئے ایك راہنما انتخاب كرو، آخر كون سى مشكلات كا سامنا تھا؟
- 2)___ کس نے کہا تھا کہ راہنما کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے اپنے اس مطلب کے لئے کیا دلیل دی تھی؟ اس کی دلیل درست تھی؟ اور اس میں کیا نقص تھا؟
- 3___ باقر نے اسے کس طرح سمجھایا کہ راہنما کی ضرورت ہے اسے اس مطلب کے سمجھانے کے لئے کون سے سوالات کئے 2
- 4)___ كيا اس نے باقر كى گفتگو كے بعد راہنما كى ضرورت كو قبول كرليا تها؟ واقعا اس نے كس وقت اسے قبول كيا تها؟ خود اسى درس سے اس كى دليل بيان كرو
- 5)___ کس نے لڑکوں کی راہنمائی اور راہبری کو قبول کیا؟ اس نے چلنے کے لئے کون سے دستورات دیئے؟ کون سے وسائل کا ذکر کیا کہ انھیں ساتھ لے آئیں اس نے خود اپنے ساتھ کن چیزوں کے لے آنے کا وعدہ کیا تھا؟
 - 6)___ جب صبح کی نماز پڑھ چکے اور پہاڑ پر چڑھنے کے لئے تیار ہوگئے تو راہنما نے کون سے دستورات کی یادآوری کی؟ وہ کون سے دستور تھے؟ تمھاری نگاہ میں اس دستورات میں سے کس کو اہمیت دی گئي تھي؟
 - 7)___ جب كبهى راسته سخت اور دشوار آجاتا تو رابنما لرُكوں كو كيا بدايت ديتا؟
 - 8) ہادی نے کیسے قبول کرلیا کہ راہنما اور راہبر کا وجود ضروری اور لازمی ہوتا ہے؟

105

- 9) ___ جناب داؤدی کی نگاہ میں مہم ترین اور پر اسرار ترین سفر کون سا تھا؟
- 10)___ جناب داؤدی نے اس مہم اور اسرار آمیز سفر کے بارے میں لڑکوں سے کون سے سوالات کئے تھے؟
- 11)___ باقر کے باپ نے جناب داؤدی کے سوالات کا کیا جواب دیا تھا؟ پیغمبر جو آخرت کے سفر کے راہنما ہیں کون سی ذمہ داری ان کے ذمّے ہوا کرتی ہے؟ کس صورت میں ہم سلامتی اور کامیابی کے ساتھ مقصد تك یہنچ سكتے ہیں؟
- 12)___ پیغمبروں نے آخرت کے سفر کے لئے کون سا توشہ اور زادہ راہ بیان کیا ہے ہر انسان کا بلند مقام یا پست مقام پر جانے کو کس سے مربوط جانا ہے؟
 - 13) __ جب تمام لڑکے سوگئے تو جناب داؤدی نے رہبری کا کون سا وظیفہ انجام دیا؟
 - 14)___ کیا بتلا سکتے ہو کہ لڑکوں کے کل کا بہترین پروگرام کیا تھا؟

106

پیغمبر یا آخرت کے سفر کے راہنما

انسان کی روح اور جان بہت سے مخفی راز رکھتی ہے کیا انسان اپنی روح و جان کے رموز سے پوری طرح واقف ہے؟ انسان کے سامنے بہت زیادہ ایسے سفر کہ جو اسرار آمیز ہیں موجود ہیں کیا انسان ایسے سفروں اور زندگی سے پوری اطلاع رکھتا ہے؟ کیا آنسان، ارتقاء اور سعادت تك پہونچنے کے اطلاع رکھتا ہے؟ کیا آنسان، ارتقاء اور سعادت تك پہونچنے کے راستوں کو پہچانتا ہے؟ کیا راستوں کی دشواریوں اور ایسے موڑوں سے کہ جن سے انسان گرسکتا ہے خبردار ہے؟ ان سوالوں کا جواب کون سے افراد دے سکتے ہیں؟ کون سے حضرات سیدھے راستے اور کج راستے واقف ہیں؟ کون سے حضرات انسان کا راستہ بتلا سکتے ہیں؟ کون سے حضرات انسان کا راستہ بتلا سکتے ہیں؟ کون سے حضرات انسان ہمیشہ پیغمبروں اور راہنماؤں کے وجود کا محتاج رہا ہے اور رہے گا

خداوند عالم کہ جس نے تمام موجودات کو پیدا کیا ہے اور ان کی ضروریات کو ان کے لئے فراہم کیا ہے اور انھیں ارتقاء کی راہ تك پہونچا دیا ہے انسان كو يعنی موجودات عالم میں سے

107

کامل ترین اور اہم ترین موجود کو زندگی کے پر خطر آخرت کے سفر کے لئے رہبر اور راہنما کے بغیر نہیں چھوڑا بلکہ اسے ا رتقاء و ہدایت اور تمام قسم کی مدد کے لئے راہنما چنا اور انھیں مبعوث کیا ہے صرف ذات الہی ہے کہ جو انسان کے جسم اور روح کے رموز اور اسرار اور اس کے گذشتہ اور آنندہ سے آگاہ ہے اور اس کی دنیاوی اور اخروی زندگی سے پوری طرح واقف ہے

کون اللہ تعالی سے زیادہ اور بہتر انسان کی خلقت کے رموز سے آگاہ ہے؟ کون سی ذات سوائے اللہ کے انسان کی سعادت اور ارتقاء کا آئین اس کے اختیار میں دے سکتی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس خدائے مہربان نے انسان کو پیدا کیا ہے اسے اس قسم کے دشوار راستے کے طے کرنے کے لئے بغیر رہبر، آئین اور راہنما کے چھوڑ دیا ہو؟ نہیں اور ہرگز نہیں اللہ تعالی نے انسان کو اس مشکل اور پیچیدہ سفر کے طے کرنے کے لئے تنہا نہیں چھوڑ رکھا بلکہ اس کے لئے راہنما اور راہبر بھیجا ہے

پیغمبروں کو اللہ تعالی نے انسانوں میں سے چنا ہے اور ضروری علوم انھیں بتایا ہے تا کہ وہ لوگوں کی مدد کریں اور انھیں ارتقاء کی منزلوں تك پہونچنے کے لئے ہدایات فرمائیں_ پیغمبر صحیح راستے اور غیر صحیح راستے کو پہچانتے ہیں اور وہ ہر قسم کی غلطیوں سے پاك ہوا کرتے ہیں، اللہ تعالی کا پیغام لیتے ہیں اور اسے بغیر زیادتی و کمی کے لوگوں تك پہونچاتے ہیں پیغمبر چنے ہوئے لائق انسان ہوتے ہیں کہ دین کا آئین انھیں دیا جاتا ہے اور اپنی گفتار و کردار سے لوگوں کے لئے نمونہ ہوا کرتے ہیں_ جب سے انسان پیدا کیا گیا ہے اور اس نے اس کرہ ارض پر زندگی شروع کی ہے تب سے سے ہیں_

پیغمبر لوگوں کی طرح ہوتے تھے اور انھیں جیسی زندگی بسر کرتے تھے اور لوگوں

108

کو دین سے مطلع کرتے تھے، لوگوں کے اخلاق و ایمان اور فکر کی پرورش اور رشد کے لئے کوشش کرتے تھے، لوگوں کو خدا اور آخرت کی طرف جو ہمیشہ رہنے والا ہے متوجہ کرتے تھے_

خداپرستی، خیرخواہی، خوبی اور پاکیزگی کی طرف ان کی روح میں جذبہ اجاگر کرتے تھے، شرك و كفر اور مادہ پرستی سے مقابلہ كرتے رہتے تھے، شرك و كفر اور مادہ پرستی سے مقابلہ كرتے رہتے تھے اور ہمیشہ ظلم و تجاوزگری سے جنگ كرتے تھے، پیغمبر لوگوں كو اچھے اخلاق اورنيك كاموں كی طرف دعوت دیتے تھے اور برے اخلاق ، پلید و ناپسندیدہ كردار سے روكتے تھے، سعی و كوشش، پیغمبروں اور ان كے ماننے والوں كى راہنمائي سے بشر كے لئے ارتقاء كى منزل تك پہونچنا ممكن ہوا ہے_

ہور ہل سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری پیغمبر جناب محمد مصطفی صلّی الله علیہ و آلہ و سلّم ہیں اور دو کے درمیان بہت سے پیغمبر آئے ہیں کہ جن کو پیغمبر اسلام(ص) نے ایك حدیث کی روسے ایك لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بتلایا ہے۔ پیغمبر قبیلوں، دیہاتوں، شہروں او رملکوں میں بھیجے جاتے تھے اور وہ لوگوں کی راہنمائی، تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے تھے

کبھی ایك زمانہ میں كئي ایك پیغمبر مختلف مراكز مینتبلیغ كرتے تھے، پیغمبروں كى رسالت اور ذمہ دارى كا دائرہ ایك

جیسا نہیں ہوا کرتا تھا بعض پیغمبر صرف قبیلہ یا دیہات یا ایک شہر یا کئي شہروں اور دیہاتوں کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے لیکن ان میں سے بعض کی ماموریت کا دائرہ وسیع ہوتا یہاں تك کہ بعض کے لئے عالمی ماموریت ہوا کرتی تھی پیغمبروں کا ایك گروہ کتاب آسمانی رکھتا تھا لیکن بہت سے پیغمبروں کی شریعت کی تبلیغ کرتے تھے، آسمانی تمام

109

کی تمام کتابیں اب موجود نہیں رہیں ایك سو چار آسمانی کتابیں تھیں_ بعض پیغمبر صاحب شریعت ہوا کرتے تھے لیکن بعض دوسرے پیغمبر وں کی شریعت کی ترویج کیا کرتے تھے_ محضرت بعض دوسرے پیغمبروں کی شریعت کی ترویج کیا کرتے تھے_ حضرت نوح (ع) ، حضرت ابراہیم (ع) ، حضرت موسی (ع) و حضرت عیسی (ع) اور حضرت محمد صلّی الله علیہ و آلہ و سلم ممتاز و بزرگ پیغمبروں میں سے تھے ان پانچ پیغمبروں کو اولوالعزم پیغمبر کہا جاتا ہے کہ ان میں ہر ایك صاحب شریعت تھا

ہم مسلمان اللہ تعالی کے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں، ان کا احترام کرتے ہیں، اور سبھی کو اللہ تعالی کا بھیجا ہوا پیغمبر مانتے ہیں، ان کی محنت اور کوشش کا شکریہ ادا کرتے ہیں_ ہمارا وظیفہ ہے کہ حضرت موسی (ع) اور حضرت عیسی (ع) کے پیروکاروں کو کہ جنھیں یہودی اور عیسائي کہا جاتا ہے اور زردشتیوں سے بھی نیکی اور مہربانی سے پیش آئیں اور اسلام کی روسے جوان کے اجتماعی حقق ہیں ان کا احترام کریں_

110

سو الات

- فکر کیجئے، بحث کیجئے اور صحیح جواب تلاش کیجئے
- 1) انسانوں کا پیغمبروں اور راہنماؤں کے محتاج ہونے کی علت کیا ہے؟
- 2)___ انسانوں کے رہبر اور راہنما انسان کی پر خطر زندگی اور آخرت کے سفر کے لئے کون سے حضرات ہونے جائیں؟
 - 3) کون زیادہ اور بہتر طور پر انسان کی خلقت کے راز سے آگاہ ہے اور کیوں؟
- 4)___ پیغمبروں کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ضروری معلومات کو پیغمبروں کے لئے کون فراہم کرتا ہے اور پیغمبروں کی ذمہ داریوں کون معین کرتا ہے؟
 - 5)___ کون سے ہدف کے لئے پیغمبروں کی دعوت اور کوشش ہوا کرتی تھی،
 - 0 ییغمبر اسلام (ص) نے پیغمبروں کی تعداد کتنی بتلائی ہے، آسمانی کتابوں کی تعداد کتنی ہے 0
 - 7) کیا بیغمبروں کی ماموریت کا دائر اور حدود ایك جیسے تھے اور کس طرح تھے؟
 - 8) اولوالعزم پیغمبر کون تھے، ان کی خصوصیت کیا تھی؟
 - 9) دوسرے پیغمبروں کے پیروکاروں کے متعلق ہمارا وظیفہ کیا ہے؟
 - 10) ہم مسلمانوں کا دوسرے پیغمبروں کے متعلق کیا عقیدہ ہے، ہم کیوں ان کا احترام کرتے ہیں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

111

پیغمبروں کی انسان کو ضرورت

انسان کا ہر فرد اس دنیا میں راستے کو ڈھونڈتا اور سعادت مندی طلب کرتا ہے پیاسا پانی کی طلب میں ادھر دوڑتا ہے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کبھی ایك خوبصورت چمك کہ جو میدان میں نظر آتی ہے پانی سمجھ کر اس کی طرف جلدی سے دوڑتا ہے لیکن جب اس کے نزدیك پہونچتا ہے تو پانی نہیں پاتا اور اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ سراب کے پیچھے دوڑتا رہا تھا۔
ایك مہم نکتہ یہ ہے کہ انسان کی اس دنیا وی زندگی کے علاوہ ایك اور زندگی بھی ہے، آج کے دن کے علاوہ ایك اور دن بھی آنے والا ہے، انسان اس جہاں کے علاوہ ایك اور ابدی دنیا (آخرت) میں بھی جانے والا ہے اور اس جہاں میں ہمیشہ کے لئے زندگی بسر کرے گا، کل آخرت میں اس دنیاوی جہان میں جو بویا ہوگا كاٹے گا۔ انسان آخرت میں یا سعادت مند اور نجات پانے والا ہوگا یا شقی و بدبخت ہوگا۔ انسان کے آخرت میں سعادت و شقاوت کا سرچشمہ اس دنیا کے اعمال ہیں اور یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے

آج کون سا بیج بویا جائے تا کہ کل اس کا اچھا محصول حاصل کیا جائے؟ کون سا عمل انجام دیا جائے تا کہ آخرت میں سعادت مند بوجائے؟ کس راستہ پر چلا جائے تا کہ آخرت میں الله تعالی کی عمدہ نعمتوں تك رسائي حاصل ہوسكے؟ کون سے برنامہ پر عمل كرے؟ كس طرح صحیح راستے كو غلط راستے سے پہچانے؟ كون راہنما ہو؟ انسان كا عمل اور كردار سعادت و كمال يا شقاوت و بدبختى كا موجب ہوا كرتا ہے

112

لہذا انسان اپنے اعمال اور زندگی کے لئے ایك دقیق و جامع پروگرام كا محتاج ہے، ایسا پروگرام كہ جس میں انسان كی دنیاوی مصالح اور اخروی مصالح كی رعایت كی گئی ہو جس میں انسان كے جسم كا بھی لحاظ كیا گیا ہو اور اس كی روح و جان كا بھی لحاظ كیا گیا ہو _ اس كی روح كے لئے اس جان كا بھی لحاظ كیا گیا ہو _ دندگی اور آخرت پر اس كی روح كے لئے اس طرح پروگرام مرتب كیا گیا ہو كہ اسے حقیقی ارتقاء اور سعادت كے راستے پر ڈال دے تاكہ امن و قرب اور رضوان كی منزل تك فائز ہوسكے_

چند ايك سوال

کیا انسان اپنی عقل اور تدبیر سے اس قسم کا دقیق اور کامل آئین اپنے لئے منظم کرسکتا ہے؟ کیا وہ اپنی نفسانی اور آخرت کی ضروریات سے پوری طرح آگاہ ہے؟ کیا وہ اپنی اور جہان کی خلقت کے اسرار و رموز سے مطلع ہے؟ کیا انسان، روح کا جسم ہے کس طرح کا ارتباط ہے اور دنیاوی زندگی کس طرح اخروی زندگی سے مربوط ہے، سے مطلع ہے؟ کیا انسان تشخیص دے سکتا ہے کہ کون سے امور موجب ہلاکت و سقوط اور کون سے امور انسان کے نفس کو تاریك، سیاہ و آلودہ اور کثیف کردیتے ہیں؟ کیا انسان تنہا سعادت کے راستے کو غیر سعادت کے راستے سے تمیز دے سکتا ہے؟ ایسا نہیں کرسکتا، ہرگز نہیں کرسکتا اور اس قسم کی وسیع اطلاع نہیں رکھتا_

انسان اپنی کوتاہ عمر اور محدود فکر کے ذریعہ اپنی اخروی اور نفسانی سعادت اور ارتقاء کا آئین منظم نہیں کرسکتا_پس کون شخص ایسا کرسکتا ہے؟

113

سوائے ذات خدا کے ایسا اور کوئی نہیں کرسکتا وہ ذات ہے کہ جس نے انسان اور تمام جہان کو پیدا کیا ہے اور اس کے اسرار و رموز سے پوری طرح آشنا و آگاہ ہے اور سعادت و شقاوت کے اسباب و عوامل کو اچھی طرح جانتا ہے وہ ذات ہے جو انسان کی سعادت اور ارتقاء کے آئین کو منظم و مدوّن کرسکتی ہے اپنے بہترین بندوں کو اس قسم کا برنامہ دے کر انسانوں تك پہونچاتی ہے تا کہ انسان خدا کے نزدیك کوئی عذر نہ پیش کرسکے _ زندگی کے آئین اور اصول کا نام دین ہے کہ جسے خدا پیغمبروں کے ذریعے جو راہنما اور راہ شناس ہیں انسانوں تك پہونچاتا ہے، پیغمبر ممتاز اور برگزیدہ انسان ہوتے ہیں کہ جو اللہ تعالی سے خاص ربط رکھتے ہیں، انسان کو جاودانی زندگی دینے والا آئین خدا سے لیتے ہیں اور انسانوں تك اسے پہونچاتے ہیں _ پیغمبر انسان کی اس فطرت کو کہ جس میں جستجوئے خدا اور خدا دوستی موجود ہے کون اجاگر کرتے ہیں اور اس کے راستے کی نشاندہی کرتے ہیں اور س تك پہونچنے کے راستے کو طے کرنے میں مدد دیتے ہیں تاکہ انسان اپنے خالق و خدا کو بہتر پہچانے اور اس سے آشنا ہو _ پہونچنے کے راستے کو طے کرنے میں مدد دیتے ہیں تاکہ انسان اپنے خالق و خدا کو بہتر پہچانے اور اس سے آشنا ہو ے اچھے اور برے اخلاق کی شناخت میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، تذکیہ نفوس، دین کے حیات بخش قوانین کے اجراء اور معاشرہ کی دیکھ بھال میں کوشش کرتے ہیں، انہیں کامل عزت اور عظمت تك پہونچاتے ہیں _ ادر آخرت میں ان انسانوں کو خوشخبری ہو جو پیغمبروں کے نقش قدم پر چلتے اور اپنی دنیا کو آز ادی سے سنوار تے ہیں اور آخرت میں ان انسانوں کو خوشخبری ہو جو پیغمبروں کے نقش قدم پر چلتے اور اپنی دنیا کو آز ادی سے سنوار تے ہیں اور آخرت میں

بھی کمال سعادت و خوشنودی اور اللہ تعالی کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں اور پیغمبروں کے جوار میں با عزت سکونت

اختیار کرتے ہیں_ قرآن کی آیت: انا ارسلناك بالحق بشیرا و نذیراً و ان من امّة الّا خلافیہا نذیر

114

"ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے اور کوئي قوم ایسی نہیں ہے جس میں کوئي ڈرانے والا نہ گذرا ہو"_ (1)

----- سوره فاطر آیت نمبر 24 115

سوالات

سوچیئےور جواب دیجئے

- 1) ____ اس دنیا کے اعمال کا نتیجہ آخرت میں کس طرح ملے گا؟
- 2) آخرت میں انسان کی دو حالتیں ہوں گی وہ دو حالتیں کیا ہیں؟
- 3) انسان کی زندگی کے آئین میں کن چیزوں کا لحاظ کیا جانا چاہیئے؟
- 4) کیا انسان اپنی زندگی کے لئے ایك جامع اور كامل قانون خود بنا سكتا ہے؟
- 5) انسان کی سعادت اور ارتقاء کے آئین کو کون منظم کرتا ہے اور اسے کس کے ذریعہ پہونچاتا ہے؟
 - 6) خدا کے پیغمبر پر انسان کی ہدایت کے لئے کون سی ذمہ داری ہے؟
 - 7) دین کیا چیز ہے، دین کا فائدہ انسان کی دنیا اور آخرت میں کیا ہوتا ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

116

پیغمبری میں عصمت ، شرط ہے

خداوند عالم نے پیغمبروں کو چنا ہے اور انھیں بھیجا ہے تا کہ وہ ان قوانین کو لوگوں تك پہونچائیں جو دینی زندگی كا موجب ہوتے ہیں اور وہ لوگوں كى سرپرستى و راہنمائي كريں، ارتقاء كے سيدھے راستے اور الله تعالى تك پہونچنے كے لئے جو صرف ايك ہى سيدھا راستہ ہے، لوگوں كو بتلائيں، ان كى ہدايت كريں اور انھيں مقصد تك پہونچائيں، سعادت آور آسمانى آئين پر عمل كرنے اور دنيوى و اخروى راہ كو طے كرنے ميں قول و فعل سے لوگوں كى مدد كريں، الله تعاليى كے قوانى كو جارى كر كے ايك اجتماعى نظام وجود ميں لائيں اور اس كے ذريعہ انسانى كمالات كى پرورش كريں اور رشد كے لئے زمين ہموار كريں_

پیغمبروں کی ذمہ داریوں کو تین حصول میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- 1) قوانین الہی کو وحی کے ذریعہ حاصل کریں_
- 2) الله تعالى سر حاصل شده قوانين اور آئين كو بغير كسى اضافه و كمى كر لوگوں تك يهونچائيں
 - ان قوانین اور الہی آئین کو عملی جامہ بہنانے میں لوگوں کی قولی اور عملی مدد کریں

117

سوالات

اس كے بعد اب ان سوالات میں خوب غور كیجئے اور جواب دیجئے

- 1) ____ كيا ممكن ہے كہ خداوند عالم كسى انسان كو پيغام الہى كے لينے كے لئے معين كرے اور وہ اس ميں خطا كا مرتكب
 ہو؟ خطا كرنے والا انسان كسى طرح اللہ تعالى كے واضح پيغام كو بغير كسى اضافہ اور كمى كے پورى طرح لوگوں تك
 پہونچا سكتا ہے؟
- 2)___ كيا ممكن ہے كہ خداوند عالم كسى كو پيغمبرى كے لئے چنے اور وہ اللہ تعالى كے پيغام پہونچانے ميں خطا مرتكب ہوجائے؟ كيا ممكن ہے كہ خداوند عالم كسى كو پيغمبرى كے لئے انتخاب كرے اور وہ آسمانى آئين و احكام ميں تحريف كردے؟ كيا اس صورت ميں اللہ كا دين اور پيغام لوگوں تك صحيح يہونچ جائے گى؟ كيا اللہ كا دين اور پيغام لوگوں تك صحيح يہونچ جائے گا؟
 - 3)___ ان قوانین اور الہی آئین کو عملی جامہ پہنانے میں لوگوں کی قولی اور عملی مدد کریں

118

ہرگز نہیں خداوند عالم ایسے افراد کو جو غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں پیغام الہی کے لینے اور لوگوں تك پہونچانے کے لئے ہرگز انتخاب نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اپنا پیغام اپنے بندوں تك پہونچائے اور حق قبول كرنے والے لوگوں كو مقصد تك پہونچائے اس غرض كے حصول كے لئے اللہ تعالى ایسے افراد كا انتخاب كرے گا جو معصوم ہوں یعني:

- 1)___ قوانین اور دین الہی کے لینے میں غلطی نہ کریں_
- 2)___ الله تعالى كے قوانين اور آئين كو لوگوں تك بغير كسى اضافہ اور كمى كے پہونچائيں اور كسى قسم كى خطا و تحريف اور نافرمانى كو جائز نہ سمجھيں
- 3) دین کے واضح احکام پر عملکرانے میں لوگوں کی عملی و قولی مدد کریں اور خود پورے طور پر اس پر عمل
 کریں اور لوگوں کو اس پر عمل کرائیں _

خداوند عالم کے پیغمبر قوی اور ملکوتی ارادے کے مالك اور روحانی بصیرت رکھن والے افراد ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کے كامل پیغام پر ایمان رکھتے ہیں، وفادار ہوتے ہیں اور جو كچھ پہونچاتے اور كہتے ہیں اس پر عمل كرتے ہیں ایسے افراد اپنی بصیرت اور ہنرمندی کے لحاظ سے تمام انسانوں كے لئے كامل نمونہ ہوتے ہیں لوگ ان كی رفتار و گفتار كی پیروی كرتے ہیں

"عصمت" یعنی وہ عظیم طاقت وبصارت جو پیغمبر کے وجود سے مختص ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے دی ہوئي ذمہ داری کے بجالانے میں اس کی مدد کرتی ہے اور انھیں خطا سے محفوظ رکھتی ہے_ قرآن کی آیت:

و ما ارسلنا من رسول الاليطاع باذن الله (نساء آيه 43)

" ہم نے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ لوگ اس کی حکم الہی سے اطاعت کریں"

119

سوالات

سوچیئے اور جواب دیجئے

- 1) ___ پیغمبروں کی وہ ذمہ داری جو تین حصوں میں تقسیم ہوتی ہے اسے بیان کیجئے _
- 2)___ كيا ممكن ہے كہ خداوند عالم ايسے انسان كو اپنے پيغام لينے كے لئے انتخاب كرے جو خطا كا مرتكب ہوسكے، كيوں؟ وضاحت كيجئے _
- 2) کیا ممکن ہے کہ خداوند عالم ایسے کو پیغمبری کے لئے چنے کہ جو الله تعالی کے پیغام کو ناقص اور تحریف شدہ لوگوں تك پہونچائے، كيوں؟ وضاحت كيجئے
- 4) ___ کیا ممکن ہے خداوند عالم ایسے شخص کو پیغمبری کے لئے منتخب کرے کہ جو اللہ تعالی کے احکام اور دستور پر عمل کر انے میں غلطی کرے ، کیوں؟ وضاحت کیجئے
- 5)___ خداوند عالم جسے پیغمبری کے لئے منتخب کرتا ہے وہ معصوم ہوتا ہے، معصوم کی تین صفات کو بیان کیجئے_

- 6)____ عصمت سے کیا مراد ہے؟
- 7) پیغمبر کن لوگوں کو حقیقی سعادت اور مقصد تك پہونچاتے ہیں؟
- 8)____ معاشرہ میں فضائل انسانی کس طرح رشد اور پرورش پاسکتے ہیں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

120

پیغمبروں کا ایك برنامہ اور پروگرام اللہ تعالى پر ایمان كا لانا ہے

پیغمبر اسلام(ص) نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی نماز کے بعد لوگوں کی طرف منھ کیا تا کہ ان کی احوال پرسی کریں اور ان کے حالات کو جانیں لوگوں کی صف میں ایك نوجوان کو آپ نے دیکھا کہ اس کا چہرہ زرد، بدن لاغر اور آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں نمازیوں کی صف میں بیٹھا ہوا تھا اور كبھی ہے اختیار اپنی پلکوں کو بند کرتا اور اونگھ رہا تھا ایسا ظاہر کر رہا تھا کہ گویا ساری رات نہیں سویا اور عبادت و نماز میں مشغول رہا ہے پیغمبر اسلام(ص) نے اسے آواز دی اور پوچھا کہ "تو نے صبح کیسے کی؟ " جواب دیا: "یا رسول الله (ص) یقین اور خدائے وحدہ پر ایمان کی حالت میں" ابر ایك چیز کی کوئی نہ کوئی علامت اور نشانی ہوا کرتی ہے تیرے ایمان اور یقین کی کیا علامت ہے؟ " یا رسول الله (ص) ایمان اور یقین آخرت کے عذاب سے خوف و ہر اس کا موجب ہوا ہے، خوراك اور خواب کو کم کردیا ہے دنیاوی امور (ص) ایمان اور یقین آخرت کے عذاب سے قیامت برپا ہونے کو دیکھ رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ لوگ حساب و كتاب میں بے رغبت ہوگیا ہوں گویا اپنی آنکھوں سے قیامت برپا ہونے کو دیکھ رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ لوگ حساب و کتاب کے لئے محشور ہوگئے ہیں اور میں بھی ان میں موجود ہوں گویا بہشت والوں کو بہشتی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتا

121

دیکھ رہا ہوں کہ بہشتی بہترین مسند پر بیٹھے شرین گفتگ میں مشغول ہیں_

یا رسول اللہ (ص) جہنمیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ عذاب میں گریہ و نالہ اور استغاثہ کر رہے ہیں گویا ابھی دوزخ کی آگ اور عذاب کی آواز سن رہا ہوں"

پیغمبر اسلام (ص) نے اصحاب کی طرف جو حیرت سے اس جوان کی گفتگو سن رہے تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ:
" یہ جوان ایسا الله کا بندہ ہے کہ خداوند عالم نے ایمان کے وسیلہ سے اس کے دل کو روشن اور نورانی کردیا ہے"
آپ نے اس کے بعد اس جوان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ "اے جوان تو نے بہت عمدہ حالت پیدا کی ہوئي ہے اور اس
حالت کو باتھ سے نہ جانے دینا"

یا رسول اللہ (ص) شہادت کی تمنا اور آرزو رکھتا ہوں دعا کیجیئے کہ راہ خدا میں شہید ہوجاؤں"_ پیغمبر اسلام(ص) نے اس کے لئے شہادت کی دعا کی تھوڑی مدت گذری تھی کہ ایك جنگ واقع ہوئي اس جوان نے مشتاقانہ طور سے فوجی لباس پہنا، اسلام کے پاسداروں اور جہاد کرنے والوں کے ساتھ اس جنگ کی طرف روانہ ہوگیا، بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمن پر حملہ آور ہوا اور شمشیر سے پے در پے دشمن پر حملہ کرنے لگا اور بالآخر اپنی قدیم امید تك پہونچا اور میدان جنگ میں راہ خدا میں شہید ہوگیا_

خداوند عالم اور فرشتوں کا درود و سلام ہو اس پر، تمام شہیدوں اور غیور اسلام پہ قران ہونے والوں پر_ تمام پیغمبروں کو امر کیاگیا ہے کہ انسانوں کو اللہ تعالی پر ایمان لے آنے کی دعوت دیں، یقین کے درجہ تك پہونچائیں، واضح و روشن خدائي پیغام اور سعادت بخش آئین کو ان کے اختیار میں قرار دیں اور اللہ تعالی کے تقرّب کے راستے

122

بتلائيں

الله تعالى كے واضح پيغام كے علم كے بغير لوگ كس طرح صحيح زندگى كو درك كرسكتے ہيں__ ؟ كس طرح ايمان اور

یقین کے بغیر دنیاوی و اخروی سعادت کو حاصل کرسکتے ہیں؟ واقعا کون سی ذات سوائے خداوند عالم کے لوگوں کی زندگی اور آزادی کے لئے رہنما ہوسکتی ہے؟

پیغمبروں کا سب سے اہم کام لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا ہوتا ہے، ایك انسان کے لئے سب سے قیمتی اور عظیم ترین چیز خدائے وحدہ اور اس کے درست دعؤوں پر ایمان لانا، اس کی عبادت و پرستش کرنا اور اس ذات سے انس و محبت کرنا ہوتا ہے کیونکہ خدا کی معرفت، اس سے محبت کرنا، اس پر ایمان لے آنا اور اس کی اطاعت ہی وہ تنہا ہدف و غایت ہے کہ جس کیلئے تمام جہاں کو خلق کیا گیا اور یہی انسان کے حقیقی ارتقاء کا تنہا راستہ ہے_

' بحرید کا نگل ، براہین ، اسرار و رموز کے بیان کرنے اور دنیا کے عجائب کے اظہار کرنے سے انسان کی فطرت کو کہ جس میں جستجوئے خدا اور حق موجود ہوتا ہے بیدار کرتے ہیں اور زیباترین و عظیم ترین ارزش تك پہونچنے کے لئے حرکت کی راہ اور وہاں تك پہونچنے کے راستے بیلاتے ہیں ۔ دنیا میں نظم ، ہم آہنگی و زیبائی اور شگفتی جو عالم کی خلقت میں موجود ہے ، کی وضاحت کرتے ہیں تا کہ لوگ اللہ تعالی کی قدرت عظمت ، حکمت و دانائی اور توانائی تك رسائی حاصل كرسكیں

اللہ تعالی کی نعمتوں کو لوگوں سے بیان کرتے ہیں اور اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے راہنمائی کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ لوگوں کی خوابیدہ عقل کو بیدار و ہوشیار کرتے ہیں_

123

پیغمبر اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ لوگوں کی بدبختی کا سب سے بڑا عامل اور سبب خدائے مہربان کو فراموش کردینا اور الله تعالی سے کفر، انکار، بے ایمانی اور مادی گری ہوا کرتا ہے_ لوگوں کا سعادت مند ہونے کا تنہا سبب الله تعالی پر ایمان لے آنا اور خدا کی طرف توجہ کرنا ہوتا ہے

واقعاً جو انسان خداپر ایمان نہیں رکھتا وہ کس امید پر زندگی بسر کرتا ہے ۔۔۔ ؟ جو شخص خداوند عالم کے پیغام پر ایمان نہیں رکھتا وہ کس کے پیغام پر ایمان لاتا ہے ۔۔۔ ؟ کون سے پیغام کے سننے سے اپنے آپ کو حیرت اور سرگردانی سے نجات دیتا ہے ؟ کون سے مدہ کے سننے سے اپنے اندرونی اضطراب اور مخفی پریشانی کو سکون دے سکتا ہے ؟ صرف خدا پر ایمان ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کا اندرونی نوری چشمہ پھوٹ سکتا ہے اور باطنی کثافت و روحی تاریکیوں کو برطرف کرسکتا ہے اور یہی مومن کے دل کو اطمینان اور صفا بخشا ہے واقعا مومن الله کی سب سے بہترین مخلوق ہے وہ خدا اور ارتقاء کی راہ کوپالیتا ہے اور اس پر ثابت قدم رہتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے ، ہمیشہ اسی کی یاد حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالی کے دستور کے سامنے سر نیاز خم کردیتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے ، ہمیشہ اسی کی یاد میں رہتا ہے اور اس کی رضا کے حاصل کرنے میں دن رات کو شاں میں رہتا ہے ۔

خلاصہ خدا کے علاوہ دوسروں سے امیدوں کو قطع کر کے صرف خدا ہی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتا ہے، دل کی گہرائی سے خدا سے راز و نیاز کرتا رہتا ہے ، مشکلات اور احتیاجات کے دور رکرنے میں اسی سے پناہ لیتا اور اسی سے مدد مانگتا ہے

خداوند عالم بھی ایسے مومن کو دوست رکھتا ہے، اپنی غیبی قوت اور امداد سے اس کی مدد کرتا ہے لہذا مومن کہ جس کا محبوب خدا اور خدا کا محبوب وہ خود ہے، کسی سے نہیں

124

ڈرتا کیونکہ اس کا حامی خدا ہے لہذا تمام طوفان اورحوادث کے مقابل پہاڑوں کی طرح ثابت قدمی سے مقاومت کرتا رہتا ہے، ہے، مومن ایك آزاد انسان ہوتا ہے جو اللہ كی بندگی كو قبول كر كے طاغوتوں اور ظالمں كی بندگي، زر و جواہر اور جادہ و مقام كی پرستش سے آزاد ہوجاتا ہے، كائنات اور اس میں موجود مخلوق كو خدا كی نشانی جانتا ہے، تمام جہاں كا مدبر اور مدیر خدا كو مانتا ہے_

اس کے ارادہ کو تمام جگہوں پر نافذ مانتا ہے صرف اور صرف اس کے سامنے سرتسلیم خم کرتا ہے اور کسی دوسرے کے سامنے سر ذلت نہیں جھکاتا اور ایك جوان کی طرح ظالموں پر حملہ آور ہوتا ہے، شہادت کی آرزو کرتا ہے اور درجہ شہادت پر فائز ہوجاتا ہے_ پیغمبر، خدائي نظام اور آئین سے ایسے بزرگوار اور آزاد انسان کی جو طالب شہادت ہوتے ہیں تربیت کرتے ہیں_

قرآن كى آيت: الا بذكر الله تطمئن القلوب ____ (1)
"آگاه بوجاؤ كم اطمينان، ياد خدا سے بى حاصل بوتا ہے"

1) سوره رعد آیت نمبر 28

125

سوالات

سوچیئے ور جواب دیجیئے

- 1) اس جوان کا جس نے پیغمبر اسلام (ص) کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اس درس میں کیسے ذکر کیا گیا ہے؟
 - 2) جب پیغمبر (ص) نے اس جوان سے پوچھا کہ تونے صبح کیسے کی تو اس نے کیا جواب دیا تھا؟
 - اس جوان نے اپنے ایمان اور یقین کی علامتیں کون سی بیان کی تھیں؟
 - 4) ___ پیغمبر اسلام (ص) نے اپنے اصحاب سے اس جوان کے با رے میں کیا فرمایا تھا؟
 - 5) پیغمبر اسلام(ص) نے اس جوان کو کس چیز کی وصیت اور سفارش کی تھی؟
- 6) اس جوان کی کون سی آرزو تھی کہ جس کے لئے پیغمبر اسلام(ص) سے دعا کرنے کی خواہش کی تھی؟
 - 7) پیغمبروں کا سب سے اہم کام کون سا ہوا کرتا تھا؟
 - 8) ایك انسان كى عظیم ترین اور بېترین ارزش كون سى ہوتى ہے؟
 - 9) بيغمبر، انسان كي خداجوئي والي فطرت كو كس طرح بيدار كرتا بر؟
 - 10) انسان اور جہان کی خلقت کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے؟
- 11)___ پیغمبروں کی نگاہ میں لوگوں کی بدبختی کا اہم عامل اور سبب کیا ہوتا ہے، اور سعادت کا تنہا سبب کون سا ہوتا ہے؟
- 12)___ مومن انسان کی خصوصیات جو اللہ تعالی کے پیغمبروں کے دستور کے مطابق ترتیب یافتہ ہوتے ہیں کون سی ہوتی ہیں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

126

اللہ تعالی کے لئے کام کرنا پیغمبروں کے برنامے میں سے ایك ہے

انسانوں کوطاغتوں سے آزاد کرنا اور ظالم کے زور کو توڑنا استقامت اور قیام کئے بغیر ممکن نہیں، لیٹروں اور طاغتوں کا ہاتھ محروم و مستضعفین کے جان و مال سے اس وقت تك روكا نہیں جاسكتا جب تك لوگ آزادی اور رہائي کے خواستگار نہ ہوں اور اس كے لئے قیام نہ كریں، اپنی تمام قوت و كوشش كو كام میں نہ لائیں اور اس ہدف و غرض كے لئے جہاد و پائیداری سے كام نہ لیں _

فقر، محرومیت، ظلم، بے عدالتی، جہل، نادانی، تجاوز، سلب امنیت، قانون شکنی اور فساد سے مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ بہت مشکل اور اہم کام ہے کہ جسے سارے افراد کی کوششوں اور عمومی جہاد کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں کیا جاسکتا اس کے لئے شناخت، تمایل، حرکت اور کوشش ضروری ہے اس لئے تمام پیغمبروں کا اصل کام اور سب سے پہلا اقدام ظالموں، مستکبروں اور مفسدوں کے خلاف جہاد کرنا ہوا کرتا تھا_

خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

" ہم نے پیغمبروں کو واضح دلیلیں دے کر بھیجا ہے، ان پر کتاب اور میزان نازل کی ہے تا کہ لوگ عدالت و انصاف کے لئے قیام کریں"_ (حدید آیہ 25)

127

" اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو تم خدا کے لئے قیام کرو اور انصاف کی گواہی دو"_ (سورہ مائدہ آیت نمبر 8) "اے پیغمبر(ص) لوگوں سے کہہ دو کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم دو دو آدمی اور ایك ایك الله تعالى کے لئے قیام كرو" (سبا 26)

تمام پیغمبروں نے مادی گري، شرك و فساد كے خلاف، مستضعف لوگوں كو نجات دینے، عدل و انصاف قائم كرنے اور خداپرستى كو عام كرنے اور انهيں قيام و حركت كرنے كداپرستى كو عام كرنے كے لئے جہاد و قيام كيا ہے لوگوں كے خوابيدہ افكار كو بيدار كيا ہے اور انهيں قيام و حركت كرنے كى دعوت دى ہے:

_ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستی اور ستمگر سے مقابلہ کرنے کے لئے قیام کیا اور نمرود و نمرودیوں سے جنگ کی_

حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی قوم کو فرعون سے نجات دینے کے لئے فرعون سے مقابلہ کیا اور لوگوں کی متفرق طاقت کو آزادی کے لئے یکجا کیا اور ایك ہدف و غرض کے لئے اکتھا کیا_

_ حضرت عیسی علیہ السلام نے جابر لوگوں کے خلاف اور تحریف شدہ قوانین کو زندہ کرنے کے لئے قیام کیا_ _ پیغمبر اسلام (ص) حضرت محمد صلی الله علیہ و آلہ و سلم نے بت پرستی، ظلم اور بے عدالتی سے مقابلہ کرنے کے لئے قیام فرمایا اور اپنے ماننے والوں سے چاہا کہ ہمیشہ ظلم اور ظالم کے دشمن بن کر رہیں اور مظلوم و ستم رسیدہ انسانوں کے یار و مددگار ہوں

اسلام کے حیات بخش قوانین کے اجراء اور جہان کے محرومین کو نجات دینے کے لئے جہاد، قیام اور کوشش کرتے رہیں

128

تحقیق اور تکمیل:

قرآن مجید کی آیات سے اور ان آیات سے کہ جن کا ترجمہ یہاں کیا گیا ہے یوں نتیجہ نکلتا ہے:

1)___ قیام اور جہاد، اللہ تعالی کے قوانین کے اجراء اور ظالموں کے ہاتھ کو لوگوں کے جان مال سے روکنا، ہر قسم کے ظلم و فساد، شرك و بے عدالتی کو ختم کرنا فرائض دینی اور دستور مذہبی کا اہم و اصلی جزء ہے اور اسے دین کے سر فہرست ہونے کا درجہ حاصل ہے_

2)___ مفسد و متجاوز کا مقابلہ کرنا تمام انسانوں کا عمومی فریضہ ہے اور تمام کے تمام لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اور ا انھیں ایك دوسرے کی مدد و تعاون کر کے اس کے لئے قیام اور تحریك کو آگے بڑھانا چاہیئے_

8)____ اگر کچھ لوگ اس کی انجام دہی میں کوتاہی و سستی کریں تو دوسرے لوگوں سے یہ فریضہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ ہر
 آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ یك و تنہا قیام کرے اور اپنی طاقت کے مطابق اس فریضہ کو انجام دے اور دوسرے لوگوں كو
 بھی اپنی مدد کرنے کی دعوت دے

4)___ اس قیام و جہاد میں غرض و ہدف خدا کی ذات اور اس کی رضا ہونی چاہیئے اور اس سے غرض خودخواہی اور حکومت طلبی نہ ہو_ قرآن مجید خاص طور سے حکم دیتا ہے کہ قیام اور جہاد کی غرض الله تعالی کی خوشنودي، قوانین و احکام الہی کا جاری کرنا اور مخلوق خدا کی سعادت، نجات اور عدل الہی کے پھیلاؤ کے علاوہ اور کچھ نہ ہو_

5)___ قیام اور جہاد میں عدالت کی رعایت کی جانی چاہیئےور جہاد کرنے

129

والوں کو حدود عدالت سے خارج نہیں ہونا چاہیئے اور خود انھیں ظلم کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے_ یہ ہمارا فریضہ ہے کہ انقلاب اسلامی کے پھیلاؤ اور باقی رکھنے کے لئے اپنی پوری طاقت و قوت سے ظالموں اور مستكبروں پر غلبہ حاصل كرنے كے لئے قيام و جہاد كريں اور جب تك تمام اسلامى احكام اور نجات دينے والا يہ پيغام " لا الم الا اللہ" دنيا كے كونے كونے تك نہ پھيل جائے اپنى كوشش اور سعى كو ختم نہ كريں_

قرآن کی آیت:

قل انّما اعظكم بواحدة ان تقوموا لله مثنى و فرادى ____(1)

"كہد دو كد ميں ايك چيز كى تمهيں نصيحت كرتا ہوں اور وہ يد كد دو دو اور ايك الله كے لئے قيام كرو"

------ 1) سوره سبا آیت 46 130

سو الات

سوچیئے اور جواب دیجیئے

- 1)___ خداوند عالم نے قرآن مجید میں لوگوں کو راہ خدا میں جہاد کرنے، عدالت اور انصاف کو پھیلانے کی دعوت دی ہے_ اس درس میں سے تین آیات کا اس بارے میں ترجمہ پیش کیجیئے _
 - 2) جہاد کی غرض کیا ہونی چاہیئے؟ وہ شرائط جو جہاد اور قیام الہی کے لئے ضروری ہیں انھیں بیان کیجیئے
- 3)___ ظالم اور مفسد کا مقابلہ کرنا کس کا فریضہ ہے، اگر ایك گروہ اس فریضہ کی ادائیگی میں سستی کرے تو دوسروں کا کیا فریضہ ہوتا ہے؟
 - 4)___ اسلامی انقلاب کو وسعت دینے کے لئے ہمارا کیا فریضہ ہے، کب تك ہم اس کی کوشش کرتے رہیں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

131

مركز توحيد (1)

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا پرستوں اور توحید کے پیغمبر تھے، آپ اللہ تعالی کی طرف سے پیغمبری کے لئے چنے گئے تھے، آپ اللہ تعالی کی طرف سے پیغمبری کے لئے چنے گئے تھے، آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ پورے عالم میں خداپرستی کا پیغام پہونچائیں اور اسے عام کریں، آپ نے توحید کی دعوت ایك متمدن شہر بابل سے شروع کی اور اپنے زمانہ کے طاغوت نمرود سے مقابلہ کیا ایك زمانہ تك آپ بت پرستی اور شرك سے مقابلہ کرتے رہے لوگوں کو خدا کی عبادت اور اللہ تعالی کے حیات بخش فرامین کی اطاعت کرنے کی طرف دعوت دیتے رہے_

پاکباز لوگوں کا ایک گروہ آپ پر ایمان لے آیا آپ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لئے مصر، شام اور فلسطین کی طرف بجرت کرتے رہے تا کہ توحید کو تمام ممالک میں بجرت کرتے رہے تا کہ توحید کو تمام ممالک میں صادر کرسکیں، آپ نے اس کے لئے بہت کوشش کی اور بہت زیادہ تکالیف اٹھائیں _ تمام جگہوں میں اس زمانہ کے ظالموں اور طاغتوں کی شدید مخالفت کا آپ کو سامنا کرنا پڑا

ایك گروہ كى جہالت و نادانی اور غفلت نے آپ كے اس كام كو دشوارتر كردیا تھا جس كى وجہ سے آپ كو زیادہ كامیابی نہ مل سكی لیكن یہ عظیم پیغمبر اللہ تعالی كے اس حكم كى بجاآوری میں پكّے ارادے سے ثابت قدم رہے اور كبھی دلسرد اور نہ تھكے_ آپ كے ارادہ كا اہم فیصلہ ایك جگہ كو توحید كا مركز بنانا تھا آپ نے اللہ تعالی كے حكم كے ماتحت

132

پكًا ارادہ كرليا تھاكہ توحيد اور خداپرستىكا ايك مضبوط مركز بنائيں گے تاكہ خداپرست معتقد حضرات وہاں اكتہے ہوں ايك دوسرے سے آشنائي و شناسائي پيداكريں اور توحيد و خداپرستىكا حيات بخش پيغام وہاں سے لے كر تمام عالم كے كانوں تك پہونچائيں اور خداپرستىكى طرف بلائيں اسكانوں تك پہونچائيں اور خداپرستىكى طرف بلائيں اسكام مركز كہاں بنائيں؟ اس غرض كے لئے بہترين نقطہ كون كون سا ہوسكتا ہے اور وہ كون سى خصوصيات كا حامل ہو؟

اللہ تعالی نے اس غرض کے لئے خانہ کعبہ کو منتخب کیا اور حضرت ابر اہیم علیہ السلام کو اس کی نشاندہی کی کیونکہ خانہ کعبہ قدیم زمانہ سے توحیدپرستوں کا معبد تھا، خانہ کعبہ کو سابقہ پیغمبروں نے بنایا تھا اسی لئے خداپرستوں کے لئے مورد توجہ تھا اور کبھی نہ کبھی لوگ وہاں جایا کرتے تھے_

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالی کے حکم سے اپنی بیوی اور بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ روانہ ہوئے جب مکہ پہونچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جبرئیل کی راہنمائی میں مخصوص اعمال امناسك حج" بجالائے جب اعمال بجالا چکے تو اپنی بیوی اور بیٹے سے کہا کہ "اللہ تعالی کی طرف سے مجھے حکم ملا ہے کہ تمھیں کعبہ کے قریب رکھوں اور میں خود حکم الہی کی تعمیل کے لئے فلسطین چلا جاؤں ، تم یہیں رہ جاؤ خانہ کعبہ کے زائرین کی مہمان نوازی کرو، اس کے آباد کرنے اور پاکیزہ بنانے میں کوشش کرو، خدا چاہتا ہے کہ یہ توحید، خداپرستی کا معبد و مرکز قرار پائے اور تم بھی توحید کے محافظ اور پاسدار رہنا، بردبار و فداکار ہونا، مسافرت، تنہائی و مشکلات سے نہ کھبرانا کیونکہ یہ تمام اللہ کے راستے اور خلق خدا کی خدمت کے مقابلہ آسان ہیں خدا تمهارا مددگار اور محافظ ہے"

حضرت ابراہیم (ع) نے بیوی اور اپنے فرزند جناب اسماعیل (ع) کو الوداع کہا اور فلسطین کی طرف روانہ ہوگئے، آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور ان سے دور ہوتے جا رہے تھے

133

اور دور سے انھیں دیکھتے جا رہے تھے ایك چھوٹے سے بچّے كو اس كى ماں كے ساتھ ایك دّرے میں اور شاید ایك درخت كے نیچے تنہا چھوڑ كر جا رہے تھے _ آخرى وقت جب كہ پھر انھیں دیكھ نہ سكتے تھے كھڑے ہوگئے، ان كى طرف نگاہ كى، اپنے ہاتھوں كو آسمان كى طرف بلند كيا اور كہا:

"پروردگار تیری امید اور سہار ے پر اپنے خانوادے کو اس خشك پہاڑ کے دامن میں تیرے گھر کے قریب چھوڑ کر جا رہا ہوں تا كہ يہ تيری عبادت و پرستش اور نماز كو برپا كريں_

خدایا لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف متوجہ کر اور زمین کے دانوں اور میووں کو ان کا نصیب قرار دے_ پروردگار اس جگہ کو امن کا حرم قرار دے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے دور رکھ_

خدایا بت پرستی اور شرك نے بہت سے لوگوں كو گمراہی اور بدبختی میں ڈال ركھا ہے_ پروردگار مجھے، میری اولاد اور خاندان كو نماز برپا كرنے والوں میں سے قرار دے اور ہماری دعاؤں كو قبول فرما"

ں کے بعد آپ نے آخری نگاہ بیوی اور چھوٹے فرزند پر ڈالی اور یك و تنہا فلسطین کی طرف روانہ ہوگئے_ قرآن کی آیت

ربّنا انى اسكنت من ذريّتى بواد غير ذى زرع عند بيتك المحرم ربّنا ليقيموا الصّلاةفاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم و ارزقهم من الثّمرات لعلّهم يشكرون

134

"پرودگار میں نے اپنے خانوادہ کو ایك بے آباد وادی تیرے گھر کے ہمسایہ میں سکونت دی ہے، ہمارے پروردگار اس لئے كہ نماز كو برپا كريں ، لوگوں كے دلوں كو ان كى طرف متوجہ كرو اور زمين كے ميوہ جات ان كى روزى قرار دے تا كہ تيرا شكر ادا كريں" (1)

1) سوره ابرابيم آيت 37

135

مركز توحيد (2)

تنہا بوڑھا انسان ایك عصا اور تھوڑا سا سامان پشت پر ڈالے راستے كے پیچ و خم كو طے كرتے ہوئے فاسطين كى طرف جا رہا ہے تا كہ وہاں كے لوگوں كو الله تعالى كى عبادت و اطاعت كى طرف بلائے اور ظالموں كى اطاعت و فرمانبردارى

سے روکے_

فداکار خاتون ہاجرہ اپنے چھوٹے فرزند کے ساتھ ایك پتھر کے کنارے بیٹھی سورج کے غروب ہونے کا انتظار کر رہی تھی _ کیا اس خشك و خالی درّے میں زندگی کی جاسكتی ہے؟ کیا اس بلند و بالا پہاڑ کے دامن میں رات کو صبح تك کاٹا جاسكتا ہے؟ کسكتا ہے؟ کیا کوئی یہاں ہمسایہ ڈھونڈا جاسكتا ہے؟

لبیك نہ كہا چنانچہ نیچے اتریں اس وقت سورج نظر نہیں آرہا تھا پھر سامنے والے پہاڑ پر چڑھیں سورج كو ديكھا

136

اور خوشحال ہوگئیں اور مدد کے لئے آواز دی لیکن کسی نے جواب نہ دیا_

ان دو پہاڑوں کے درمیان سات دفعہ فاصلہ طے کیا یہاں تك كہ رات ہوگئي اور جناب ہاجرہ تهك گئیں وہ اپنے چھوٹے فرزند کے پاس گئیں اور نیم تاریك و خاموش فضا میں بچے كو گود میں لیا اپنے كو اور اپنے فرزند كو الله كے سپرد كر كے درخت كے كنارے پتھر پر لیٹ گئیں

روزانہ جناب ہاجرہ اور حضرت اسماعیل (ع) خانہ کعبہ کی خدمت کرتے اور اسے پاکیزہ رکھنے میں مشغول رہتے تھے، خانہ کعبہ کی دیوار گرگئی تھی مٹی اور کوڑا و غیرہ صاف کیا اور اس چھوٹے گھر میں عبادت و نماز میں مشغول رہنے لگے _ تھوڑے دنوں کے بعد کئی ایك لوگ خانہ كعبہ كی زیارت كے لئے مكّہ آئے ایك عورت اور چھوٹے بچے كو دیكھ كر تعجب كیا اور ان سے ان كے حالات پوچے جناب ہاجرہ نے جواب دیا كہ:

"ہم او لالعزم پیغمبر حضرت ابراہیم (ع) کے گھرانے سے ہیں انھوں نے حکم خدا سے ہمیں یہاں رہنے کو کہا ہے تا کہ خانہ کعبہ کی خدمت کرتے رہیں اور اسے زیارت کرنے والوں کے لئے صاف ستھرا اور آباد کئے رکھیں"_

اس قدیم خانہ کعبہ سے علاقہ رکھنے والے زائرین نے مختلف ہدیئے انھیں دیئےور آہستہ آہستہ کعبہ کے زائرین زیادہ ہونے لگے، خداپرست اور موحّد لوگ گروہ در گروہ کعبہ کی زیارت کو آتے اور جناب ہاجرہ حضرت اسماعیل (ع) کی خدمتوں کے صلہ میں ہدیہ پیش کرتے تھے_

حضرت اسماعیل (ع) اور آپ کی والدہ ماجدہ زائرین کعبہ کی خدمت کرتی تھیں آپ کی زندگی کا سہارا چند گوسفند تھے جناب اسماعیل (ع) گوسفندوں کو چراتے اور ان کے گوشت

137

و پوست سے غذا و لباس مہیا کرتے تھے _ انھیں ایام میں عربوں کے کئي گروہ جو مکّہ سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے جناب اسماعیل (ع) اور حضرت ہاجرہ سے اجازت لے کر وہاں آباد ہوگئے_

جناب ابراہیم علیہ السلام بھی خانہ کعبہ کی زیارت کرنے اور اپنے اہل و عیال کے دیدار کے لئے مکّہ معظمہ آیا کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی رونق، آبادی اور روز بروز زائرین کی زیادتی سے خوشحال ہوا کرتے تھے ایك سفر میں جب آپ مكّہ آئے ہوئے تھے تو اللہ تعالی کے حکم سے ارادہ کیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں اس بارے میں آپ نے جناب اسماعیل علیہ السلام سے گفتگو کی اس وقت جناب اسماعیل (ع) جوان ہوچکے تھے آپ نے اپنے والد کی پیش کش کو سراہا اور وعدہ کیا کہ باپ کی اس میں مدد کریں گے_

کام شروع ہوگیا جناب اسماعیل (ع) پتھر اور گارا لاتے اور جناب ابراہیم (ع) کعبہ کی دیوار کو بلند کرتے_ دوسرے لوگ بھی اس میں آپ کی مدد کرتے اور تعمیر کا سامان لے آتے، ایک سیاہ پتھر جو آثار قدیمہ کے طور پر باقی رہ گیا تھا اور سابقہ انبیاء (ع) کی نشانی و یادگار تھا اسے آپ نے دیوار کی ایک خاص جگہ پر نصب کردیا_ جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا:

"پروردگارا توحید اور خداپرستی کے گھر کی تعمیر کردی تا کہ یہ دنیا کے لوگوں کی عبادت و آزادی کا مرکز ہو، پروردگارا ہمارا یہ عمل قبول فرما اور ہمیں اپنے حکم کی اطاعت کرنے کی توفیق عنایت فرما_ میری اولاد سے مسلمانوں کی ایسی جماعت پیدا کر جو تیرے دستور کے ماننے والے اور فرمانبردار ہوں اور میری اولاد میں سے ایك پیغمبر مبعوث فرماتا کہ تیری کتاب کی آیتوں کو لوگوں کے لئے پڑھے

اور انھیں حکمت و کتاب کا درس دے، ان کے نفوس کا تذکیہ و تکمیل اور پرورش کرے_ پروردگار اس مقدس مکان کو امن کا حرم قرار دے، مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے دور رکھ اور اپنی برکت و نعمت کو اس مقدس مکان کے رہنے والوں کے لئے زیادہ فرما"

اس کے بعد آپ ایك بلند پہاڑ پر جو یہاں سے نزدیك تھا اور اسے كوہ ابوقیس كہا جاتا ہے گئے اور اپنے ہاتھوں كو كانوں پر رکھ کر بلند آواز سے یوں پکارا:

۔ " اے حجاز کے لوگو اے ساری دنیا کے لوگو توحید اور خداپرستی کے مرکز کی طرف آؤ شرك و ذلت اور بت پرستی سے

اسی زمانہ سے خانہ خداپرستوں کی عبادت و اجتماع کا مرکز بن گیا ہے اور جو چاہے جناب ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیّك كہر، خانہ كعبہ كى طرف جائے، خدا كى عبادت كرے وہاں موحّد مومنین كو دیكھے، مشكلات كے حل كے لئے ان سے گفتگو کرے، تمام لوگوں کی ظلم و ستم اور ذلت و شرك سے رہائی کے لئے مدد کرے، ایك دوسرے سے ہمكاری و اتحاد کا عہد و پیمان باندھے اور سب مل کر کوشش کریں کہ اس مقدس خانہ کعبہ کو ہمیشہ کے لئے آباد اور آزاد رکھیں و اذا يرفع ابرابيم القواعد من البيت و اسماعيل ربّنا تقبّل منّا انّك انت السميع العليم ___ (1) "جب حضرت ابراہیم (ع) خانہ کعبہ کی دیواریں حضرت اسماعیل (ع) کے ساتھ مل کر بلند کر رہے تھے تو کہا اے

پروردگار ہمارے اس عمل کو قبول فرما تو سننے والا اور دانا ہے"

1) سوره بقره آیت 127

139

سوالات

- 1) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد توحید کا مرکز بنانے سے کیا تھا؟
- 2) سب سے قدیم عبادت گاہ کہاں ہے، ابر اہیم علیہ السلام سے پہلے کن حضرات نے اسے بنایا تھا؟
- 3) حضرت ابراہیم علیہ السلام کن کے ساتھ مکہ معظمہ آئے تھے، حج کے اعمال کس کی راہنمائی میں بجالائے تھے؟
 - 4) ___ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آخری وقت کہ جس کے بعد وہ بیوی اور بچّہ کو نہ دیکھ سکتے تھے کیا دعا کی تھی، آب کی دعاؤں میں کن مطالب کا ذکر تھا؟
 - 5) حضرت ہاجرہ (ع) دو پہاڑوں کا فاصلہ کس حالت میں طر کر رہی تھیں اور یہ کتنی دفعہ طر کیا تھا؟
- 6) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ خانہ کعبہ کو تعمیر کریں تو یہ کس کے سامنے گفتگو کی اور اس نر اس کا کیا جواب دیا؟
 - 7) جب خانہ کعبہ کی تعمیر میں کس نے آپ کی مدد کی اور وہ کیا کام انجام دیتے تھے؟
- 8) جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئي تھی تو حضرت ابراہیم (ع) نے دعا کی تھی اس دعا میں آپ نے کیا کہا تھا اور آپ نے خداوند عالم سے کیا طلب کیا تھا؟
 - 9) آپ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد کون سے پہاڑ پر گئے تھے اور لوگوں کو کس چیز کی دعوت دی تھی؟
 - 10) جو لوگ جناب ابر اہیم (ع) کی آواز پر لبیك كہتے ہوئے خانہ كعبہ جاتے ہیں ان کے وہاں کیا فریضے ہوتے ہیں، ہر سال حج میں مسلمانوں کا کیا فریضہ ہوتا ہے؟

140

دین یہود

حضرت موسی (ع) یہودی نامی دین لائے، حضرت موسی (ع) جناب عیسی (ع) سے 1500 سال پہلے مصر کی سرزمین میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام حضرات عمران تھا_ حضرت موسی (ع) اولوالعزم پیغمبر تھے قرآن مجید میں آپ کا متعدد جگہ ذکر ہوا ہے آپ کی بنی اسرائیل قوم جو مستضعف اور مظلوم تھی کی مدد اور حمایت کرنے کا قصہ اور بالخصوص آپ کا فرعون جیسے ظالم و مغرور سے مقابلہ کرنے کا قصہ قرآن مجید میں متعدد جگہ ذکر ہوا ہے_
حضرت موسی (ع) چالیس سال کے تھے کہ آپ کو خداوند عالم نے پیغمبری کے لئے مبعوث کیا اور آپ کو حکم دیا کہ اپنے زمانہ کے طاغوت سے مقابلہ کریں اور بنی اسرائیل کی مظلوم قوم کو فرعون کی غلامی اور قید و بند سے آزاد کر ائیں،خداوند عالم کی عبادت اور بندگی کی طرف لوگوں کو بلائیں حضرت موسی (ع) نے اپنے اس آسمانی فریضہ کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ کی_

ابنداء میں آپ نے فرعون سے وعظ و نصیحت اور نرمی سے کام لیا اس کے بعد آپ نے اس سے گفتگو کی اور پروردگار عالم کی خدائی کی اور اس کی ربوبیت اور اپنی رسالت کے لئے دلیل و شاہد سے کام لیا اپنی رسالت کے لئے فرعون اور اس کی عالم کی عجزہ و کھلایا اور اپنے عصا کو خدا کے اذن سے ایك بہت بڑے غضبناك ادبا کی صورت میں پیش کیا جادوگروں کے سامنے ایك واضح معجزہ بیان کیا، آپ کا عصا ایك بڑے سانپ کی صورت میں ظاہر ہو اور جن چیزوں کو جادوگروں نے زمین پر ڈالا تھا انھیں نگل لیا لیکن نہ نصیحت، نہ موعظہ، نہ گفتگو، نہ مباحثہ، نہ دلیل، نہ برہان اور نہ واضح و روشن معجزہ نے فرعون

141

کے سخت اور تاریك دل پر اثر كیا اور وہ اپنے ظلم و ستم پر باقى رہا_

حضرت موسی (ع) نے ایك بہت طویل مدت تك بنی اسرائیل كے لئے خداپرستی كی ترویج اور تبلیغ كی لیكن ظالم فر عون اپنے ظلم و سے وابستہ تهیں اور اپنے ظلم و ستم ڈھانے پر باقی رہا_ بنی اسرائیل كی ذلیل و مظلوم قوم كی تمام امیدیں جناب موسی (ع) سے وابستہ تهیں اور آپ بنی اسرائیل كے متعلق راہ حل سوچ رہے تھے تا كہ اس محروم اور مظلوم قوم كو ہمیشہ كے لئے اس زمانہ كے طاغوت و ظالم سے نجات دیں

اس زمانہ کے سخت حالات میناس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھی کہ بنی اسرائیل کی قوم کو مصر سے نکال لیا جائے اور انھیں طاغوت زمانہ کے قید و بند سے آزاد کرایا جائے چنانچہ حضرت موسی (ع) نے خدا کے حکم سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا اور آپ نے بنی اسرائیل کے سرداروں سے بھی ہجرت کرنے کے بارے میں مشورہ کیا انھوں نے آپ کے اس ارادہ سے اتفاق کیا اور مخفی طور سے انھوں نے اپنی زندگی کے اسباب و اثاثے کو اکٹھا کیا اور ہجرت کرنے کے لئے تیار ہوگئے

بنی اسرائیل ایك تاریك رات میں بغیر اطلاع دیئےضرت موسی (ع) كی رہبری میں مصر سے نكل پڑے اور جادی سے صحرائے سینا كی طرف بڑعنے لگے ہزاروں مرد اور عورتیں، چهوٹے بڑے، سوار اور پیادہ تیزی سے تمام رات اور دوسرے دن راستہ طے كرتے رہے جب صبح كے وقت فرعونی جاگے اور اپنے كار و بار پر گئے تو كافی انتظار كے بعد بھی بنی اسرائیل مزدور كام پر حاضر نہ ہوئے یہ خبر شہر میں پھیل گئے لوگ ان كی جستجو میں نكلے بعد میں معلوم ہوا كہ بنی اسرائیل رات كے وقت شہر سے نكل كر بھاگ گئے ہیں_

یہ خبر فرعون تك پہونچی اس نے ایك لشكر كے ہمراہ بنی اسرائیل كو پكڑنے كے لئے ان كام پیچها كيا_ حضرت موسى (ع) كے حكم سے بنی اسرائیل دریا كی طرف جلدی میں بڑھ رہے تھے اور فرعون

142

اور اس کا لشکر ان کا پیچھا کر رہا تھا جب بنی اسرائیل دریا کے نزدیك پہونچے تو راستہ کو بند پایا اور فرعون کا لشكر ان

کے پیچھے آرہا تھا

فرعون کے لشکر کے نزدیك پہونچنے سے بنی اسرائیل وحشت زدہ اور مضطرب ہوگئے خدا نے بند راستے کو ان کے لئے کھول دیا اور جناب موسی (ع) کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر ماریں حضرت موسی (ع) نے اپنا عصا دریا پر مارا دریا شگافتہ ہوگیا اور بارہ وسیع راستے دریا کے وسط میں بن گئے بنی اسرائیل دریا میں داخل ہوگئے جب بنی اسرائیل کا آخری فرد دریا میں داخل ہوگیا تو اللہ تعالی کے حکم سے بکدم پانی آپس میں مل گیا فرعون اور اس کے تمام لشکر کو دریا نے اپن لیپٹ میں لے لیا فرعون اور اس کے تمام لشکر کو غرق کردیا اور رہتی دنیا کے لئے فرعون کی ذلت و شکست عبرت کے طور پر تاریخ میں باقی رہ گئی وہ اس کے علاوہ آخرت میں اپنے مظالم کی سزا پائے گا

بنی اسر آئیل اس کا دور سے تماشا دیکھ رہے تھے اور فرعونیوں کی ہلاکت سے خوشحال تھے اور اپنے آپ کو فرعونیوں کے قید و بند سے آزاد پا رہے تھے اب وہ اللہ تعالی کے دستور اور اس کے قوانین کے مطابق ایک جدید معاشرہ تشکیل دینے کے پابند تھے لیکن اس وقت تک ان کے لئے نہ کوئی قانون اور نہ ہی عبادات کی رسومات موجود تھیں اس لئے کہ ابھی تک نہ توان کے لئے نہ کوئی احکام و قوانین نازل ہوئے تھے

143

بنی اسرائیل کی طرف واپس لوٹ آئیں_

حضرت موسی (ع) نے یہ قصہ بنی اسرائیل سے بیان کیا اور اپنے بھائی جناب ہارون کو اپنا جانشین مقرر کیا جناب موسی (ع) بنی اسرائیل کی حکومت اور انتظام کو ان کے سپرد کر کے کوہ طور کی طرف روانہ ہوگئے_ آپ تیس دن تك وہاں راز و نیاز اور عبادت میں مشغول رہے اور اللہ تعالی کے حکم سے مزید دس دن رہے_

آپ نے اللہ تعالی کی طرف سے دین یہود کے احکام و قوانین کو لوح کی صورت میں حاصل کیا اور چالیس دن ختم ہونے کے بعد بنی اسرائیل کے پاس واپس لوٹ آئے ان الواح کو کتابی صورت میں جمع کیا کہ جسے توریت کا نام دیا گیا (اگر چہ اب یہ اصلی توریت باقی نہیں رہی اور اب ایك تحریف شدہ توریت موجود ہے) جب بنی اسرائیل صاحب کتاب ہوگئے تو ان كو استقلال حاصل ہوگیا اور انہیں اجتماعی و مذہبی تشخیص حاصل ہو اب ان کے پاس قانون موجود تھا فداكار و آگاہ رہبر حضرت موسی (ع) جیسا موجود تھا فداكار و آگاہ رہبر

خداوند عالم نے ان کے لئے د نیا و آخرت کی ترقی کے اسباب مہیا کردیئے ہے لیکن افسوس کہ انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور بہانے و خود خوابی او رناشکری کرنا شروع کردیا یہاں تك کہ ایك د ن گوسالہ پرستی شروع کردی اور کبھی حضرت موسی علیہ السلام سے کہتے کہ ہمیں اللہ تعالی کامشاہدہ کراؤ تا کہ ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں حالانکہ خداوند عالم جسم و جسمانیت نہیں رکھتا کہ جسے آنکھوں سے دیکھا جاسکے

ایك دن حضرت موسی (ع) سے كہتے كہ ہمارے لئے بھونے ہوئے مرغے آسمان سے لاكر دو_ ایك دن كہتے كہ ہم مرغ اور كباب نہیں چاہتے بلكہ ہم دال اور پیاز چاہتے ہیں

الحاصل بنی اسرائیل اعتراض کرتے اور اپنے پیغمبر و رہبر کے احکام و دستور سے

144

سرپیچی اور بے اعتنائي کرتے اس ناشکری اور بلاوجہ اعتراض کی وجہ سے چالیس سال تك انھیں بیابانوں میں سرگرداں كيا_

145

سوالات

سوچیئے اور جواب دیجئے

- 1) ____ ابتداء میں حضرت موسی (ع) کی ذمہ داری کیا تھی، آپ نے اس ذمہ داری کو کس طرح ادا کیا اور فرعون سے کس طرح کا سلوك کیا؟
 - 2)___ حضرت موسى (ع) كا معجزه كيا تها، فرعون كے نزديك كيوں يہ معجزه ظاہر كيا؟

- 8) ____ بنی اسرائیل کی قوم کو نجات دینے کے لئے جناب موسی (ع) نے کیا سوچا اور کس طرح آنحضرت نے بنی اسرائیل کی قوم کو فرعون سے نجات دلوائی؟
 - 4) ___ بنی اسرائیل دریا سے کیسے گذرے، دریا نے فرعون اور اس کے لشکر کو کس طرح ڈوبایا؟
- 5)___ حضرت موسی (ع) کی کتاب کا کیا نام ہے، ان الواح کو حضرت موسی (ع) نے کہاں سے اور کتنی مدت کی عبادت اور راز و نیاز کے بعد اللہ تعالی سے حاصل کیا تھا؟
 - 6)___ بنی اسرائیل کس وجہ سے چالیس سال تك بیابانوں میں سرگرداں رہے؟
 - 7)___ ہم مسلمانوں کا حضرت موسی (ع) اور دوسرے انبیاء کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

146

دین عیسی علیہ السلام

عیسوی اور نصرانی دین کو حضرت عیسی علیہ السلام خداوند عالم کی طرف سے لائے حضرت عیسی (ع) اولوالعزم پیغمبروں میں سے ایك تھے پیغمبر اسلام (ص) کی ولادت سے 570 سال پہلے بیت اللّم جو فلسطین کے شہروں میں سے ایك شہر ہے متولد ہوئے آپ کی والدہ حضرت مریم (ع) الله تعالی کے نیك بندوں میں سے ایك اور دنیا کی عورتوں میں سے ایك شہر ہے متاز خاتون تھیں _ آپ بیت المقدس میں دن رات الله تعالی کی نماز اور عبادت میں مشغول رہتیں _ آپ ایك لائق، پاكدامن اور پربیزگار خاتون تھیں آپ کے بیٹے حضرت عیسی علیہ السلام نے گہوارہ میں لوگوں سے بات کی، اپنی نبوت و پیغمبری کی خبر دری اور کہا:

"میں اللہ کا بندہ ہوں خداوند عالم نے مجھے پیغمبر قرار دیا ہے اور مجھے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کے لئے کہا ہے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی ماں کے ساتھ نیك سلوك اور مہربان بنوں، اللہ نہیں چاہتا کہ میں ظالم، شقی اور بدبخت بنوں" آپ نے بچپن کا زمانہ پاکیزگی سے کاٹا اور جب سن بلوغ تك پہونچے تو آپ کو رسمی طور سے حکم دیا گیا کہ لوگوں کی ہدایت اور تبلیغ کریں حضرت عیسی علیہ السلام یہودیوں کے درمیان مبعوث ہوئے اور یہودیوں کے احکام و قوانین اور توریت کی ترویج کرتے تھے اور ان لغویات و فضولیات اور خرافات سے جویہودیوں کے دین میں جاہلوں و مفسدوں کی طرف سے داخل کردی گئی تھیں مقابلہ کیا کرتے تھے، اصلی توریت لوگوں کے سامنے پڑھا کرتے تھے اور

147

اس کی تفسیر و معنی بیان کیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ اپنی کتاب سے جو آپ پر نازل ہوئي تھی جس کا نام انجیل تھا وہ بھی لوگوں کے سامنے پڑھا کرتے تھے_

حضرت موسی (ع) کی آسمانی کتاب توریت، زمانے کی طوالت اور گوناگون واقعات کے پیش آنے کی وجہ سے تحریف کردی گئی اور ناروا قسم کے افکار و عادات دین کے نام پر یہودی قوم کے درمیان رائج ہوگئے حضرت عیسی علیہ السلام کی کوشش ہوتی تھی کہ وہی اصلی حضرت موسی کے صحیح احکام و قوانین کی ترویج و تبلیغ کریں اور ان خرافات و اوہام باطلہ کا مقابلہ کریں جو موسی (ع) کے دین میں د اخل ہوگئے تھے

حضرت عیسی علیہ السلام اپنے کو پیغمبر خدا ثابت کرنے کے لئے انن الہی سے لوگوں کو معجزے دکھلاتے تھے، مردہ کو زندہ کرتے تھے، مادر زاد اندھوں کو بینا کرتے تھے، لولے اور مفلوج کو شفا دیتے تھے، مٹی سے پرندہ کا مجسمہ بناتے اس میں پھونك مارتے وہ مجسمہ زندہ ہوجاتا اور پر مار کر ہوا میں پرواز کر جاتا تھا اور لوگ جو کچھ کھاتے اور گھر میں ذخیرہ کرتے اس کی خبر دیتے تھے

حضرت عیسی (ع) بہت ہی سعی و کوشش سے اپنی رسالت کے ادا کرنے میں مشغول تھے پند و نصیحت اور موعظہ بیان کرتے تھے دیہاتوں اور شہروں میں جاتے اور لوگوں کو نہایت صبر و حوصلہ سے ہدایت کرتھے تھے اس کے نتیجہ میں

ایك گروہ آپ پر ایمان لے آیا اور آپ كو دعوت كو قبول كیا اور آہستہ آہستہ ان میں اضافہ ہوتا گیا_ آپ پر ایمان لانے والوں میں سے ایك گروہ بہت سخت آپ كا معتقد تھا ہمیشہ آپ كے ساتھ رہتا تھا اور نہایت خلوص و فداكارى سے آپ كى حمایت اور اطاعت كرتا تھا

یہ بارہ آدمی تھے کہ جن کو حواریین کا لقب دیا گیا یہی بارہ آدمی حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد اطراف عالم میں گئے اور جناب عیسی علیہ السلام کے دین کو پھیلا یا حضرت عیسی علیہ السلام بہت

148

سادہ زندگی بسر کرتے تھے، سادہ لباس پہنتے اور بہت تھوڑی و سادہ غذا کھاتے تھے، آپ مظلوموں کی مدد کرتے اور محروم طبقہ پر بہت مہربان تھے لیکن ظالموں اور مستکبروں کے ساتھ سخت ناروا سلوك کرتے اور ان سے مقابلہ کیا کرتے تھے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے اور ان سے دلسوزی و خلوص سے پیش آتے تھے اور لوگوں کو بھی مہربان و احسان کرنے کی دعوت دیتے تھے

آپ متواضع و خوش اخلاق تھے اور اپنے حوایین سے بھی کہتے تھے کہ لوگوں سے مہربان اور متواضع بنین آپ نے ایك دن اینے حوایین سے فرمایا کہ:

"تم سے میری ایك خواہش ہے_ انہوں نے جواب دیا كہ آپ بیان كیجیئے پ جو كچھ چاہیں گے ہم اسے پورا كریں گے_ كیا تم بالكل نافرمانی نہیں كروگے؟ ہرگز نافرمانی اور سركشی نہیں كریں گے_ آپ نے فرمایا پس یہاں آؤ اور بیٹھ جاؤ_ جب تمام لوگ بیٹھ چكے تو آپ نے پانی كا برتن لیا اور فرمایا كہ تم مجھے اجازت دو كہ میں تمھارے پاؤں دھوؤں_ آپ نے نہایت تواضع سے تمام حواریین كے پاؤں دھوئے حواریین نے كہا كہ اس كام كو بجالانا ہمیں لائق اور سزاوار تھا حق تو یہ تھا كہ ہم آپ كے پاؤں دھوتے_ آپ نے فرمایا نہیں ہیں اس كام كے بجالانے كا حق دار اور سزاوار ہوں علماء اور دانشمندوں كو چاہیئے كہ وہ لوگوں كے سامنے تواضع بجالائیں ان كی خدمت كریں اور ان كی پلیدی و كثافت كو دور كریں میں نے تمھارے پاؤں دھوئے ہیں تا كہ تم اور دوسرے علماء اسی طرح لوگوں كے سامنے تواضع كریں اور سمجھ لیں كہ دین و دانش تواضع و فروتنی سے ترویج باتا ہے نہ كہ تكبر

149

اور خود خواہی سے جس طرح گھاس اور نباتات نرم زمین میں سے اگتے ہیں دین اور دانش بھی پاك اور متواضع سے پرورش پاتا ہے"

الله تعالی کے نزدیك اس قسم کی پسندیدہ رفتار کی وجہ سے آپ کے مریدوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا تھا اور آپ کی قدرت و نفوذ میں بھی اضافہ ہو رہا تھا_ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہودیوں کے بعض علماء جو خود خواہ اور متکبر تھے حضرت عیسی علیہ السلام کی قدرت و نفوذ سے وحشت زدہ ہوچکے تھے اور اپنے منافع، جاہ و جلال اور مقام کو خطرے میں دیکھ رہے تھے لہذا انھوں نے بیت المقدس میں ایك جلسہ کیا اور جناب عیسی علیہ السلام کو جو الله تعالی کے پاك و بزرگ پیغمبر تھے جادوگر و فتنہ پرداز انسان قرار دیا اور شہر کے حاکم کو آپ کے خلاف ابھارا_ حضرت عیسی علیہ السلام کی جان خطرے میں پڑگئی آپ نے مجبور ہو کر تبلیغ کو مخفی طور پر انجام دینا شروع کیا_ حضرت عیسی علیہ السلام کو بعض یہودیوں کے واسطے سے سولی پر چڑھایا گیا بہت سے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو بعض یہودیوں کے واسطے سے سولی پر چڑھایا گیا ہے اسی لئے سولی کی صورت و شکل ان کے نزدیك ایك مقدس شکل شمار ہوتی ہے لیکن عیسائی کا دوسرا گروہ حضرت عیسی عیسی (ع) کے سولی پر چڑھائے جانے کو قبول نہیں کرتا وہ کہتے ہیں کہ:

" وہ حضرت عیسی (ع) کو سولی پر چڑھانا تو چاہتے تھے لیکن ایك اور آدمی کو جو حضرت عیسی (ع) کے ہمشکل و ہم صورت تھا پکڑا اور اسے سولی پر غلطی سے چڑھا دیا لہذا حضرت عیسی قتل ہونے سے بچ گئے" قرآن مجید بھی اسی عقیدہ و نظریہ کی تائید کرتا ہے کہ حضرت عیسی (ع) کو سولی پر نہیں چڑھایا گیا_ عیسائیوں کا ایك گروہ حضرت عیسی (ع) کو اللہ تعالی کا فرزند مانتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت عیسی (ع) خدا کے بیٹے تھے سولی پر چڑھنے کو اس لئے اختیار کیا تا کہ گنابگاروں کو نجات دلواسکیں لیکن

150

قرآن مجید اس وہم و نظریہ کی رد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:

```
"حضرت عیسی علیہ السلام خدا کے بندہ تھے وہ خدا کے بیٹانہ تھے کیونکہ تو خدا کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا
                                                              ہے وہ ایك ہے كوئى اس كامثل اور شريك نہيں ہے"
                                                                                               قرآن كبتا ہے:
  " ہر انسان کی سعادت و نجات اس کے اعمال پر مبنی ہوا کرتی ہے اور کوئی بھی کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں
                                                                                            قرآن کہتا ہے کہ:
 "حضرت عیسی علیہ السلام لوگوں کو نجات دلانے والے میں لیکن نہ موہوم نظریہ کے مطابق بلکہ اس بناپر کہ وہ اللہ کے
   پیغمبر، لوگوں کے ہمدرد و راہنما اور رہبر ہیں جو شخص بھی آپ کے نجات دینے والے دستوروں پر عمل کرے گا وہ
                                        نجات پائے گا اور اللہ تعالی کی بخشش و مغفرت اور رحمت کا مستحق ہوگا"
  حضرت عیسی علیہ السلام کا دین اور آپ کی فرمائشےات بھی لوگوں کی ناجائز مداخلت کی وجہ سے تبدیل کردی گئیں_
    کئی ایك مذہب اور فرقے اس دین میں پیدا ہوگئے، اصلی اور واقعی انجیل اس وقت نہیں ہے البتہ انجیل کے نام پر كئی
                                                                                 متضاد کتابیں پائی جاتی ہیں
                        عیسائیوں کے اہم فرقے کہ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے کا تو لیك، ارتدوکس اور پروتستان ہیں
                                                                                          قر آن مجید کی آیت:
قال انّي عبدالله اتاني الكتاب و جعلني نبيا() و جعلني مباركا اين ما كنت و اوصاني بالصّلوة و الزّكوة مادمت حيّا() و بّراً بوالدتي
                                                                                       و لم يجعلني جبّاراً شقيّاً
                                                                                                       151
" حضرت عيسى عليہ السلام نے كہ: ميں الله كا بندہ ہوں اس نے مجھے كتاب دى ہے اور نبى بنايا ہے اور جہاں بھى رہوں
    بابرکت قرار دیا ہے اور جب تك زندہ رہوں مجھے نماز و زكوة كى وصيت كى ہے اور اپنى والدہ كے ساتھ حسن سلوك
                                                       كرنس والا بنايا بسر اور ظالم و بد نصيب نبين بنايا بسر" (1)
                                                                     ------ 1) سور ه مربم آبت 30 تا 32 152
                                                                                                    سو الأت
                                                                                  سوچیئے اور جواب دیجیئے
                                                1) حضرت عيسى (ع) كون بين، كس سال اور كبال بيدا بوئر؟
                                      2) حضرت عیسی (ع) کی ماں کون ہیں اور وہ کس طرح کی عورت تھیں؟
                                                    3) حضرت عیسی (ع) نے لوگوں سے گہوارہ میں کیا کہا؟
                                          4) حضرت عیسی (ع) کس کتاب اور کس دین کی ترویج کرتے تھے؟
                                          5) حضرت عیسی (ع) کس کتاب اور کس دین کی ترویج کرتے تھے؟
           6) حضرت عیسی (ع) کے ان پیروکاروں کو جو بہت مخلص اور مومن تھے کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟
```

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

7) ___ حضرت عیسی (ع) نے اپنے حواریین کی تواضع کا درس کس طرح دیا اور اس کے بعد حواریین سے کیا فرمایا؟

8) یہودیوں کے بعض علماء نے حضرت عیسی (ع) کی کیوں مخالفت کی اور اس کا انجام کیا ہوا؟

10) قرآن مجید حضرت عیسی (ع) کی کون سی صفات اور خصوصیات کو بیان کرتا ہے؟

9) حضرت عیسی (ع) کے سولی پر چڑ ھائے جانے یا نہ چڑ ھائے جانے کے متعلق قرآن کا کیا نظریہ ہے؟

قرآن الله تعالى كى ہميشہ رہنے والى كتاب ہے

ہم مسلمانوں کی دینی کتاب قرآن مجید ہے جو اللہ تعالی کی طرف پیغمبر اسلام(ص) پر انسانوں کی تربیت اور راہنمائی کے لئے نازل ہوئی ہے قرآن مجید کے ایك سو چودہ سورے ہیں جانتے ہو کہ کتنی آیات کی مقدار کا نام سورہ ہے؟ جو بسم الله الرحمن الرحیم المرحیم المرحیم المرحیم الرحیم المرحیم المرحیم آجائے اس کو سورہ کہتے ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ سوائے سورہ توبہ کے کہ جس کا آغاز اس معاہدہ کے ختم کردینے کے اعلان سے ہوا کہ جو مشرکین سے کر رکھا تھا باقی تمام سورورں کی ابتداء بسم الله الرحمن الرحیم سے ہوتی ہے ۔

سب سے چھوٹا سورہ کہ جس کی صرف چار آنتیں ہیں سورہ کوثر ہے اور سب سے بڑا سورہ، سورہ بقرہ ہے کہ جس کی کی آنتیں ہیں، سب سے پہلا سورہ جو پیغمبر اسلام(ص) پر نازل ہوا وہ سورہ علق ہے اور آخری سورہ جو آنحضرت (ص) پر نازل ہو اوہ سورہ علق ہے اور آخری سورہ جو آنحضرت (ص) پر نازل ہو اوہ سورہ علق ہے اور آخری سورہ جو آنحضرت

قر آن مجید کی آئتیں پیغمبر اسلام(ص) پر ایکدم نازل نہیں ہوئیں بلکہ آپ کی پیغمبری کے تیس سال کے عرصے میں مختلف مناسبتوں اور حوادث کے لحاظ سے تدریجاً نازل ہوئی ہیں مثلاً کبھی صرف ایك آیت، کبھی کئی آئتیں اور کبھی ایك کامل سورہ نازل ہوا ہے جانتے ہو کہ ہمارے پیغمبر اسلام(ص) تیرہ سال تك مکہ معظمہ میں لوگوں کی ہدایت کرتے رہے ہیں ہس جو سورے اس زمانہ میں آپ پر نازل ہوئے انھیں مکی سورے کہا جاتا ہے اور وہ سورے

154

جو پیغمبر اسلام(ص) کے مدینہ کے دس سال کے عرصے میں نازل ہوئے ہیں انھیں مدنی سورے کہاجاتا ہے۔
قرآن مجید جبرئیل کے ذریعہ نازل ہوتا تھا جناب جبرئیل عین ان الفاظ اور کلمات کو جو قرآن مجید کے ہیں پیغمبر
اسلام(ص) کے پاس لے کر آتے تھے جب کوئی آیت نازل ہوتی تو پیغمبر اسلام(ص) اسے لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے اور
ایک جماعت جو لکھنا جانتی تھی بعینہ اس آیت کو لکھ لیتی اور اسے اکٹھا کرتی رہتی تھی۔
ان میں سے ایک حضرت علی علیہ السلام تھے کہ قرآن کی تمام آیات کو بڑی دقت سے اور اسی ترتیب سے کہ جس طرح
انزل ہوئی تھیں لکھ لیتے تھے اور اگر کبھی آپ کسی آیت کے نازل ہونے کے وقت موجودنہ ہوتے تھے تو جب آپ حاضر
ہوتے پیغمبر اسلام(ص) آپ کے لئے پڑھ دیتے تھے بہت سے مسلمانوں نے اس وقت تک جو آیات نازل ہوچکی تھیں حفظ
کرلیا تھا اور انھیں حافظ قرآن کہا جاتا تھا البتہ مسلمانوں ک ایک گروہ قرآن کے بعض حصہ کا حافظ تھا۔
پیغمبر اسلام (ص) قرآن کے حفظ کرنے کی تشریق و ترغیب دیا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کا حفظ کرنا مسلمانوں میں
پیغمبر اسلام (ص) کی وفات کے جفظ کرنے لگا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اسلام (ص) کی وفات کے بعد جس
طرح قرآں لکھا تھا سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور اس کو اسی نزول ترتیب سے جمع کر کے منظم اور محفوظ کرلیا تھا۔
پیغمبر اسلام(ص) کی وفات کے چند مہینے کے بعد کہا جانے لگا کہ اگر قرآں کے حافظ تدریجاً مرگئے یا جنگوں میں شہید
ہوگئے تو پھر کیا ہوگا؟

155

افراد کو قرآن کے مختلف نسخوں کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا گیا

تا کہ ان نسخوں کو ایک دوسروے سے ملا کر اور قرآن کے حافظوں سے تطبیق کر کے ایک نسخہ قرآن مجید کا ترتیب دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ایسے کئی ایک نسخے مرتب کئے گئے جو مورد اعتماد تھے اور پھر انھیں سے دوسرے قرآن مجید لکھ کر تمام ممالک اسلامی میں بھیج دیئے گئے۔

یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس زمانہ میں عربی رسم الخط میں نقطے اور اعراب کا لگانا مرسوم نہ تھا یہ تمام قرآن مجید بغیر نقطے اور اعراب کے لکھے گئے تھے۔ تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں اسلام کافی پھیل چکا تھا قرآن کا بغیر نقطے اور اعراب کا ہونا اور لوگوں میں لہجہ و غیرہ کے اختلاف کی وجہ سے بعض قرآن کے کلمات میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا لہذا تیسرے خلیفہ نے پیغمبر (ص) کے بعض اصحاب کے مشورے سے حکم دیا کہ لکھنے والی جماعت میں سے ایک جماعت آیات اور قرآن مجید کے سوروں کو پیغمبر (ص) کے لہجہ میں جو حجازی لہجہ تھا تمام موجودہ نسخوں سے لکھیں

156

ضروری ہے وہ اس میں بطور کلّی موجود ہے، جو انسان قرآن کے دستور و احکام پر عمل کرے گا قرآن اس کے لئے دنیاوری اور اخروی سعادت کا ضامن ہے جو کچھ قرآن مجید میں موجود ہے اسے بطور فہرست یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

1)____ خلقت و پیدائشے کے اسرار و رموز میں تفکّر اور تدبّر کی دعوت_

2)___ خداشناسي، صفات خدا، شرك سے مقابلہ، معاد، جنّت و جہنّم كى تعريف، نبوت، امامت، شفاعت، ملائكہ اور پيغمبروں كے معجزا ت كا بيان

- 3)___ پیغمبروں کی دعوت کا طریقہ، لوگوں کی ہدایت اور ارشاد کرنے کے طریقوں میں پیغمبروں کی جد و جہد و فداکاری کا ذکر، پیغمبروں کا ظالموں و طاغتوں سے طویل مقابلہ، مستکبرین کے حالات اور ان کی تاریخ_
 - اسلام کی طرف دعوت اور شرك و نفاق سے مقابلہ
 - 5)___ عبادات اور احكام كا بيان جيسے نماز، روزه، وضو، غسل، نيمّم، حج و زكوة اور جهاد_
 - 6) اجتماعی احکام اور قوانین
 - 7)___ اچّھے و برے اخلاق اور نیك اخلاق اپنا نے كى دعوت_

اب جب کہ اللہ تعالی کی خاص عنایت،مسلمانوں کی کوشش و فداکاری اور اس کی حفاظت سے یہ عظیم کتاب ہم تك بغیر كسی تغیر كسی تغیر و تبدیلی کے پہونچی ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ کے اس مہم پیغام کی قدر كریں اور اس كی حفاظت كریں، اس كے مطالب كے سمجھنے اور اس كے دستورات، احكام و رہنمائي پر عمل كرنے میں كوشش كریں اور كوشش كریں كہ اسے درست و صحیح پڑھیں اور اس كے علوم سے بہرہ مند و مستفید ہوں

157

قرآن کے حیات بخش و نور انی آئین کو اپنے معاشرے میں بہتر طور سے اوردقّت سے جاری کریں اور اس پر عمل کریں تا کہ اس دنیا میں سربلندی و عزت سے زندگی بسر کرسکیں اور آخرت میں ایك انسان کے بلندترین مقام تك پہونچ سکیں اور اللہ تعالی کی رضایت اور اجر عظیم سے نوازے جائیں_

قرآن مجيد كي آيت:

عرال معبیت ہے ہیں۔ انّ ہذا القرآن یہدی للّتی ہی اقوم و بیشر المومنین الّذین یعملون الصّالحات انّ لہم اجر کبیرا (1) "بیشك یہ قرآن اس راستہ كی ہدایت كرتا ہے جو بالكل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان كو بشارت دیتا ہے جو نیك اعمال بجالاتے ہیں كہ ان كے لئے بہت بڑا اجر ہے"

1) سوره اسراء آیت 9

158

سوالات سوچیئے اور جواب دیجیئے

1)____ قرآن کی نظر میں انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

- 2)___ کتنی آئتوں کو سورہ کہا جاتا ہے اور قرآن کے کتنے سورے ہیں؟
- 3)____ قرآن کا کون سا سورہ بسم اللہ سے شروع نہیں ہوتا اس سورہ کی ابتداء کی بات سے ہوتی ہے؟
- 4) ___ سب سے چھوٹا، سب سے بڑا اور سب سے آخری سورہ جو پیغمبر اسلام (ص) پر نازل ہوا کون سا ہے؟
 - 5)___ مكّى اور مدنى كن سوروں كو كہا جاتا ہے؟
 - 6) ___ جب قرآن مجید کی آئتیں نازل ہوتی تھیں تو مسلمان اسے کس طرح محفوظ کرتے تھے؟
- 7)___ پیغمبر اسلام(ص) کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے اس قرآن کو کہ جسے بڑی محنت و دقت سے لکھا تھا کیسے اور کس ترتیب سے جمع کیا تھا؟
 - 8) ___ تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں اصلی قرآن کے لہجے کو باقی رکھنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے تھے؟
 - 9) ___ قرآن کے مطالب کو کتنی اقسام میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے؟ ان قسموں کو بیان کیجئے؟
 - 10)___ ہم مسلمانوں کا قرآن کے متعلق کیا فریضہ ہے اور اس کے سمجھنے اور حفاظت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟
 - 11)____ قرآن لوگوں کو کس طرح بلاتا ہے اور کن کن لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

159

اگر نعمت کی قدرت نہ کریں

کیا تم نے یمن کا نام سنا ہے؟ جانتے ہو کہ یہ کہاں واقع ہے؟ سابقہ زمانے میں "سبا" نامی قوم اس شہر اور سرزمین میں آباد تھی یہ بہت خوبصورت اور آباد شہر تھا اس کے اطراف میں باغ ہی باغ تھے کہ جس میں مختلف اقسام کے درخت پائے جاتے تھے جیسے سیب، گلابی، زرد آلود، البالو، انجیر، انگور و انار اور مالٹے و غیرہ کے درخت تھے ان کے علاوہ دوسرے سرسبز اور خوبصورت درخت بھی موجود تھے_

صاف و شفاف پانی کی نہریں ان باغات اور درختوں سے گذرتی تھیں_ مختلف قسم کے میوے، سرخ سیب، زرد گلابی، سرخ البالو، بڑے اور صاف انگور کے گچھے، بڑے انار اور سبز و نرش ٹماٹر تھے جو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا جیسے چھوٹے بڑے بجلی کے قمقمے درختوں کی شاخوں پر لٹك رہے ہوں_

جب نسیم چلتی تو درختوں کی شاخوں او رٹہنیوں سے ٹکراتی ہوئي شہر کی فضا کو اس طرح معطر کردیتی کہ گویا بہشت کی زیبائي اور خوشبو یاد آنے لگتی ہو یہ تمام خوبصورتی اور یہ پھول و پھل یہ درخت اور ان کے نہاں تمام کی تمام پروردگار کی قدرت نمائي تھي_

قوم سبا ان تمام خوشنما مناظر کے دیکھنے کے بعد کیا کہتی تھی؟ اہل قوم خدا کی ان تمام نعمتوں اور الطاف کا کس طرح شکریہ ادا کرتے تھے اور کیا کہتے تھے؟ بہترین مکانات میں زندگی بسر کرتے تھے اور انواع و اقسام کی نعمتوں سے استفادہ کرتے تھے_

160

اطراف کے دیہات بھی آباد اور سرسبز تھے گویا پہاڑ کے دامن میں پھولوں، عطر اور سبزے کا بیابان موجود ہے یہ نعمتیں اور آبادی تمام کی تمام زیادہ پانی اور زخیز زمین کی برکت اور لوگوں کی محنت و کوشش سے تھیں سبا کی قوم کا شتکاری میں ماہر تھی پہاڑوں میں بہت بڑے بند باندھ رکھے تھے کہ جس میں بارش و غیرہ کے پانی کو ذخیرہ کرلیتے تھے جو دریا کی صورت میں موجزن نظر آتا تھا

زراعت کے موسم میں دریاؤں کے پانی کو استعمال کرتے تھے اور اپنے کھیتوں اور باغوں کو اس سے سیراب کرتے تھے، تھے، سبا کی قوم محنتی، دیانت دار اور مہربان قسم کے لوگ تھے، عدالت، فداکاری اور چشم پوشی سے کام لیتے تھے، خدائے مہربان کی پرستش کرتے تھے اور نعمت سے اٹی ہوئی اور سرسبز زمین پر خوشی ونشاظ سے زندگی بسر کرتے

تھے اور خداوند عالم کا اس نعمت پر شکریہ ادا کرتے تھے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس قوم کا ایك گروہ گناہ و معصیت اور ہوس پرستی میں مشغول تھا وہ آہستہ آہستہ خدا کو فراموش کرچکا تھا اور اس کی نعمتوں کا کفران کرتا تھا گویا وہ یوں سمجھتے تھے کہ یہ نعمتیں ہمیشہ رہتے والی ہیں اور قیامت و آخرت آنے والی نہیں ہے_

دوسرے لوگ اپنے کاموں میں مشغول تھے ان سے کوئي سروکار نہیں رکھتے تھے اور انھیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتے تھے ان کے درمیان جو پیغمبر تھے وہ دن رات لوگوں کی ہدایت میں کوشاں تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور فرماتے تھے:

" لوگو ان تمام نعمتوں کی قدر کرو، خدا کے احکام کی پیروری کرو تقوی اختیار کرو، میری رہبری و رہنمائي کی اطاعت و پیروی کرو، عادل و صحیح انسان بنو_ لوگو اگر تم نے عدالت و خداپرستی سے روگردانی کی اور اپنے کو ہوس پرستي، شکم پر دری اور گناہ سے

161

پر کردیا تو الله تعالی کا تم پر غضب ہوگا اور تمهیں ان نعمتوں سے محروم کردے گا

لوگو تم صرف کھانے اور پینے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہو بلکہ تمھاری خلقت میں ایك نہایت اعلی غرض مقصود ہے اپنی خلقت کی غرض کو نہ بھولو، عیش و آرام و شكم پروری اور گناہ سے پربیز كرو تا كہ دنیا و آخرت میں كامیاب رہو، انسانی اخلاق كو اپناؤ، ہے كاری و سستی اور تجاوزگری سے اپنے كو رو كو تا كہ خداوند عالم پر نعمتوں كو زیادہ كرے اور آخرت میں ان نعمتوں سے بھی بہتر تھیں عنایت فرمائے

لوگو گناہ گاروں کو گناہ و معصیت سے کیوں نہیں روکتے؟ اور اللہ تعالی کے دین کی حفاظت کیوں نہیں کرتے؟ اور گناہگاروں کے سامنے غضیناك کیوں نہیں ہوتے؟

لیکن بہت افسوس کہ وہ لوگ گناہوں سے دستبردار نہ ہوئے اور نہ دوسرے لوگ ان گناہگاروں کے خلاف کوئي کار روائي کرتے تھے، ان کے دل سخت و تاریك ہوچکے تھے پیغمبری کی حق بات ان میں اثر نہیں کرتی تھی، ان کے اصلاح کی امید ختم ہوگئي تھی یہاں تك کہ ان پر خدا کا غضب نازل ہوا اور خدا و رسول کے احکام کی نافرمانی کا مزہ چکھا اور آنے والوں کے لئے عبرت بنے

الله تعالى كے حكم سے دريا كا كنارہ ٹوٹ گيا ايك خطرناك و عظيم سيلاب آيا اور ادھر پہاڑ پھٹا اس نے تمام باغات او رگھروں كو ويران كرديا اور جو كچھ اس كے سامنے آيا اسے بہا كے لے گيا اس خوبصرت و پر نعمت شہر اور ان عظيم الشان عمارتوں سے سوائے ويرانے كے جو خاك اور پتھروں كے اندر دب چكى تھيں كچھ باقى نہ رہا صرف ان كا قصہ و نام باقى رہ گيا تا كہ آئندہ نسلوں كے لئے الله تعالى كے غضب اور قدرت كى نشانيوں ميں سے ايك نشانى اور دوسروں كے

162

لئے بیدار ہونے کا درس عبرت باقی رہ جائے_ سبا کی قوم نے اپنی ناشکری و کفران نعمت کی سزا دنیا میں دیکھ لی اور ہر ناشکرے کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے

اب ذرا ہمیں بھی سوچنا چاہیئے کہ ہم اللہ تعالی کی نعمتوں کا کس طرح شکریہ ادا کر رہے ہیں، آیا ہم خداوند عالم کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں؟ اللہ کی نعمتوں کو کس طرح خرچ کرتے ہیں کیا اسراف اور فضول خرچی سے اجتناب کرتے ہیں؟ کیا ام خدا کی خوشنودی کے لئے اللہ کی مخلوق او راپنے وطن کی خدمت کرتے ہیں؟ کس طرح ہمیں دنیا کے محروم اور مستضعف طبقہ کی خدمت کرنی چاہیئے اور کس طرح دو بڑے واجبات یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا چاہیئے ؟

آیت قرآن:

لقد کان لسبا فی مسکنہم آیۃ جنّتان عن یمین و شمال کلوا من رزق ربّکم و اشکرو لہ بلدہ طیّبہ و ربّ غفور (1) "قوم سبا کے لئے تو یقینا خود انھیں کے گھروں میں قدرت خدا کی ایك بڑی نشانی تھی کہ ان کے شہر کے دونوں طرف داہنے بائیں ہرے بھرے باغات تھے اور ان کو حکم تھا کہ اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ (پیو) او راس کا شکر ادا کرو دنیا میں ایسا پاکیزہ شہر اور آخرت میں پروردگار سا بخشنے والا"

1) سوره سبا آیت 15

163

سوالات

یہ سوالات سوچنے اور جواب دینے کے لئے ہیں

- قوم سبا کا شہر اور وطن کیسا تھا؟ اس کی خوبیوں کو بیان کیجئے
 - 2) کیا الله نے اپنی نعمتوں کو بغیر ان کی سعی و کوشش کے دیا تھا؟
 - 3)___ قوم سبا کے افراد کیسے تھے؟
- 4) خدا کا قوم سبا سے اپنی نعمتوں کو چھین لینے کی علت کیا تھی، کیا تم کے تمام ہوا و ہوس کے شکار تھے؟
- 5)___ قوم سبا میں موجود پیغمبر ان سے کیا کہا کرتے تھے، انھیں کن چیزوں کی طرف متوجہ کرتے تھے اور کن کاموں
 کے بجالانے کی دعت دیتے تھے؟
 - 6) قوم سبا پر کیوں اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا، کیا سبھی گناہگار تھے؟
 - 7) قوم سبا کے واقعہ کو پڑ ہنے اور سننے سے دوسرے انسانوں کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟
 - 8) ہم اللہ کی نعمتوں کا کس طرح شکریہ ادا کریں اور اپنے ملك کی تعمير كے لئے كيا كريں؟
 - 9) الله كے دو اہم واجبات پر كس طرح عمل كريں اور وه كون سے دو فريضے ہيں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

164

چوتها حصّم

پیغمبر اسلام (ص) اور آپ کے اصحاب کے بارے میں

165

پیغمبر اسلام(ص) کی مخفی تبلیغ

ابتداء ہی سے پیغمبر اسلام (ص) کی رسالت عالمی تھی خداوند عالم نے انھیں پوری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجا تھا آپ کا یہ عزم تھا کہ پوری دنیا کے کفر و شرك او رمادی گری سے مقابلہ کریں _ دنیا کے مظلوم و محروم طبقے کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلوائیں اور سبھی کو اسلام کے مقدس قانون اور خداپرستی کی طرف دعوت دیں _ پیغمبر اسلام (ص) ابتداء ہی سے اتنی بڑی ذمہ داری سے آگاہ تھے مشكلات و دشواریوں کی طرف پوری طرح متوجہ تھے آپ کو اچھی طرح علم تھا کہ اس قسم کا کام آسان اور معمولی نہیں ہے بہت سی مشكلات سامنے آئیں گی آپ مشكلات کا خندہ پیشانی سے استقبال کر رہے تھے اور اللہ تعالی کے فرمان کے بجالانے کے لئے آمادہ تھے پیغمبر اسلام (ص) نے اپنی دعوت کو اللہ کے حکم سے بغیر عجلت پسندی کے شروع کیا اور صبر و استقامت اور عاقبت اندیشی سے پوری احتیاط کے ساتھ حالات کو دیکھتے ہوئے تبلیغ میں مشغول ہوگئے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس کام میں جلدبازی مضر ثابت ہوسکتی ہے اسی لئے آپ نے اللہ کے حکم سے اپنی تبلیغ کو کئی حصوں میں تقسیم کردیا اور پہلے اس طریقہ سے ابتداء کی جو ممکن ہوسکتا تھا _

پیغمبر اسلام(ص) نے بعثت کی ابتداء میں اپنی دعوت کو اپنی دعوت کو اپنی باوفا بیوی جناب خدیجہ (ع) اور فداکار چچاز اد بھائی حضرت علی علیہ السلام سے جو آپ کے گھر میں رہتے تھے شروع کیا_ اللہ تعالی کی طرف سے اپنی اہم ذمہ داری کو انھیں دو کے درمیان ذکر کیا_ فداکاری و باوفا خاتون

166

جناب خدیجہ (ع) اور طاقتور و مہربان جوان حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اسلام (ص) کی بات سنی اور اسلام کا اظہار کردیا اور وعدہ کیا کہ آپ کے اس کام میں مدد کریں گے_

پیغمبر اسلام (ص) اپنی پہلی دعوت میں ہی کامیاب ہوگئے آپ انھیں دو فداکاروں اور صحیح مددگاروں سے اپنی آسمانی دعوت کی تبلیغ میں مدد طلب کرتے تھے آپ نے ایک طاقتور تبلیغی مرکز اپنے گھر میں بنالیا تھا_ پیغمبر اسلام(ص) ان دو کے ساتھ کبھی گھر میں اور کبھی مسجدالحرام میں اکٹھے نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ تھوڑے ونوں کے بعد زید کہ جو پیغمبر اسلام (ص) کے گھر میں رہتے تھے دین مقدس اسلام پر ایمان لے آئے اور پیغمبر اسلام (ص) کی فکر داخلی لحاظ کے کاملاً مطمئن اور آرام ہوگئی یہاں مناسب ہے کہ تھوڑی سی جناب زید سے واقفیت حاصل کریں

جناب زید حضرت خدیجہ (ع) کے غلام تھے جناب خدیجہ (ع) نے انھیں پیغمبر اسلام (ص) کو بخش دیا تھا اور آنحضرت (ص) نے انھیں آزاد کر دیا تھا وہ باپ کے گھر واپس جاسکتے تھے اور ماں باپ کے ساتھ زندگی بسر کرسکتے تھے لیکن وہ پیغمبر اسلام (ص) کے اخلاق و صداقت کے اتنا شیفتہ ہو چکے تھے کہ وہ پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ رہنے اور زندگی گذارنے کو ترجیح دیتے تھے اور آنحضرت (ص) کے گھر ہی رہ رہے تھے

پیغمبر اسلام (ص) نے اسلام کی دعوت کو پوری طرح مخفی شروع کیا تھا جب بھی کسی سمجھدار اور روشن دل، آگاہ اور آمادہ انسان کو دیکھتے تو اس سے اپنے مدعا کو بیان کرتے اور قرآن کی آیات اس کے سامنے پڑھتے اس کی وضاحت کرتے اور اسے اسلام لانے کی دعوت دیتے تھے کبھی یہ کام مسجد الحرام کے کسی گوشہ میں، کبھی صفا و مروہ کے کنارے اور کبھی اپنے گھر میں انجام دیتے تھے_

آپ نے تین سال تك اسى روش سے اپنى دعوت كى تبليغ كى اس مدت ميں آپ

167

بہت استقلال اور صبر سے فرد فرد سے علیحدہ گفتگو کرتے یہاں تك کہ وہ اسلام قبول کرلیتے اور مسلمانوں سے ملحق ہوجاتے تھے اس تین سال کے عرصے میں مسلمان اسلام کو ظاہر نہیں کرتے تھے اور اپنی نماز ادھر ادھر مخفی طور سے پڑھا کرتے تھے کا فر و شرك بھی چونکہ اسلام کے نفوذ اور وسعت سے زیادہ مطلع نہیں ہوا کرتے تھے لہذا وہ بھی اپنا رد عمل ظاہر نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت محمد صلّی الله علیہ و آلہ و سلّم کی دعوت تبلیغ بے نتیجہ و بے اثر اورپھر چونکہ پیغمبر اسلام(ص) لوگوں کو خداپرستی و توحید کی دعوت دیا کرتے تھے اور واضح طور سے بتوں کی مذمت نہیں کیا کرتے تھے لہذا وہ اس سے کوئی خطرہ کا احساس نہیں کیا کرتے تھے ان تین سالوں میں خود پیغمبر اسلام(ص) اور مسلمانوں مکہ میں زندگی بسر کر رہے تھے کوئی بھی ان کو پریشان نہیں کرتا تھا لیکن میں خود پیغمبر اسال کے آخر میں ایك واقعہ رونما ہوا کہ جس نے مسلمانوں کو دگرگوں کردیا اور واقعہ یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایك گروہ مکہ کے اطراف کے پہاڑ میں مخفی طور سے نماز پڑھنے اور مناجات کرنے میں مشغول تھا چند بت پرستوں کا وہاں سے گذر ہوا مسلمانوں کا منظم طور سے رکوع و سجود کرنا ان کے غصہ کا موجب ہوا غصّہ میں آکر انہوں نے مسلمانوں کا برا بھلا کہنا شروع کردیا اور مسلمانوں کی نماز و دعا کا مذاق اڑ ایا _

مسلمان بھی ان کی بے ادبی و گستاخی سے غصہ میں آگئے ان کا جواب دینا شروع کردیا اور نتیجہ ایک دوسرے کو مارنے و جھگڑا کرنے تك جا پہونچا مسلمانوں کی ایك فرد سعد نامی کہ جنھیں بہت سخت غصہ آیا ہوا تھا اپنے قریب سے اونٹ کی ایك ہڈی اٹھائي اور دوڑتے ہوئے ایك مشرك کے قریب پہونچے اور پورے غصے کے عالم میں اس کے سرپر ماری اس كا سر پھٹ گیا اور خون جاری ہوگیا_

بت پرست مکہ واپس لوٹ آئے اور مسلمانوں کے ساتھ رونما ہونے والے حادثہ

کا اپنے لوگوں سے تذکرہ کیا مکہ کے سرداروں سے پیغمبر اسلام(ص) اور آپ کے پیروکاروں کی حالت کو بیان کیا اس وقت سے مشرکوں نے خطرے کو محسوس کرلیا_

پیغمبر اسلام(ص) جناب ارقم کے گھر مخفی طور سے گئے اور وہاں چھپ گئے انھیں دنوں جناب ارقم مسلمان ہوئے تھے مسلمان تنہائي میں پوری طرح لوگوں سے ملاقات کرتے اور اسے اسلام کی دعوت دیتے اور جب پوری طرح مطمئن ہوجاتے تو اسے مخفی طور سے پیغمبر اسلام (ص) کے گھر لے جاتے تا کہ آپ اس کے سامنے قرآن پڑھیں اور اپنی آسمانی دعوت کی وضاحت کریں اسے خداپرستی و توحید کی طرف بلائیں اور اسلام کی صحیح دعوت دیں انھیں دنوں ایك گروہ اسلام لے آیا اور مسلمانوں کے ساتھ ملحق ہوگیا _پیغمبر اسلام(ص) کو ان تین سال کی دن رات کی محنت سے کافی کامیابی مل چکی تھی آپ نے زحمتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے چالیس فداکاری مسلمانوں کو ترتیب دیا اور اس کو اس زمانہ کے لحاظ سے اہم کامیابی کہی جاسکتی ہے _

اس زمانہ میں اسلام نے قدرت و طاقت حاصل کرلی تھی اور کفر و بت پرستی کی دنیا میں ایك طاقتور مرکز حاصل کرلیا تھا كيونكہ جن لوگوں نے اسلام قبول كیا تھا ان میں چالیس آدمی صحیح طور پر فداكاری و جانبازی پر آمادہ تھے اور اپنی جان ہاتھوں پر ركھ كر اسلام سے دفاع كرتے تھے ان تين سالوں میں اسلام كے پودے نے زمین میں اپنی جگہ بنالی تھی اور اپنی جڑیں دور دور تك پھيلادی تھیں لہذا اب اس درخت كا كاتنا كوئي معمولی كام نہیں تھا اب پیغمبر اسلام(ص) اپنی دعوت و تبلیغ كے دوسرے مرحلہ پر اپنا كام شروع كرسكتے تھے ــ

قرآن مجید کی آیت:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اياته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة و ان كانوا من قبل لفي ضلال مبين

169

" خداوند عالم نے مومنین پر منّت کی جب کہ ان میں انھیں کا ایك رسول بھیجا تا کہ ان پر اللہ کی آیات پڑھے اور ان کا تذکیہ كرے اور انھیں كتاب و حكمت كى تعلیم دے اگر چہ وہ اس سے پہلے واضح گمراہى میں غرق تھے" (1)

1) سوره آل عمران 162

170

عالمي دعوت كا اعلان

مکّہ میں مشہور ہوچکا تھا کہ حضرت محمد صلی الله علیہ و آلہ و سلّم نے اپنے آپ کو پیغمبر کہنا شروع کردیا ہے اور ایك گروہ نے آپکی دعوت کو قبول بھی کرلیا ہے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ بھی کرلیا ہے آپ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلایا اور ایك مجمع عمومی مینانھیں اسلام لانے کی دعوت دی اور اپنی مدد کرنے کو ان سے کہا اور تمام بزرگان قریش کے سامنے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا و زیر و جانشین مقرر کیا اور تعجب اس میں ہے کہ اس مجمع میں جناب ابوطالب نے آپ سے کوئی اعتراض آمیز گفتگو نہیں کی تھی کہ جس سے گویا ظاہر ہوتا تھا کہ جناب ابوطالب(ع) بھی آپ کی حمایت و مدد کریں گے مکہ کے لوگ اس واقعہ کو ایك دوسرے سے تعجب سے نقل کرتے تھے اب وقت آچکا تھا کہ پیغمبر اسلام(ص) اپنی دعوت و رسالت کو ظاہر بظاہر اور اپنے پیغمبر ہونے کا اعلان کریں اور ان کو راہ راست کی ہدایت کریں چنانچہ خداوند عالم کی طرف سے آپ کو یہ پیغام ملتا ہے کہ:

" اے محمد(ص) (ص) جو کچھ ہم نے تم کو حکم دیا ہے اسے علناً بیان کرو اور حق کو باطل سے جدا کرو و بت پرستوں اور ان کے استہزاء سے مت گھبراؤ کہ ہم انھیں سزا دیں گے"

پیغمبر اسلام(ص) اس پیغام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوہ صفا پر گئے کیونکہ عالم طور پر اہم اعلانات اسی پہاڑ پر ہوا کرتے تھے _ پیغمبر اسلام(ص) پہاڑ کے ایك پتھر كے اوپر كھڑے ہوگئے اور بلند آواز سے كہا:

" اے مکّہ والو اے قریش والو اے جوانو اے لوگو"

پیغمبر اسلام (ص) کی یہ بلند و آسمانی آواز کہ جس میں خداوند عالم پر ایمان، اس سے عشق اور لوگوں کی ہدایت کرنے کا جذبہ پایا جاتا تھا تمام مکہ والوں کے کان تك پہونچے لوگ گھروں سے باہر نكلے اور اس آسمانی آواز کی طرف دوڑے تا كہ پیغمبر اسلام(ص) کی باتیں سن سكیں لوگ گروہ در گروہ آپ کے اردگرد جمع ہوتے گئے اور بے صبری سے نئے واقعہ کو جاننے كا انتظار كرنے لگے پیغمبر اسلام(ص) نے اس مجمع کی طرف نگاہ کی اور فرمایا:

" اے مکہ والو اے قریش کے مرد و زن اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن اس پہاڑ کے پیچھے ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا میری تصدیق کروگے اور کیا دفاع کے لئے تیار ہوجاؤ گے؟

سب نے کہا:

" اے محمد(ص) ہاں اے محمد(ص) ہاں ہم تمهیں امین، سچّا اور صحیح آدمی سمجھتے ہیں اب تك تم سے كوئي جهوٹ نہیں سنا"

پیغمبر اسلام (ص) نے اس طریقے سے اپنی امانت و صداقت انھیں یاد دلائي اور ان سے اس کا اقرار کرالیا اور اس کے بعد فرمایا:

" اے لوگو میں اللہ کا پیغمبر ہوں، تمھارے اور ساری دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں _ اے لوگو جان لو کہ موت کے آجانے سے زندگی ختم نہیں ہوجاتی جیسے نم سوجاتے ہو تو مرجاتے ہو اور جب بیدار ہوتے ہوا زندہ ہوجاتے ہو، اسی طرح مرنے کے بعد بھی دوبارہ زندہ ہوگے، قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے حاضر کئے جاؤگے اور تمھاری رفتار و گفتار کا حساب و کتاب لیا جائے گا

172

نیك كاموں كى جزا اور برے كاموں كى سخت سزا پاؤگے_

اے لوگو میں تمہارے لئے بہترین آئین و قانون لایا ہوں_

دینا و آخرت کی سعادت کی خوشخبری لایا ہوں کہو لا الہ الّا اللہ تا کہ نجات و فلاح پاؤ، خدا کو ایك مان کر عبادت کرو اور ایمان کے ذریعہ تمام دنیا کو عرب کو اور غیر عرب کو یگانہ پرستی کے پرچم تلے لے آو"

مكّہ كے آشراف و بت پرست پيغمبر اسلام (ص) كے اس بيان سے حيرت زدہ ہوگئے اور ايك دوسرے سے كہنے لگے: " تعجب ہے محمد(ص) كيا كہہ رہا ہے؟ كس طرح اس نے جرات كى ہے؟ كہ ہمارے سامنے ايك خدا كے ہونے كى بات كرے؟ اسے كس طرح جرات ہوئي كہ ہمارے سامنے ہمارے بتوں كى جو ہمارے خدا ہيں نفى كرے؟

کیا ابوطالب (ع) نے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے؟ کیا طاقتور مرید اس کے ہوگئے ہیں کہ جس سے ہم بے خبر رہے سن ؟"

اس وقت ابولمب نر سخت غصه میں کما:

"تم پروائے ہو اسی پیغام کے لئے ہمیں اپنے گھروں سے بلایا ہے؟

لوگ اٹھ گئے اور ہر ایک کوئی نہ کوئی بات کر رہا تھا_ کچھ کہہ رہے تھے: سنا ہے تم نے کہ محمد(ص) نے کیا کہا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ:

"میں خداوند عالم کی طرف سے پیغام لایا ہوں"

كيا يہ بھى ہوسكتا ہے كہ ايك انسان الله كى طرف سے پيغام لے آئے ؟

173

کیا ہوسکتا ہے کہ انسان پیغمبر ہوجائے؟ پیغمبر کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم اب ایك خدا کی عبادت کریں؟ کیا ہمارے باپ دادا ایك طویل مدت سے بت پرست نہ تھے؟ کیا اب ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں؟ محمد(ص) کی دعوت و تبلیغ کو کس طرح روكیں؟ کیا ابوطالب (ع) محمد(ص) کی حمایت و مدد کریں گے؟

پیغمبر اسلام(ص) پہاڑ سے نیچے اترے اور اپنے گھر واپس لوٹ آئے اس کے بعد آپ اپنی رسالت و دعوت کو علنی طور پر بیان کیا کرتے تھے اور کسی کی پروا نہیں کیا کرتے تھے لوگوں کو خداپرستی کی علنی دعوت دیا کرتے تھے_ پیغمبر اسلام(ص) اپنی دعوت میں صرف ایك خدا کی پرستش پر زور دیا کرتے تھے اور بتوں پر بہت کم تنقید کرتے تھے_ بت پرست بھی اس سے مطمئن تھے اور آپ کو زیادہ نہیں چھیڑتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے: " ہم اپنے دین پر اور محمد(ص) اپنے دین پر رہیں بہتر یہی ہے کہ جناب ابوطالب (ع) کے احترام اور ان کی شخصیت کا خیال رکھتے ہوئے محمد(ص) کو اسی حالت پر چھوڑ دیں اور دیکھیں کہ آگے کیا ہوتا ہے"

اس لحاظ سے پیغمبر اسلام(ص) کی تبلیغ کا یہ تیسرا مرحلہ بخوبی انجام پا رہا تھا اور آپ حالات کے انتظار میں تھے کہ موقع ملے اور آپ اپنی تبلیغ کا چوتھا مرحلہ شروع کریں

کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر آسلام (ص) نے چوتھے مرحلہ کا آغاز کس سے کیا تھا؟ اس مرحلہ میں آپ کا نقطہ نظر کیا تھا اور کس چیز پر آپ اصرار کیا کرتے تھے؟

قر آن کی آیت:

فاصدع بما تومر و اعرض عن المشركين انّا كفيناك المستبزئين

"جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے ظاہر کردیں اور مشرکین کی پروا نہ کریں ہم مسخرہ کرنے والوں کے شر سے آپ کو کفایت کریں گے" (سورہ حجر 95)

174

سو الات

ان سوالات کے بارے میں اپنے دوست سے بحث کیجئے اور درست و کامل جواب کا انتخاب کیجیئے

1)___ پیغمبر اسلام (ص) کی تبلیغ کا تیسرا مرحلہ کس طرح شروع ہوا، اس مرحلہ کے شروع کرنے کے لئے اللہ تعالی سے آپ کو کیا حکم ملا تھا؟

- 2)___ پیغمبر اسلام(ص) نے اس فرمان کے لئے کیا کام انجام دیا تھا اور کہاں؟
- 3)____ ان لوگوں سے جو وہاں اکٹھے ہوئے تھے پیغمبر اسلام(ص) نے کیا اقرار لیا تھا اور آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟
 - ل) ____ اپنی رسالت کا اعلان کس طرح کیا، پیغام میں کن چیزوں کا ذکر تھا؟ ان کو بیان کرو_
 - 5) پیغمبر اسلام (ص) اس مرحلہ میں کس چیز کے بیان کو اہمیت دیتے تھے
 - 6) بزرگان مکّہ پیغمبر اسلام(ص) کے اس پیغام کو سننے کے بعد ایك دوسرے سے کیا كہتے تھے؟
 - 7)___ كيا مكّم كے مشركين اس مرحلہ ميں پيغمبر اسلام(ص) سے مقابلہ كرنے كے لئے كهڑے ہوئے تھے اور كيوں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

175

ہر قسم کی سازش کی نفی

پیغمبر اسلام(ص) لوگوں کو اللہ کی طرف ہدایت کرتے تھے آپ دن رات لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے سخت محنت کیا کرتے تھے، اسلام کے حیات بخش آئین کی ترویج میں کو شاں رہتے تھے اب جب کہ مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا تھا اور اسلام کی طاقت پھیلتی جارہی تھی تو آپ نے حق کو باطل سے جدا کرنے اور بتوں و بت پرستی کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے اقدام کیا تا کہ بت پرستی کا عبث فعل سارے لوگوں پر واضح ہوجائے لوگ اپنی بدبختی و ذلت کے اسباب و عوامل کو پہچانیں کیونکہ اگر لوگ اپنی ذلت و رسوائی کی علت کو نہ جانیں گے تو کس طرح اسے ختم کرسکیں گے؟ اگر لوگ بت پرستی کے رواج دینے والوں کے غلط مقصد سے آگاہ نہ ہوں گے تو کس طرح اس کا مقابلہ کرسکیں گے؟ اگر لوگ بت پرستوں کے سرداورں کی فریب کاری سے مطلع نہ ہوں گے تو کس طرح ان سے نجات حاصل کرسکین گے؟

لوگوں کو آگاہ کرنا چاہیئے اور اللہ تعالی کا واضح پیغام لوگوں کے سامنے پڑھا جانا چاہیئے اسی لئے پیغمبر اسلام(ص) نے اپنی دعوت کے چوتھے مرحلہ کو شروع کریا اور بت پرستی کی پوری طرح مذمت اور اس پر تنقید کی، بت پرستی کے

رواج دینے والے سرداروں کے اندرونی اغراض کو واضح بیان کر کے ان کو ذلیل کیا اور ان کے ظلم و پلید مقاصد سے پردہ اٹھایا_

بت پرستی کے سرداروں نے اس سے زیادہ سے زیادہ خطرہ محسوس کرلیا اور اپنے پلید

176

منافع کے خطرے میں پڑنے سے خوفناك ہوگئے اور سوچنے لگے كہ كس طرح اسلام كى طاقت كا مقابلہ كيا جائے اور كس طرح لوگوں كو خداپرستى سے دور ركها جائے كيا محمد (ص) كو ان كى تبليغ سے روكا جا سكتا ہے؟ پہلے پہل تو انھوں نے بات چيت اور صلح و صفائي كى خواہش كى بت پرستوں كے چند سردار جناب ابوطالب (ع) كے پاس گئے اور ان سے كہا:

" اے ابوطالب (ع) آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں؟ کیوں ہمارے کام کے متعلق نہیں سوچتے؟ کیوں محمد (ص) کو کچھ نہیں کہتے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ انھوں نے شہر کے امن کو ختم کرکے اور ہمارے درمیان تفرقہ پیدا کرکے ہمیں ایك دوسرے سے جدا کردیا ہے؟ کیا نہیں جانتے کہ وہ ہمارے غلاموں کو دھوکہ دیتے ہیں؟

اب تك ہم آپ كے احترام كى وجہ سے ان سے كچھ نہيں كہتے تھے ليكن اب انھوں نے پاؤں پھيلانا شروع كرديا ہے اور ہمارے بتوں كے متعلق جسارت كرنى شروع كردى ہے كيا آپ نے سنا ہے كہ وہ بت پرستى كو ايك سفيہانہ كام بتلاتے ہيں؟ كيا جانتے ہيں كہ وہ ہمارے باپ دادا كو گمراہ و نادان بتلاتے ہيں؟ كيا ہم اب بھى اس كو برداشت كرسكتے ہيں؟ آپ انھيں بلائيں اور ان سے كہيں كہ اس قسم كى باتوں سے دست بردار ہوجائيں"_

جناب ابوطالب (ع) نے اپنے بھتیجے سے ملاقات کی اور بت پرستوں کی بات کو ان کے سامنے بیان کیا اور کہا:

177

" اے میرے بھتیجے انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم بتوں کے بارے میں جسارت کرتے ہو اور بت پرستی کو ایك غیر عاقلانہ كام بتلاتے ہو انھوں نے خواہش كى ہے كہ تم اس كام سے دست بردار ہوجاؤ صرف اسلام كے آئين و قانون كى تبليغ و ترويج كرو بتوں اور بت پرستوں سے سرو كار نہ ركھو"_

پیغمبر اکرم (ص) نے جناب ابوطالب (ع) کے جواب میں فرمایا:

" چچا جان لوگوں کی پوری بدبختی اسی بت پرستی میں ہے یہ سردار بت پرستی کے بہانے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کے حقوق کو غصب کرتے ہیں ایك خدا کی طرف بلانا، بتوں کی نفی، الله تعالی کی بندگی اور ظالموں کے پنجے سے آزادی کے ساتھ ہی ہوسكتی ہے جا جان مجھے خداوند عالم کی طرف سے ایسا ہی حكم ملا ہے اور اس كام كو انجام دیتا ہوں گا"

بت پرستوں کی طرف سے صلح و صفائی اور مصالحت کی کئی دفعہ خواہش کی گئی تھی انھوں نے کئی دفعہ اس بارے میں جناب ابوطالب (ع) سے بات چیت کی لیکن اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہو اور بالآخرہ انھوں نے سوچا کہ محمد(ص) کو جاہ مال کا وعدہ دے کر دھوکہ دیا جائے یا ڈرایا اور دھمکایا جائے لہذا پھر جناب ابوطالب (ع) کے پاس گئے اور ان سے یوں گفتگو کی:

" اے ابوطالب (ع) محمد (ص) سے پوچھ کہ تمھاری اس تبلیغ کا کیا مقصد ہے اور کیا چاہتے ہو؟ کیا مال و دولت چاہتے ہو؟ کیا طاقت و قدرت اور حکومت چاہتے ہو؟ کیا بیوی اور اچھی زندگی چاہتے ہو؟ اگر مال و دولت چاہتے ہو تو ہم اسے اتنی دولت دے دیں گے

178

کہ وہ قریش کا ثروت مند ترین فرد ہوجائے_ اگر جاہ و جلال چاہتے تو حجاز کی حکومت و زمامداری اس کے اختیار میں دے دیں گے اور اگر ابھی زندگی و بیوی چاہتے ہو تو اس کے لئے خوبصورت ترین اور بہترین عورت انتخاب کر دیتے ہیں_

جو بھی وہ چاہیں ہم اس کے پورا کرنے کے لئے حاضر ہیں لیکن صرف ایك شرط ہے كہ وہ اپنى گفتگو سے دست بردار ہوجائیں اور ہمارے بقوں سے كوئى سر و كار نہ ركھیں"

پیغمبر اسلام (ص) ان کی ان خواہشات کے جواب میں جناب ابوطالب (ع) سے کیا کہیں گے؟ کیا یہ و عدے انھیں فریب دے

سکیں گے؟ کیا لوگوں کی ہدایت و نجات سے دست بردار ہوجائیں گے؟ کیا ظالموں کی خوشنودی کو اللہ تعالی کی خوشنودی اور محروم طبقے کی خوشنودی پر ترجیح دے دیں گے؟ نہیں اور ہرگز انہیں وہ اپنے راستہ سے نہیں ہٹیں گے اور یقینا یہ جواب دیں گے:

" چچا جان یہ میری تبلیغ اپنی طرف سے نہیں ہے کہ میں اس سے دست بردار ہوجاؤں بلکہ یہ خدا کی طرف سے ہے خدا نے مجھے پیغمبری کے لئے چنا ہے کہ تا کہ اس کا پیغام لوگوں تك پہونچاؤں اور انھیں ظلم و ستم اور گمراہی سے نجات دلواؤں، خداپرستی و توحید کی دعوت دوں"

اس وقت جناب ابوطالب رع) آپ پر محبت بھری نگاہ کئے ہوئے تھے اور آپ کہہ رہے تھے: (3)

" چچا جان خدا کی قسم اگر چمکتے ہوئے سور ج کو میرے دائیں ہاتھ

179

پر رکھ دیں اور روشن چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر (یعنی تمام ثروت و جہان کی زیبائی اور قدرت مجھے بخش دیں) تب بھی میں اس فریضہ کی ادائیگی سے دست بردار نہ ہوں گا یہاں تك كہ میں اس میں كامیاب اور فتحمند ہوجاؤں یا شہید كردیا جاؤں

چچا جان ان لوگوں سے کہہ دیں کہ ان خواہشات کی جگہ صرف ایك كلمہ لا الم الّا الله كہہ دیں تا كم دنیا و آخرت میں كامياب ہوجائيں"_

جب بت پرستوں کو جاہ و جلال اور مال و دولت کی لالچ دینے سے کوئي فائدہ نہ ہوا تو پھر جناب ابوطالب (ع) کے پاس گئے اور کہا:

" اے ابوطالب (ع) تم ہمارے شہر و قبیلہ کے سردار اور ہماری اس مشکل کو تم ہی حل کرو کہ تمہیں ایك خوبصورت بچہ دیتے ہیں تا کہ اسے تم اپنا بیٹا بنالو، محمد(ص) کی حمایت سے دست بردار ہوجاؤ اور ہم اسے قتل کردیں"_ ابوطالب (ع) ان کی اس بات کو سنتے ہی غصہ میں آگئے اور ان سے کہا:

" اپنے بھتیجے کو تمھیں دے دوں تا کہ تم اسے قتل کر دو یہ تمھاری کتنی شرمناك بات ہے قسم خدا کی ایك لحظہ کے لئے بھی محمد (ص) کی حمایت اور مدد سے ہاتھ نہ کھینچوں گا"

اب ہم مسلمانوں کا بھی یہی فریضہ ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کے اس راستہ پر چلیں اور کفر مادی گري، طاغوت و طاغوتوں کا مقابلہ کریں اور ان کی ہر طرح کی مدد سے پر ہیز کریں تا کہ دنیا کے مظلوم اور محروم طبقے کو نجات دلاسکیں دیکھیں ہم کس حد تك اس فریضہ کی انجام دہی میں کامیاب ہوتے ہیں

180

قرآن کی آیت:

فلذلك فادع واستقم كما امرت و لا تتبع ابوائهم و قل امنت بما انزل الله من كتاب و امرت لاعدل بينكم الله ربنا و ربكم (1)
" آپ اسى كے لئے دعوت ديں اور اس طرح استقامت سے كام ليں جس طرح آپ كو حكم ديا گيا ہے اور ان كے خواہشات كا اتباع نہ كريں اور يہ كہيں كہ ميرا ايمان اس كتاب پر ہے جو خدا نے نازل كى ہے اور مجھے حكم ديا گيا ہے كہ تمھارے درميان انصاف كروں الله ہمارا اور تمھارا دونوں كا پروردگار ہے"

1) سوره شوری آیت 15

181

سوالات

ان سوالات کے صحیح جوابات دیجئے اور ان پر اچھی طرح بحث کیجئے 1)___ پیغمبر اسلام (ص) کے چوتھے مرحلہ کی خصوصیات کیا تھیں، آپ اس مرحلہ میں کیوں بتوں اور بت پرستوں کی مذمت کیا کرتے تھے؟ 2)___ بت پرستوں کے سردار کیوں خطرہ محسوس کرتے تھے؟ کیا تدبیریں انھوں نے سوچیں اور جناب ابوطالب (ع) سے کیا کہا تھا؟

 $(3)_{2}$ پیغمبر (0) نے ان کی سازشوں کو کس طرح ٹھکر ایا؟

4)___ بت پرستوں کے سرداروں نے اپنی سازش کو کس صورت مین پیش کیا انھوں نے کون سے و عدے کئے تھے اور ___ بیغمبر اسلام (ص) کا جواب کیا تھا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

182

پیغمبر (ص) اور مستضعف

مسجد نبوی کے نزدیك ایك بر آمدہ تها کہ جس کی دیواریں گارے اور مٹی کی انیٹوں سے بنائي گئي تهیں اور اس کی چهت خرما کے پتوں کی تهی اور اسے صفّہ کہا جاتا تها مسلمانوں كا ایك نادار گروہ کہ جن کا مدینہ میں کوئي گهر نہ تها اسی صفّہ میں رہا کرتے تهے ویر گفتگو کیا کرتے تهے آپ انهیں دوست رکھتے تھے اور گفتگو کیا کرتے تھے آپ انهیں دوست رکھتے تھے اور اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ ان کی مہمان نوازی و دلجوئي کیا کریں آپ کبھی انهیں اپنے گھر لے آتے اور بہت احترام سے ان کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے اور کبھی ان کے پاس کھانا لے جایا کرتے تھے ہوں کبھی ان کے باس کھانا لے جایا کرتے تھے

۔۔ اللہ کے نیك بندے پیغمبر اسلام (ص) کے اردگرد بیٹھا کرتے تھے اور آپ سے مانوس تھے دین کے احکام پوچھتے اور قرآن و احادیث یاد کیا کرتے تھے _ جب پیغمبر اسلام (ص) مدینہ میں ہوا کرتے تھے تو اکثر یہی لوگ اور مدینہ کے دوسرے فقراء پیغمبر (ص) کے اردگرد بیٹھتے اور آپ کی باتوں کو سنتے تھے اہل وطن بھی ان کا احترام کیا کرتے تھے پیغمبر اسلام (ص) کی معاشرہ کے تمام محروم اور مستضعف طبقے سے اسی قسم کی رفتار ہوا کرتی تھی لیکن بعض لوگ پیغمبر اسلام (ص) کی اس رفترا کو ناپسند کرتے تھے اور کبھی کبھار آپ پر اعتراض بھی کرتے تھے اور کہتے تھے آپ کیوں اتنی اس فقیر اور چھوٹے طبقے سے آمد و رفت رکھتے ہیں اور ان سے اچھا سلوك کرتے ہیں؟ آپ انھیں اپنے پاس بیٹھتے کی کیوں اجازت دیتے ہیں؟

183

فقراء کے ساتھ بیٹھنا آپ کے مقام و مرتبہ کو کم کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اشراف و مالدار لوگ آپ سے دوری کرتے ہیں کیونکہ وہ فقراء کے ساتھ زانو ملاکر بیٹھنا پسند نہیں کرتے بلکہ اس فعل کو وہ اپنے لئے کسرشان سمجھتے ہیں اگر آپ انھیں اپنے سے دور کردیں تو ٹروتمند اور اشراف اسلام کی طرف زیادہ رغبت کریں گے اور ان کی توجہ و مدد سے اسلام مضبوط ہوگا لیکن اعتراض کرنے والے ایسے لوگ نہیں جانتے تھے کہ پیغمبر اسلام (ص) کا مبعوث ہونا انھیں جاہلیت کے رسوم اور وقار کو بدلنے کے لئے ہوا کرتا ہے_

الله تعالی نے اپنے پیغمبر (ص) کا بھیجا تا کہ آپ اپنی گفتار و رفتار سے صحیح وقار کو قائم کریں اور لوگوں سے کہیں کہ شرافت و تقوی الله پر ایمان لانے میں ہے_ اسلام کی نگاہ میں اسے شریف کہا جاتا ہے جو متقی و مومن ہوا اور جو لوگ الله اور اس کے رسول (ص) پر ایمان لے آتے ہیں وہی در حقیقت شریف و بزرگوار ہیں

انھیں مستضعفین میں سے ایك خدا اور رسول (ص) اور آخرت پر ایمان لانے والے جناب سلمان فارسی تھے ان كے پاس ایك اون كی عبا تھی كہ وہی ان كا دسترخوان و بستر تھا اور اسی كو رات میں اوڑ ھتے اور دن میں اس كو لباس بناتے تھے _ پیغمبر اسلام (ص) سلمان فارسی سے بہت محبت كرتے ت ھے اور انھیں شرافت و تقوی سے متصف بیان كرتے تھے ور اپنیت (ع) میں شمار كیا كرتے تھے _

ایك دن جناب سلمان فارسی پیغمبر اسلام (ص) كے پاس بیٹھے ہوئے تھے كہ انھیں اشراف میں سے ایك آپ كے پاس آیا اور

ایك نگاہ سلمان فارسی کے پہٹے لباس، آفتاب سے جلے ہوئے چہرہ اور ورم شدہ ہاتھوں پر ڈالی اور كہا: " یا رسول اللہ (ص) جب ہم آپ کے پاس آتے ہیں تو یہ فقیر پھٹا لباس پہنے آپ کے پاس ہوتا ہے بہتر ہے کہ آپ اس کے

184

فرمائیں کہ وہ آپ کے پاس کم آیا کرے اور آپ سے دور بیٹھا کرے"_

جانتے ہو کہ پیغمبر اسلام (ص) نے اس قسم کے لوگوں کے جواب میں کیا فرمایا؟ آپ نے فرمایا کہ

" کسی انسان کو دوسرے انسان پر فضیلت نہیں ہوا کرتی عرب، عجم، سیا ہ و سفید سب کے سب اللہ کے بندے اور حضرت اکرم (ع) کی اولاد ہیں، فضیلت و شرافت، تقوی اور پرہیزگاری سے ہوا کرتی ہے"

یہی رسول خدا (ص) کی دوستی و دشمنی کا معیار تھا آپ متقیوں کے دوست اور ان پر مہربان تھے اگر چہ پھٹے لباس پہنے ہوئے فقیر و نادار ہی کیوں نہ ہوں اور آپ مستکبرین سے جو اللہ تعالی سے بے خبر ہوا کرتے تھے دشمنی رکھا کرتے تھے دشمنی رکھا کرتے تھے اگر چہ وہ مالدار اور طاقتور ہی کیوں نہ ہوں

ایك دن ایك متقی انسان پیغمبر اسلام (ص) كے پاس بیٹها ہوا تها اور بات كرنے میں منہمك تها اسی حالت میں مدینہ كے اشراف و مالدار طبقہ سے ایك آدمی حضور (ص) كی خدمت میں حاضر ہوا پیغمبر اسلام (ص) نے اسے فرمایا كہ یہاں نزدیك آكر بیٹهو لیكن وہ دور ہی بیٹه گیا_ آپ اس كے اس فعل سے بہت متاثر ہوئے اور ناراضگی كے عالم میں فرمایا:
"كيوں نزدیك آكر نہیں بیٹهتے ہو؟ كیا ڈرگئے ہو كہ اس مومن كا فقر اور نادانی تیری طرف سرایت كر جائے گي؟ تو نے سوچا كہ شاید تیری دولت سے كچه كم ہوجائے گا؟ "

یہ شخص بجائے اس کے کہ اپنی خودخواہی اور کبر پر نادم ہوتا بڑے غرور و تکبّر سے کہنے یہ شخص بجائے اس کے کہ اپنی خودخواہی اور کبر پر نادم ہوتا بڑے غرور و تکبّر سے کہنے لگا کہ:

" ہم نہیں چاہتے کہ ان جیسے فقیر اور بے سر و پا انسانوں کے ساتھ بیٹھیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ یہ یہاں کم آیا کریں اور دور ہوکر بیٹھا کریں"

185

اس وقت جبرئیل الله تعالی کی طرف سے یہ پیغام لے کر آتے ہیں کہ:

" اے پیغمبر (ص) ان لوگوں کو جو صبح و شام اللہ کی یاد میں ہوتے ہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اس میں سوائے اللہ تعالی کے رضا کے اور کوئي غرض نہیں رکھتے اپنے سے دور نہ ہٹانا ان کا حساب تم سے اور تمھارا حساب ان سے نہیں لیا جائے گا (سبھی اللہ کے بندے ہیں اور خدا تمھارے اعمال و کردار سے واقف ہے) اگر تم نے انھیں اپنے سے دور کیا تو ظالموں میں سے ہوجاؤ گے"

رسول خدا(ص) نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد فقراء و محروم اور مستضعف طبقہ سے اپنا ربط زیادہ کردیا اور ان سے زیادہ آمد و رفت رکھتے تھے اور ان سے بہت گرمجوشی و محبت اور پیار سے گفتگو کیا کرتے تھے کیونکہ خداوند عالم نے انھیں اس آیت میں نماز قائم کرنے اور صبح و شام اللہ کی یاد میں رہنے اور رضائے خدا کے لئے کام کرنے والا شمار کیا ہے ان کی نماز و دعا کو بہت اہمیت کی نظر سے دیکھا ہے پیغمبر اسلام(ص) نے ان سے فرمایا:

" لوگوں کی ملامت کی پروا نہ کیا کرو اور پورے اطمینان سے میرے پاس آیا کرو کہ میں تمھاری ہمنشینی پر فخر اور مباہات کرتا ہوں"_

186

پیغمبر (ص) کی رفتار اور اخلاق:

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی الله علیہ و آلہ و سلّم بہت خوش اخلاق اور مہربان تھے وہ ہر ایك کے خیرخواہ و دلسوز تھے اور سبھی کی ہدایت کرنے میں کو شاں رہتے تھے بالخصوص فقراء اور بے چاروں کے ساتھ زیادہ لطف و عنایت کیا کرتے تھے ان کے ساتھ مخلصانہ رویہ برتتے تھے اور ایك ہی دسترخوان پر بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے_

و کے ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایك مہربان باپ كى طرح تھے، بڑوں كا احترام كيا كرتے تھے اور چھوٹوں اور جوانوں سے بڑا نرم رویہ رکھتے تھے، بچوں کو سلام کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے

" کہ میں چاہتا ہوں کہ بچوں کو سلام کرنا عام رواج پاجائے تا کہ تمام مسلمان اس اچھی روش کی پیروی کریں اور بچوں کو سلام اور ان کا احترام کریں"

پیغمبر اسلام (ص) تمام انسانوں اور ہمارے لئے زندگی کا نمونہ اور اسوہ ہیں خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: " پیغمبر خدا(ص) مومنین کے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں تمام مومنین کو چاہیئے کہ آپ کی رفتار و کردار اور اخلاق سے درس حاصل کریں اور آپ کی پیروی کریں"

پیغمبر اسلام (ص) اپنے رشتہ داروں سے آمد و رفت رکھا کرتے تھے ان پر احسان کیا کرتے تھے اور مسلمانوں سے بطور تاکید فرمایا کرتے تھے کہ:

" رشته دارون سر آمد و رفت، مهر و محبت اور مخلصانه ارتباط رکها کرو

187

اور مشکلات میں ایك دوسرے كى مدد كيا كرو"_

رسول خدا(ص) بیماروں کی عیادت کیا کرتے اور ان کے جنازوں میں شریك ہوا کرتے تھے اور مسلمانوں سے فرمایا كرتے تھے كرتے تھے اور مسلمانوں سے فرمایا كرتے تھے كہ:

" وہ بھی جنازوں میں شریك ہوا كریں اور جو لوگ مرگئے ہیں ان كے لئے اللہ تعالى سے رحمت و مغفرت طلب كیا كریں، جنازے كو دیكھنے سے عبرت حاصل كریں، بیدار ہوں، جان لیں كہ ان كى زندگى بھى ختم ہوجائے گى اور آخرت كے راستہ كے لئے بہترین زاد راہ تقوى ہے"

پیغمبر اسلام(ص) لباس و خوراك میں بہت كفایت شعاری سے كام لیتے تھے، مختلف طرح كے كھانوں سے پرہیز كیا كرتے تھے آپ كی غذا سادہ اور تھوڑی ہوا كرتى تھى، آپ كا لباس سادہ اور كم قیمت كا ہوا كرتا تھا_ معاشرہ میں ایك دوسرے كی مدد كرتے تھے اور آپ اپنے گھر كے كاموں میں ہاتھ بٹایا كرتے، كبھی اپنے لباس كو خود اپنے ہاتھوں سے پیوند لگایا كرتے تھے اور كبھی اپنی جوتیوں كوٹا نكتے تھے _

آپ بہت متواضع او رمخلص تھے جب کسی محفل میں وارد ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں جگہ خالی نظر آتی کسی خاص جگہ پر بیٹھتے کے متمنی نہ ہوتے تھے تمام اہل فلس کا احترام کیا کرتے تھے اور گفتگو کرنے کے وقت سبھی کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے، دوسروں کی بات کو غور سے سنتے تھے کسی کی بات کو نہیں کاٹتے تھے آپ بہت با حیا اور کم گو تھے ضرورت سے زیادہ بات نہیں کیا کرتے تھے کبھی مزاح بھی کرلیا کرتے تھے لیکن پوری طرح متوجہ ہوتے تھے کہ اس سے کس کی دل آزاری نہ ہو اور ناحق بات بھی نہ ہو

غیبت، تہمت ، افتراء و جھوٹ اور ہر بری بات سے اجتناب کیا کرتے تھے لوگوں

188

سے ہدیئے کو قبول کرتے ت ھے لیکن کوشش کرتے تھے کہ اس سے بہتر اور زیادہ اسے واپس کریں_ مسلمانوں کو تاکید کیا کرتے تھے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کریں تا کہ محبت زیادہ ہو اور کینہ دلوں سے دور ہو_ ولیمہ کی سادہ دعوت و مہمانی کو قبول کیا کرتے تھے آپ اس قدر خوش اخلاق اور مہربان تھے کہ خداوند عالم آپ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

" اے پیغمبر (ص) تیرا خلق و عادت بہت عظیم و پسندیدہ ہے اور تو مومنین کے لئے اسوہ اور نمونہ عمل ہے"_ قرآن مجید کی آیت:

و لا تطرد الذين يدعون ربّهم بالغداة و العشّى يريدون و جهم ما عليك من حسابهم من شييء و ما من حسابك عليهم من شييء فتطردهم فتكون من الظّالمين (1)

" خبردار جو لوگ صبح و شام اپنے خدا کو پکارتے ہیں اور خدا ہی کو مقصود بنائے ہوئے ہیں انھیں اپنی بزم سے الگ نہ کیجئے نہ آپ کے ذمہ ان کا حساب ہے اور نہ ان کے ذمہ آپ کا حساب ہے کہ آپ انھیں دھتکاریں اور اس طرح ظالموں میں شمار ہوجائیں"

1) سوره انعام آیت 52

189

سوالات

سوچیئے اور جواب دیجئے

- 1)___ اصحاب صفّہ کن لوگوں کو کہا جاتا ہے، پیغمبر اسلام(ص) کا ان کے ساتھ کیسا سلوك تھا؟
- 2)___ کون سے لوگ بیغمبر(ص) پر محروم طبقے کے ساتھ بیٹھنے پر اعتراض کیا کرتے تھے اور پیغمبر اسلام(ص) سے کیا کہا کرتے تھے؟
- 3)___ جاہلیت کی چند رسوم کو شمار کرو اور بتلاؤ کہ اسلام میں پیغمبر (ص) کے نزدیك ان کی کیا قیمت تھی اور ان رسوم کے بدلنے میں پیغمبر اسلام(ص) کیا اقدام کرتے تھے؟
 - 4)___ اسلامی تہذیب میں کسے شریف انسان کہا جاتا ہے؟
- 5) ___ پیغمبر اسلام (ص) کا رویہ جناب مسلمان فارسی کے ساتھ کیسا تھا؟ پیغمبر (ص) سلمان فارسی کو کیوں دوست
 رکھتے تھے اور ان کا کیوں احترام کرتے تھے؟
- 6)___ پیغمبر اسلام (ص) نے اس شخص کو کہ جس نے پیغمبر (ص) پر سلمان فارسی کے ساتھ بیٹھنے پر اعتراض کیا تھا کیاب جو اب دیا تھا؟
 - 7)____ رسول خدا (ص) کا کسی سے دوستی اور روشنی کرنے کا کیا معیار تھا؟
 - 8) ___ جبرئیل نے محروم طبقے کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے سلسلہ میں کیا پیغام دیا تھا؟
 - 9)___ "اسوه" كے كہتے ہيں اور كون شخص مسلمانى كے لئے "اسوه" بن سكتا ہے؟
 - 10) مندرجہ ذیل چیزوں میں پیغمبر اسلام (ص) کی سیرت کو بیان کرو:

فقراء اور ناداروں کے ساتھ گھر میں خوراك و غذا کے بارے میں لوگوں كى بدایت كرنے میں مزاح كرنے، بات سننے اور بات بڑوں، چھوٹوں اور جوانوں كے ساتھ كرنے، بدیہ دینے و بدیہ لینے رشتہ داروں، بیماروں و مردوں كے ساتھ اور مہمانى كے سلسلہ میں

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

190

پانچواں حصّہ

اسلام اور اس کے سیاسی و اجتماعی اور اخلاقی امور

191

اسلام کی عظیم امّت

قرآن مجید تمام مسلمانوں کو ایك امّت قرار دیتا ہے کیونکہ سبھی ایك خدا کی پرستش کرتے ہیں اور ایك پیغمبر (ص) و معاد

کو قبول کرتے ہیں اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلّم کو اللہ تعالی کا آخری پیغمبر مانتے ہیں ، قرآن کو آسمانی اور عملی آئین تسلیم کرتے ہیں، سبھی کا ایك ہدف ہے اور وہ ہے احکام الہی کا تمام جہاں میں جاری کرنا اور نظام توحیدی کو عمل میں لانا_ نظام توحیدی اس نظام کو کہا جانتا ہے جو خداپرستی، الله تعالی کی رہبری اور احکام الہی کے اجرا پر مبنی ہو_

کیا تم مسلمانوں کی تعداد کو جانتے ہو؟ کیا کبھی اتنی کثیر جمعیت کی طاقت کا اندازہ لگایا ہے؟ مسلمانوں کی تعداد پوری دنیا میں بہت زیادہ ہے (جو تقریباً ایك ارب ہے) مسلمان مختلف شہروں، قصبوں، صوبوں، ملكوں اور برّا عظموں میں رہتے ہیں، مختلف اقوام پر مشتمل ہیں، مختلف زبانوں میں گفتگو كرتے ہیں، مختلف جگہوں پر مختلف گروہوں پر حكومت كرتے ہیں اور انھوں نے اپنی حكومت كے لئے سرحدین بنا ركھی ہیں_

لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ یہ تمام کے تمام اپنے ملك کے افراد کے حالات کو نظر رکھتے ہیں اور بقیہ مسلمانوں کے لئے جوان ممالك کے باہر دوسرے ممالك میں زندگی گذارتے ہیں کوئي توجہ نہیں کرتے بلکہ انھیں اجنبی و بیگانہ سمجھتے ہیں لیکن اسلام اور قرآن اس کوتاہ فکری کو قبول نہیں کرتا بلکہ تمام جہاں کے مسلمانوں کو خواہ وہ کہیں بھی ہوں اور کسی

192

زبان میں بھی باتیں کریں ایك امّت قرار دیتا ہے_ خیالی اور وہمی سرحدیں تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایك دوسرے سے جدا نہیں کرسکتیں اگر چہ مسلمانوں کی سرزمینیں مختلف حکومتوں سے ہی کیوں نہ چلائي جارہی ہوں _ مسلمان ایك دوسرے سے اجنبی اور بیگانہ نہیں ہیں بلکہ تمام کے تمام اسلام، مسلمان اور اس عظیم اسلامی معاشرے میں مشترك ذمہ دار ہیں _ اسلامی حکومت کے سر براہوں کو نہیں چاہیئے اور نہ ہی وہ کرسکتے ہیں کہ اسلامی حکومتوں کو ایك دوسرے سے اجنبی قرار دیں اور وہ بے خبر رہیں حالانکہ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا ہے:

" جو بھی مسلمانوں کے امور کی صلاح کی فکر میں نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے"_

پیغمبر اسلام (ص) کے اس فرمان کے بعد کیا وہی سرحدیں اور خطوط مسلمانوں کو ایك دوسرے سے اجنبی قرار دے سکتی ہیں؟ کیا جغرافی حدود اسلامی برادری اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو محدود کرسکتی ہیں؟ کیا ایك ثروت مند ملك کہ جس کی آمدنی بہت زیادہ ہو دوسری اسلامی حکومتوں سے جو فقیر ہو بے پروا رہ سکتا ہے؟ کیاایك اسلامی آزاد اور ترقی یافتہ ملك دوسرے اسلامی ملك سے جو دوسروں کے زیر تسلط ہو بے توجہ رہ سکتا ہے، کیا حکم نہیں ہے کہ ہر ایك مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کے امور کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے؟

اسلامی سرزمین سر د فاع کرنا:

اگر کسی مسلمان حکومت پر کوئی ظالم حملہ کردے تو جانتے ہو کہ دوسرے اسلامی ممالك کی کیا ذمہ داری ہے؟ تمام ممالك اسلامی پر واجب اور لازم ہے کہ اپنی تمام قوت اور فوج کو لے کر اس ظالم حملہ آور پر حملہ کردیں اور اس متجاوز ظلم کو پوری طاقت سے اس ملك

193

سے دور کریں کہ جس پر اس نے حملہ کیا تھا اس لئے کہ ایك اسلامی حکومت پر حملہ کرنا پوری دنیائے اسلام اور پیغمبر اسلامي(ص) کی عظیم امت پر حملہ کرنا ہوتا ہے_

اگر پیغمبر اسلام (ص) کے زمانہ میں اسلامی ملك کے کسی گوشہ پر حملہ کیا جاتا تو پیغمبر اسلام (ص) کیا کرتے اور اپنا اس کے متعلق کیا رد عمل ظاہر کرتے؟ کیا یہ ہوسکتا تھا کہ آپ خاموش رہتے اور کوئي عملی اقدام نہ کرتے؟ برگز نہیں یہ ممکن ہی نہیں تھا بلکہ پیغمبر اسلام (ص) مسلمانوں کے عظیم لشکر کو اسلام کی سرزمین کے دفاع کے لئے روانہ کرتے اور جب تك دشمن كو وہاں سے نہ ہٹا دیتے آرام سے نہ بیٹھتے پیغمبر اكرم(ص) نے اس عظیم ذمہ داری کی بجا آوری موجودہ زمانہ میں اسلامی معاشرہ کے رہبران الہی پر ڈال رکھی ہے اور اس کی بجاآوری انھیں کی ذمہ داری ب

تمام مسلمانوں سے اور بالخصوص ان مذہبی رہبروں سے امید ہے کہ وہ اسلامی ممالک کی سرزمین کی اور اسلام کی اعلی و ارفع قدر و قیمت کی پوری طاقت و قوت سے حفاظت کریں اور اجنبیوں کے مظالم کو اسلامی مملک سے دور رکھیں_

مشترك دشمن كر مقابل مسلمانوں كا اتحاد:

مسلمانوں کو یہ حقیقت ماننی چاہیئے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کی برادری اور خلوص سے زندگی کرنی چاہیئے اور کفر و مادی گری جو تمام مسلمانوں کامشترک دشمن ہے اس کے مقابل متحد ہونا چاہیئے _ اسلام کے دشمن ہی نے تو مسلمانوں میں اختلاف ڈال کر یہ ملک اور وہ ملک یہ قوم اور وہ قوم یہ برا عظم اور وہ برّا عظم بنا رکھا ہے حالانکہ تمام مسلمان ایک اور صرف ایک ملّت

194

ہیں اور انھیں مشترك دشمن كے مقابل یعنی كفرو مادّی گری و جہان خوار اور استكبار كے سامنے متحد ہوكر مقابلہ كرنا چاہیئے اس صورت میں دشمن كبھی جرات نہ كرسكے گا كہ اسلامی سرزمین كے كسی گوشہ پر تجاوز كرسكے اور ان كی دولت و ثروت كو لوٹ لے جائے اور مسلمانوں كی عزت و شرف اور صحیح فرہنگ كو نابود كرسكے_

جہان اسلام کی وحدت اور استقلال کی حفاظت:

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کفر سے چشم پوشی کرتے ہوئے جہان اسلام کی وحدت اور ان کی داخلی طاقت کی تقویت اور اس کے کامل استقلال کے لئے کوشش کریں تا کہ وہ شرق و غرب کے شدید و خطرناك طوفان کے مقابل آزاد اور باوقار زندگی بسر کرسکیں

مسلمان تب ہی فتحیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے جب وہ اپنی عظیم طاقت پر انحصار کرے اور اسلام کے دشمن پر سہارا نہ کرے اسلام کے دشمن کبھی مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے اسلام کے دشمنی دوستی کا اظہار بھی کریں تو وہ جھوٹ بولتے ہیں اور سوائے مکر و حیلہ اور ٹروت کو لوٹنے کے اور کوئي ان کی غرض نہیں ہوتی اور ان کے عہد و پیمان پر کوئي اعتماد نہیں کیا جاسکتا

خداوند عالم قرآن مجيد ميں فرماتا ہے كہ:

"کافروں کے ساتھ جنگ کرو کیونکہ ان کے عہد و پیمان بے اعتبار اور بے فائدہ ہوا کرتے ہیں"_ مسلمانوں کو متحد ہونا چاہیئے اور کسی بھی حکومت کو اجازت نہ دیں کہ اسلامی ممالک میں معمولی مداخلت بھی کرسکیں

195

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

" و الذين معم اشدّاء على الكفّار رحماء بينهم (1)

" یعنی مومنین کو کافروں کے مقابل میں سخت ہونا چاہیئے اور آپس میں بہت مہربان اور ہمدرد"

لہذا ساری دنیا کے مسلمانوں اور اسلامی ممالك کے سر براہوں کی ذمّہ داری ہے کہ وہ ایك اسلامی وسیع نظری کی بناپر تمام عالم اسلام کو ایك اسلامی وسیع نظری کی بناپر تمام عالم اسلام کو ایك جانیں اور اسلامی کی اعلی ترین مصالح کی خاطر معمولی اختلافات سے صرف نظر کریں، اختلاف پیدا کرنے والے عوامل و اسباب کا مقابلہ کریں اور اپنے معمولی اختلاف و كدورتوں كو حسن نیت اور حسن اخلاق سے ححل کریں اور اپنی پوری طاقت سے كوشش كریں کہ عالم اسلام اور مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف پیدا نہ ہو _

متجاوز سے نمٹنے کا طریقہ:

اگر مسلمانوں کی حکومت میں سے کوئی حکومت دوسروں کے ایماء پر کسی دوسری مسلمان حکومت پر حملہ کرے تو سارے مسلمانوں بالخصوص ممالك اسلامی کے سر براہوں کی ذمہ داری ہوگی کہ فوراً ان کے اختلاف کو حل کریں، ان میں صلح و صفائی کر ادیں اور عالم اسلام کو بہت بڑے خطرے یعنی اختلاف و تفرقہ سے نجات دلائیں اور پوری غیر جانبداری سے متجاوز کو پہچانیں اس کا اعلان کریں اور اس کو حکم دین کہ وہ اپنے تجاوز سے دست بردار ہوجائے اور اگر اس

سوره فتح آیت 29

196

کے باوجود بھی وہ اپنی ضد پر باقی رہے اور اپنے تجاوز سے دست بردار نہ ہو پھر فریضہ کیا ہوگا؟ تمام مسلمانوں کا فریضہ ہوگا کہ متجاوز سے اعلان جنگ کریں اور پوری طاقت سے یہاں تك کہ خونریزی و جنگ سے اسے سركوب كریں اسے اپنی پہلی حالت كی طرف لوٹادیں اور پھر ان دو جنگ كرنے والے ملكوں میں مصالحت كرائیں اور انھیں، پہلی والی حسن نیت اور خوش بینی كی طرف لوٹادیں_

اس طریقہ سے عالم اسلام کو اختلاف و تفرقہ سے محفوظ رکھیں تا کہ کافر خود اپنے منھ کی کھائے اور اسے اجازت نہ دیں کہ وہ مسلمانوں کی اسے اجازت نہ دیں کہ وہ مسلمانوں کے امو رمیں اگر چہ ان میں صلح کرانا ہی کیوں نہ ہو مداخلت کرے قرآن مجید نے مسلمانوں کی یہی ذمہ داری بیان کی ہے _

قرآن مجید کی آیت:

و ان طانفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا الّتى تبغى حتّى تفييء الى امر الله فان فانت فاصلحوا بينهما بالعدل و اقسطو انّ الله يحبّ المقسطين (1) انّما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم و اتّقوا الله لعلكم تدحمون (1)

" اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑپڑیں تو ان دونوں میں صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایك فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم بھی اس سے لڑو یہاں تك کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر جب رجوع کرے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو بیشك خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے مومنین تو آپس میں بس بھائي بھائي ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہوتا کہ تم پر رحم کیا جائے"_

1) سوره حجرات آیات 9 10

197

سوالات

سوچیئے اور جواب دیجئے

- 1) مسلمان كن عقائد ميں مشترك بيں؟
- 2) امّت واحدہ سے کیا مراد ہے؟ قرآن اور اسلام کا مسلمانوں کے متعلق کیا نظریہ ہے؟
- 3) کیا جغرافیائی حدود مسلمانوں کی ذمّہ داریوں کو محدود کرسکتی ہیں، کیوں اور کس طرح؟
- 4) اگر کسی مسلمانو ملك پر غیر حملہ كردے تو دوسرے اسلامی ممالك كا اور مسلمانوں عالم كا فريضہ كيا ہے؟
 - !) تمام مسلمانوں کے مشترك دشمن كون ہيں، ان دشمنوں كے مقابلہ ميں مسلمانوں كى كيا ذمّہ دارى ہے؟
 - 6) قرآن، کافروں سے کس قسم کا معاملہ انجام دینے کو کہتا ہے، کیا اس کی وضاحت کرسکتے ہو؟
 - 7) مسلمانوں کا آیس میں کیسا سلوك ہونا چاہیئے؟
 - 8) کافروں اور تجاوز کرنے والوں سے کیسا معاملہ کرنا چاہیئے اور ان سے کس قسم کا ربط رکھنا چاہیئے?
- 9)___ اگر اسلامی ممالك میں سے كوئي ملك كسى دوسرے ملك پر حملہ كردے تو اس وقت تمام مسلمانوں كى كيا ذمہ دارى ہے؟
 - ۔ 10) اگر حملہ آور حق کو قبول نہ کرے تو پھر مسلمانوں کا کیا فریضہ ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

اجتهاد اور رهبري

کسی بیماری تشخیص اور اس کے علاج میں کس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے؟ کسی لوہار یا زمیندار کی طرف جو علم طب سے واقفیت نہیں رکھتا یا ایك طبیب اور ڈاکٹر کی طرف؟

یقینا ایك ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کیونکہ ڈاکٹر ہی بیماری کی تشخیص اور اس کے علاج کی صلاحیت رکھتا ہے جب کہ لوہار اور زمیندار ایسی صلاحیت نہیں رکھتا

کسی بالڈنگ یا مکان کا نقشہ بنوانے اور پھر مکان و بلڈنگ تیار کرنے میں کس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے؟ کیا کسی مدرسہ کے معلم یا نفسیاتی ماہر کی طرف؟ یا کسی انجینر اور معماری کی طرف؟ یقینا انجینئر اور معمار اس کام کو جانتے ہیں کسی کام کے سلسلہ میں اس کے ماہر کی طرف رجوع کرنا ایک ضروری اور فطری چیز ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ہم تمام فنون اور کاموں میں اس کے ماہر ہوجائیں؟ کیا ان سوالوں کے جواب دے سکتے ہو؟ احکام و قوانین اسلام اور دین واقعی معلوم کرنے کے لئے کس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے؟

کیا دین واقعی معلوم کرنے کے لئے ہم ایك سائنسداں یا نفسیاتی ماہر یا ڈاکٹر کی طرف رجوع کرسکتے ہیں؟ نہیں کیونکہ ان لوگوں کو دین کے قوانین اور احکام سے پوری طرح واقفیت نہیں ہوتی لہذا دوسرے علوم و فنون کی طرح علم دین کی شناخت کے لئے بھی کسی ماہر و متخصّص کی ضرورت ہے

199

دین کے احکام کے استنباط کا ماہر و متخصّص مجتہد اور فقیہ ہوا کرتا ہے ہم قوانین اسلام اور احکام دین کے معلوم کرنے کے لئے مجتہدین کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انھیں کو مراجع تقلید کہتے ہیں_

ایك فقیہ اور مجتہد احام اسلامی کے استنباط کرنے کے لئے کئی سالوں تك درس و تدریس میں مشغول رہتا ہے اور اپنی محنت و كوشش سے تمام احادیث اور قرآنی آیات سے پوری طرح آگاہی حاصل کرتا ہے احادیث اور آیات قرآنی کے سمجھنے کے لئے مختلف علوم کی ضرورت ہوتی ہے فقیہہ ان تمام علوم کو حاصل کرتا ہے، عربی زبان و ادب سے اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے، عربی زبان کے قواعد اور دستور کو بخوبی جانتا ہے، عربی زبان کے جملے اور کلمات سے مطالب کو اخذ کرتا ہے۔

علم اصول فقہ کہ جس پر اجتہاد موقوف ہوتا ہے اس میں پوری طرح دسترس رکھتا ہے علم حدیث اور روایت میں وہ مجتہد ہوتا ہے وہ حدیث اور قرآن شناس ہوتا ہے وہ معتبر حدیث کو غیر معتبر حدیث سے اور حدیث صحیح کو حدیث ضعیف سے نمیز دیتا ہے کیونکہ ہر حدیث معتبر اور قابل اعتماد نہیں ہوا کرتی کتب احادیث میں ایسی حدیثیں جو مجہول اور جھوٹی ہیں کہ جنھیں پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) نے نہیں فرمایا موجود ہیں ایسی جھوٹی اور مجہول احادیث کو واقعی اور صحیح احادیث سے تمیز دینا ایك اہم کام ہے کہ جسے صرف مجتہد انجام دے سكتا ہے_

ہر حدیث کو قرآن اور دوسرے احادیث کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے اور اس کام کو ہر شخص نہیں کرسکتا صرف مجتہد اور فقیہم ہی اسلام کے واقعی احکام اور قوانین کو آیات اور سیکٹروں احادیث کی کتابوں میں تلاش کرتا ہے لیکن وہ شخص جو احکام اسلامی کے استنباط کی صلاحیت نہیں رکھتا اگر چہ وہ دوسرے علوم کا ماہر ہی کیوں نہ ہو اسے حق نہیں

200

یہونچتا کہ وہ قوانین اور احکام اسلامی کو استنباط کرے

فقیہہ اور مجتہد وہ ہوتا ہے جو اسلام کو اچھی طرح جانتا ہو اور احکام و قوانین کا خواہ وہ فردی ہوں یا اجتماعي، سیاسی ہوں یا اخلاقی اچھی طرح علم رکھتا ہو _ معاشرہ کی مختلف ضروریات سے آگاہ ہو، دنیا میں رونما ہونے والے حوادث خاص طور سے عالم اسلام کے حالات سے بخوبی واقف ہو اور معاشرہ کی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اجتہادی قوت سے اس کامل سوچے اور شجاعت و تدبّری سے اس کی رہبری کر سکے اور اس سلسلہ میں باخبر افراد سے مشورہ بھی لے_

اجتہادی طاقت اس عظیم اسلامی معاشرہ کو حرکت میں رکھتی ہے اور مسلمانوں کی عظیم طاقت و قدرت کی رہبری کرتی ہے _ مجتہد اور فقیہہ کج فکری، تعدی و سستی اور غلط قسم کی جاہلوں کی تاویلات اور اہل باطل کی بدعات کو روکتا ہے

اور مسلمانوں کو اسلام کے صحیح راستہ پر چلا کردینا و آخرت کی سعادت اور سربلندی تك پہونچاتا ہے_ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا ہے كہ:

" فقہائ، پیغمبر (ص) کی طرف سے اس امّت کے امین ہوا کرتے ہیں"_

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"دین کے قوانین اور امور کا اجر ان علماء کے ہاتھ سے ہوا کرتا ہے کہ جو دین کے حلال اور حرام کے امین ہوتے ہیں" پیغمبر اسلام(ص) نے فرمایا ہے کہ:

" ہمیشہ لوگوں میں ایسے علماء اور متقی پیدا ہوتے رہیں گے جو دین کی حمایت کریں گے، جاہلوں کی غلط تعریفوں اور تفسیروں کو

201

روکیں گے، الہ باطل کی بدعتوں کا مقابلہ کریں گے اور جذباتی انسانوں کی غلط تاویلات میں حائل ہوں گے"_ اس فقیہہ کی تقلید کرنی چاہیئے جو عادل، متقی، بقیہ تمام مجتہدوں سے زیادہ آگاہ ہو اور رہبری کی ذمہ داریوں کو ادا کرسکتا ہو_ اس قسم کا فقیہ اور مجتہد احکام دین کے استنباط کے علاوہ بارہویں امام حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں رہبری اور حکومت کو بھی اپنے ذمہ لے سکتا ہے اور مسلمان ایسے اسلام شناس فقیہہ کی حکومت اور رہبری کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی عاقلانہ رہبری سے بہرہ مند ہوتے ہیں، اسلام کے سیدھے راستہ کو اسی سے حاصل کرتے ہیں اس کے اوامر کی اطاعت اور اس کی رہبری و حکومت کو قبول کر کے حقیقی کامیابی حاصل کرتے ہیں_

202

سو الات

سوچیئے اور جواب دیجیئے

- 1)___ دین اسلام کے قوانین اور احکام معلوم کرنے کے لئے کس شخص کی طرف رجوع کرنا چاہیئے؟
 - 2)____ مجتہد کو دین کے احکام استنباط کرنے میں کن کن علوم کو جاننا چاہیئے؟
 - $(3)_{2}$ کیا ہر حدیث پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور کیوں?
 - 4)___ احادیث کو کن علوم کی روشنی میں قبول کیا جاتا ہے؟
 - 5)___ پیغمبر اسلام (ص) نے فقہاء کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟
 - 6)___ کس فقیہہ کی تقلید کرنی چاہیئے؟
- 7)___ اسلام کی رہبری اور حکومت کس کے پاس ہونی چاہیئے اس کی اور لوگوں کی کیا ذمّہ داری ہوتی ہے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

203

قانون میں سب مساوی ہیں

حضرت علی علیہ السلام کوفہ کے بازار سے گذر رہے تھے ایک زرہ ایک عیسائی کے ہاتھ میں دیکھی کہ وہ اسے فروخت کر رہا ہے حضرت علی علیہ السلام اس زمانہ میں تمام اسلامی مملکت کے ولی اور خلیفہ تھے آپ اس عیسائی کے نزدیک گئے اور اس زرہ کو غور سے دیکھا پھر اس بیچنے والے عیسائی سے کہا کہ:
"زرہ تو میری ہے کافی دن ہوگئے ہیں کہ یہ گم ہوگئی تھی اب چونکہ یہ تمھارے پاس ہے لہذا یہ مجھے واپس کردو"_ عیسائی نے واپس دینے سے انکار کیا اور کہا کہ:

" یہ زرہ میری ہے آپ سے اس کا کوئي تعلق نہیں ہے"

زرہ کو آپ سے جھٹکے سے واپس لے لیا_ لوگ اکٹھے ہوگئے تا کہ دیکھیں کہ اتنی بڑی شخصیت کا مالك کیا کردار ادا کرتا ہے اور یہ دیکھیں کہ حضرت علی علیہ السلام اس عیسائی آدمی سے کیا کہتے ہیں اور کس طرح اپنے حق کو لیتے ہیں _ شاید چند آدمی آپ کی حمایت بھی کرنا چاہتے تھے اور اس عیسائی سے زرہ واپس لے کر حضرت علی علیہ السلام کو دینا چاہتے تھے لیکن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

" نہیں تمھیں اس سے کوئي سرو کار نہیں ہے اسلام حق اور عدالت کا دین ہے اس سلسلہ میں قانون موجود ہے اور میں قانون اور قاضی کے فیصلہ کو تسلیم کروں گا"_

204

آپ نے اس وقت بہت نرم دلی اور خندہ پیشانی سے اس عیسائی سے فرمایا کہ:

" مجھے یقین ہے کہ یہ زرہ میری ہے یہ مجھے دے دو ورنہ آؤ ہم قاضی کے پاس چلتے ہیں تا کہ وہ ہمارے در میان فیصلہ کرے"

عیسائي نے امام علیہ السلام کی خواہش کو مانا اور آنحضرت کے ساتھ اپنے جگھڑے کے ختم کرنے کے لئے قاضی کے پاس گیا اور جو نہی قاضی کے اللہ السلام کو دیکھا تو وہ آپ کے احترام میں کھڑا ہوگیا لیکن حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ

"ہم فیصلہ کرانے کے لئے یہاں آئے ہیں اور قاضی کو چاہیئے کہ طرفین کے ساتھ ایك جیسا سلوك کرے تمهیں ایك قاضی کی حیثیت سے میرا زیادہ احترام نہیں کرنا چاہیئے_ قاضی کو نگاہ کرنے اور توجہ کرنے میں بھی طرفین کے ساتھ مساوات سے کام لینا چاہیئے_ آؤ اور ہمارے درمیان فیصلہ کرو"_

قاضی اپنی قضاوت کی مخصوص جگہ پر بیٹھا حضرت علی (ع) اور وہ عیسائی بھی قاضی کے سامنے بیٹھے قاضی نے اختلاف کے متعلق پوچھا

امیر المومنین (ع) نے فرمایا کہ:

" یہ زرہ جو اس کے پاس ہے یہ میری ہے میں نے اسے نہ کسی کو بخشا ہے اور نہ کسی کو فروخت کیا ہے چند دین پہلے گم ہوگئي تھی اور اب یہ اس کے پاس ہے"

قاضی نے اس عیسائی سے کہا کہ:

"علی ابن ابیطالب (ع) ادعا کر رہے ہیں کہ زرہ ان کی ہے تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ کیا یہ زرہ تمہاری ہے؟ لیکن مسلمانوں کے

205

خلیفہ کو بھی نہیں جھٹلاتا ہوں"

قاضی نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا:

" یا علی (ع) آپ مدّعی ہیں اور مدّعی کو ایسے دو گواہ کو جو قابل قبول ہوں لانے چاہئیں اگر آپ کے پاس گواہ ہیں تو انھیں عدال میں لائیں تا کہ وہ گواہی دیں"

امیر المومنین (ع) قاضی کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور جانتے تھے کہ گواہی کے قبول کئے جانے کے کیا شرائط ہیں آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ:

" میں اس طرح کے گواہ نہیں رکھتا"

قاضی نے کہا:

" جب آپ کے پاس گواہ نہیں ہیں تو شریعت کی رو سے آپ کا حق ثابت نہیں ہوتا"_

چنانچہ وہ عیسائي زرہ لے کر عدالت سے باہر گیا اور تھوڑی دور چلنے کے بعد سوچنے لگا کہ کتنا بہترین دین اور کتنی عادلانہ حکومت ہے کہ ایك مسلمانوں کے پیشوا اور ایك عیسائي آدمی کو قاضی کے سامنے برابر اور مساوی قرار دیتا ہے _ مسلمانوں کا پیشوا قاضی سے کہتا ہے کہ " بیٹھ جاؤ تمھیں ایك قاضی کی حیثیت سے قضاوت کے وقت میرا زیادہ احترام نہیں کرنا چاہیئے، قاضی کو نگاہ کرنے میں بھی طرفین میں عدالت اور مساوات برتنی چاہیئے کتنی عادلانہ قضاوت ہے کہ بغیر ثبوت کے کسی کے حق میں اگر چہ وہ مسلمانوں کا پیشوا ہی کیوں نہ ہو فیصلہ صادر نہیں کرتی_

وہ تھوڑی دیر کھڑا سوچنا رہا پھر واپس لوٹا لیکن خوشحال ہوکر نہیں بلکہ پریشانی کے عالم میں لوگوں کے سامنے قاضی سے کہنا ہے:

206

"مسلمانو میں اس فیصلہ سے حیرت زدہ ہوں اور یقین نہیں ہوتا کہ قاضی نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے اور مسلمانوں کے پیشوا کے خلاف حکم سنایا ہے، اس عدالت کا حکم بالکل غیر جانبدار انہ تھا اور اس طرح کا فیصلہ صرف پیغمبروں (ع) کے دین میں ہی دیکھا جاسکتا ہے_

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ امیر المومنین (ع) و رسول خدا(ص) کا خلیفہ اور میں ایك عیسائي عدالت میں قانون کی رو سے مساوی ہیں، جہاں اسلام کا پیشوا عدالت میں حاضر ہوتا ہے اور اپنے اجتماعی مقام اور رتبہ سے کوئي فائدہ نہیں اٹھاتا كيسے يہ ہوگيا کہ وہ قاضى کہ جسے وہى پیشوا معین کرتا ہے اس کے حق میں فیصلہ نہیں دیتا؟ کس طرح مانا جائے کہ قاضى اسلام کے رہبر و امیر المومنین کے خلاف حكم صادر كردیتا ہے اور قضاوت کے قوانین كو ہر حیثیت سے ترجیح دیتا ہے۔

یہ عدالت اور یوں فیصلہ کرنا تمھارے دین و مذہب کے حق ہونے کی نشانی ہے میں تمھارے دین کو قبول کرتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں"

اس وقت اس نر كلم شبادتين: اشبد ان لا الم الا الله و اشبد ان محمد رسول الله"

زبان پر جاری کیا اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ:

" خدا کی قسم حق آپ کے ساتھ ہے اور آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں یہ زرہ آپ کی ہے جب آپ مسلمانوں کے اشکر کے

207

ساتھ صفین کی جنگ میں جا رہے تھے تو یہ زرہ اونٹ سے گرپڑی تھی اور آپ اس سے آگے نکل گئے تھے میں نے اسے اٹھایا تھا اور اسے گھر لے آیا تھا یقینا یہ زرہ آپ ہی کی ہے اور میں معافی چاہتا ہوں"_
امیرالمومنین (ع) لوگوں کو ہدایت کرنا بہت پسند کرتے تھے اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا:
" تمھارے مسلمان ہوجانے کی وجہ سے یہ زرہ میں تمھیں بخشتا ہوں اور یہ گھوڑا بھی تمھیں دیتا ہوں"
اس مرد نے اسلامی عالت کی عادلانہ رفتار کی وجہ سے اسلام کو محبت اور عشق سے قبول کیا اور امیرالمومنین (ع) کے خاص پیرو کاروں میں سے ہوگیا اور وہ دین اسلام کا اتنا شیفتہ ہوگیا کہ اسلامی فوج سے منسلك ہوگیا اور بہت بہادری سے نہروان کی جنگ میں شرکت کی اور اسلام کی حفاظت کی یہاں تك کہ اپنے کو اسلام اور انسانی آزادی کے لئے قربان کردیا اور شہادت کے بلند درجہ پر فائز ہوگیا_

توضيح اور تحقيق:

معاشرہ میں عادلانہ قوانین کا ہونا اور اس پر عمل کر انا اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے اگر معاشرہ میں قانون کی حکومت ہو تو لوگ امن میں رہیں گے مطمئن ہوکر کاموں میں مشغول رہیں گے اپنی اور دوسرے لوگوں کی زندگی بہتر بنانے میں کوشا رہیں گے کیونکہ صحیح قانون کے اجراء سے ہی اختلاف اور بد نظمی کو روکا جاسکتا ہے_ لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جاسکتی ہے_

208

قانون کے سامنے سب برابر ہیں اور سبھی کو اللہ تعالی کے قوانین کا احترام کرنا چاہیئے اور اپنی مشکلات کو قانون کے دائرہ میں حل کرنا چاہیئےور عدالت کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے اگر چہ وہ حکم ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو_ قاضی اور قانون جاری کرنے والوں کا سب کے ساتھ ایك جیسا سلوك ہونا چاہیئے حق و عدالت کی پیروی کرنا چاہیئے اور کسی بھی موقع پر غلط حمایت نہیں کرنا چاہیئے بلکہ دوستی اور دشمنی کو مدّ نظر رکھے بغیر قضاوت کرنا چاہیئے قرآن کی آیت:

يا ايّها الّذين امنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء الله و لو على انفسكم او الوالدين و الاقربين ان يكن غنيا او فقيرا فالله اولى بهما فلا تتّبعوا الهوى ان تعدلوا و ان تلوا او تعرضوا فان الله كان بما تعملون خبيرا (1)

" اے ایمان والو عدل و انصاف کے ساتھ قیامت کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو چاہے اپنی ذات یا اپنے والدین اور قرباء ہی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کے خلاف کیوں نہ ہو جس کے لئے گواہی دینا ہے وہ غنی ہو یا فقیر الله دونوں کے لئے تم سے اولی ہے لہذا خبر دار خواہشات کا اتباع نہ کرنا تا کہ انصاف کرسکو اور اگر توڑ مروڑ سے کام لیا یا بالکل کنارہ کشی کرلی تو یاد رکھو کہ الله تمهارے اعمال سے خوب باخبر ہے"_

1) سوره نساء آیت 135

209

سوالات

- یہ سوالات اس لئے ہیں تا کہ زیادہ غور و فکر کرسکو
- 1) ___ جب حضرت على عليه السلام نے اپني زره عيسائي كے ہاتھ ميں ديكھي تھي تو اس سے كيا كہا تھا؟
 - 2) کیا اس عیسائی نے حضرت علی (ع) کی بات کو مانا تھا او رجواب میں کیا کہا تھا؟
- 3) جب اس عیسائی نے امیر المومنین (ع) کو زرہ واپس نہ کی تھی تو امیر المومنین (ع) نے اس سے کیا کہا تھا؟
- 4)___ قاضی نے امیر المومنین (ع) کے ساتھ کون سا سلوك كیا اور حضرت علی (ع) نے اس سے بیٹھنے کے لئے كيون كہا تھا؟
 - 5)___ قاضی نے آپ کے جھگڑے میں کس طرح قضاوت کی اور کس کے حق میں فیصلہ دیا اور کیوں؟
 - 6) ____ وہ عیسائي کیوں مسلمان ہوگیا تھا؟ اس کے مسلمان ہونے کا سبب کیا تھا؟
 - 7) اس تازہ عیسائی مسلمان کا انجام کیا ہوا تھا؟ تمھاری نظر میں وہ اس مرتبہ تك كیسے بہونچا تھا؟
 - 9) کیا بتلا سکتے ہو کہ صحیح قانون کے اجر اسے امن کا کیون احساس ہوتا ہے؟
 - 10) صحیح قانون کے اجرا سے ظلم و جور کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟
 - 11) قاضیوں کو طرفین سے کیسا سلوك کرنا چاہیئے؟

210

- 12)___ دو نزاع کرنے والوں میں سے ایك كو مدّعى كہا جاتا ہے اور جانتے ہو كہ دوسرے كو كيا كہا جاتا ہے؟
 - 13)___ خداوند عالم نے قرآن مجید میں عدالت و انصاف کے بارے میں مومنین کا کیا فریضہ معین کیا ہے؟
 - 14)___ عیسائي کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کے سلوك كو وضاحت سے بیان كرو_
- 15)___ كبھى تم نے دو آدميوں كے درميان فيصلہ كيا ہے؟ كيا عدالت و مساوات كى رعايت كى ہے؟ كيا تم ميں فيصلہ كرنے كے شرائط موجود ہيں؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

211

اسلام میں برادری

ہم ساتویں امام حضرت امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے میرے دوستوں میں سے محمد نام کا ایك دوست بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا_ امام موسی کاظم علیہ السلام میرے تبسم اور اس کی طرف دیکھنے سے سمجھ رہے تھے کہ میں محمد کو بہت چاہتا ہوں آپ کافی دیر تك ہم دونوں کو دیکھتے رہے اور پھر فرمایا:
" محمد کو تم بہت دوست رکھتے ہو"

میں نے غرض کي:

"جی ہاں اے فرزند پیغمبر (ص) چونکہ محمد ایك متقی و با ایمان انسان ہے اور آپ کے دوستوں میں سے ہے لہذا میں اسے دوست ركھتا ہوں"_

امام عليه السلام نر فرمايا:

" ضرور تمھی اسے دوست رکھنا چاہیئے محمد ایك مرد مومن ہے اور تمام مومنین ایك دوسرے کے بھائي ہوتے ہیں لہذا ضروری ہے کہ ان کا آپس میں سلوك دو بھائيوں جيسا ہو_

کیا جانتے ہے؟ کیا جانتے ہو کہ جو مسلمان بھائي کے ساتھ خیانت کرے اور اسے دو ہوکہ دے خداوند عالم اسے اپنی رحمت

212

سے دور کردیتا ہے؟ جانتے ہو کہ بھائیوں کو ایك دوسرے كا خیر خواہ ہونا چاہیئے اور ایك دوسرے كى اصلاح كرنے كى كوشش كرنا چاہیئے؟

دیکھو کسی بھائي کو اس کی ضرورت کی چیز سے محروم نہ کرنا کیونکہ ایسا شخص خدا کی رحمت سے دور رہتا ہے_ دیکھو کبھی کسی بھائي کی غیر حاضری میں اس کی غیبت اور بدگوئي نہ کرنا یا اس کو اپنے سے دور نہ کرنا کہ خداوند عالم بھی تمھیں اپنی رحمت سے دور کردے گا_

اسلام کی رو سے مسلمان مرد اور عورت ایك دوسرے کے بھائي بہن ہیں اور اسلام نہ یہ کہ ایك دوسرے کو بھائي بہن کہہ کہ بلانے کو کہتا ہے بلکہ ان سے چاہتا ہے کہ ایك دوسرے سے بھائیوں اور بہنوں کی طرح مہربانی و صمیمیت سے مددگار ہوں _ سچّے بہن بھائي کبھی بھی ایك دوسرے سے بے تفاوت نہیں رہ سکتے اور وہ ایك دوسے کے اعضاء کی طرح ہوتے ہیں کہ اگر بدن کا ایك عضو و رد کرے تو دوسرا عضو بھی درد کرتا ہے _ مومنین بھی ایسے ہوا کرتے ہیں کہ اگر کسی مومن کو کوئي تكلیف پہونچتی ہے تو دوسرے بھی درد و رنج کا احساس کرتے ہیں اور اس مومن بھائي یا بہت کی مدد کے لئے پہونچ جاتے ہیں اور اس کے درد و رنج کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں ا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرما ہے کہ:

213

" مسلمان ایك دوسرے كے بھائي ہیں اور ایك دوسرے پر برادرى كا حق ركھتے ہیں اگر ایك بھائي بھوكا ہو تو كیا دوسرا بھائي اللہ بھوكا ہو تو كیا دوسرا بھائي سیراب ہوسكتا ہے؟ اگر ایك بھائي پیاسا ہو تو دوسرا بھائي سیراب ہوسكتا ہے؟ اگر ایك بھائي لباس نہ ركھتا ہو تو كیا دوسرا بھائي اپنى پسند كا لباس پہن سكتا ہے ؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلكہ ایك مسلمان دوسرے مسلمان پر كافى حق ركھتا ہے كہ وہ اسے بجالائے"

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا ہے کہ ایك مسلمان پر دوسرے مسلمان کی چند ذمّہ داریاں میں:

- 1)___ " ملاقات كے وقت اسے سلام كر _
- 2) اگر بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کر ہے
- 3) اگر مرجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے
- 4) اگر اسے دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کردے
- 5)___ اور سب سے اہم یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی دوسرے مسلمان اور مومن کے لئے بھی پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسرے کے لئے بھی پسند نہ کرے"

214

سو الات

سوچیئے اور جواب دیجئے

1) ایك مسلمان پر دوسرے مسلمان كے جو فرائض ہیں انھیں بتاؤ

2) مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی فرمائشے کو بیان کرو اور بتاؤ کہ مومن واقعی

ایك دوسر _ سے كس طرح كى رفتار كر _ اور جب كوئي مومن مصيبتوں میں گرفتار ہوجائے تو دوسر _ مومن كو كيا كرنا چاہيئے؟

3)___ امام موسى كاظم عليه السلام نے محمّد كے دوست سے جو آپ كے اصحاب ميں سے تھا مومنين كے ايك دوسرے كے فرائض كے سلسلہ ميں كيا فرمايا تھا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

215

اسلام اور مساوات

ایك دن پیغمبر اسلام(ص) اپنے چند اصحاب سے گفتگو كر رہے تھے اسى وقت جناب سلمان فارسى جو پیغمبر اسلام (ص) كى نظر ميں محترم تھے آگئے آنحضرت (ص) نے اپنى گفتگوختم كرتے ہوئے سلمان فارسى كو بڑے احترام اور خنده پیشانى سے اپنے پہلو میں بٹھایا آپ كى اس محبت آمیز رفتار اور بہت زیادہ احترام سے آپ كے ایك صحابى كو غصہ آیا اور گستاخانہ انداز میں كہا كہ:

" سلمان کو ہمارے درمیان ہم سے بلند جگہ نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ ہم سے نیچے بیٹھنا چاہیئے کیونکہ وہ فارسی زبان ہیں اور ہم عربی زبان"

پیغمبر اسلام(ص) اس صحابی کی گفتگو سے غضبناك بوئے اور فرمایا:

" نہیں ایسا نہیں ہے فارسی یا عربی ہونا قابل امتیاز اور فخر نہیں ہوا کرتا، رنگ اور قبیلہ فضیلت کاموجب نہیں ہوا کرتا، سفید کو سیاہ پر برتری نہیں ہے بلکہ جو چیز خداوند عالم کے نزدیك برتری كا موجب ہے وہ "تقوي" ہے_

جو بھی تقوی میں زیادہ ہوگا وہ اللہ کے نزدیك معزز ہوگا،

اسلام برابری کا دین ہے اور دین اسلام ہے اساس و خیالی امتیازات کی مخالفت کرتا ہے_ اسلام کی نگاہ میں سلمان فارسی، صہیب رومی، حمزہ، جعفر ابن ابیطالب اور دوسرے مسلمان سب کے سب برابر

216

ہیں_ برتری اور فضیلت کا معیار صرف تقوی اور اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ کرنے میں ہے_ اللہ تعالی کے نزدیك ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے ہی برتری ہوا کرتی ہے کیونکہ سب کا پیدا کرنے والا خدا ہے اور خداوند عالم نے تقوی کو فضیلت و برتری کا معیار قرار دیا ہے"_

خداوند عالم انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کی ضروریات کو پہلے سے مہیا کیا ہے اور انھیں اس کے اختیار میں دیا ہے اسی طرح خدا نے زمین کو پیدا کیا ہے تا کہ انسان اس پر زندگی بسر کرے اپنی کوشش سے اسے آباد کرے اللہ کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو اپنے اور دوسروں کے لئے روزی حاصل کرے_

انسان الله تعالى كى نعمتوں سے استفادہ كئے بغیر اور خاص طور سے پانى كے بغیر زندہ نہیں رہ سكتا_ خداوند عالم نے پانى كو انسانوں كے اختیار میں دیا ہے تا كہ اسے پیئ اور اس سے زراعت كریں اور حیوانوں كو پالیں_ زمین كے معاون اور اس كى اندرونى دولت كو انسانوں كے فائدے كے لئے خلق كیا ہے تا كہ انسان غور و فكر كے ذريعہ دنيا كے اسرار و رموز سے واقف ہو اور ان نعمتوں سے كہ جو زمین كے اندر ہیں بہرہ مند ہو اور انهیں مخلوق خدا كى سعادت و آرام اور رفاہ كے لئے استعمال میں لائے (زمین یا پاني، ہوا اور زمین كى دوسرى دولت سارے انسانوں سے متعلق ہے اور سبھى اس سے فائدہ حاصل كرنے كا حق ركھتے ہیں_

سارے انسان اللہ کے بندے ہیں اور وہ زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں سفید، سیاہ، زرد، سرخ، عورت، مرد، دیہاتي، شہري، عرب اور عجم سب کے سب انسان ہیں اور سب کو حق پہونچتا ہے کہ کھانے پینے اور زندگ کے دوسرے وسائل سے بہرہ مند

```
ہوں_ سبھی کو محنت کرنا چاہیئے اور اسلام کے قوانین کی رعایت کرتے ہوئے غیر آباد زمین کو آباد کرنا چاہیئے اور زمین کے اندر چھپی ہوئی دولت کو نکال کر اپنے معاشرہ کے فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہیئے_
کسی انسان کو حق نہیں پہونچتا کہ وہ دوسروں کے حقوق پر تجاوز کرے اور زندگی کے وسائل سے محروم کردے جس طرح خدا کے نزدیك سارے انسان برابر ہیں اسی طرح ایك اسلامی مملکت کی نظر میں بھی برابر ہیں_ اسلامی مملك کو عوام کی ضروریات کو فراہم کرنا چاہیئے اوران کی خوراك و پوشاك اورمسکن کا بغیر کسی جانبداری کے انتظام کرنا چاہیئے
```

اسلامی حکومت کو چاہیئے کہ جہالت کو ختم کر دے اور سبھی کو اسلامی تعلیم سے بہرہ مند کرے اور عوام کے علاج کے لئے ڈاکٹروں کا انتظام کرے اسلامی مملکت کا یہ وظیفہ ہے کہ تمام رعایا کی مدد سے مجبور اور بوڑھوں کے لئے سامان زندگی کو مہیا کرے اسلامی حکومت کو چاہیے کہ نخیرہ کرنے والوں کے ظلم و تعدی کو روکے اور ان کے درمیان عدل او نصاف سے کام لے اور ان لوگوں پر زیادہ توجہ دے جو محروم و ضعیف اور سر حد و دیہات کے رہنے والے ہیں تا کہ ان کی زندگی دوسرے افراد کی زندگی کے برابر آجائے _

خلاصہ یہ ہے کہ دین اسلام عدل و انصاف، برابری اور برادری کا دین ہے_ کسی کو دوسرے پر سوائے تقوی کے کوئی امتیاز نہیں حاصل ہے صرف مومن اور پربیزگار اپنے ایمان اور تقوی کے مراتب کے لحاظ سے "اللہ کے نزدیك معزّز ترین وہ ہے جو زیادہ پربیزگار اور زیادہ متقی ہے"_

218

قر آن مجید کی آیات:

و الارض وضعبا للانام (1)

" الله نے زمین کو لوگوں کے لئے قرار دیا ہے"

ہو الّذي خلق لكم ما في الارض جميعا (2)

" الله بی تو وہ ہے کہ جس نے زمین کی ساری چیزیں تمھارے لئے خلق کی ہیں"

انّ اكرمكم عند الله اتقيكم (3)

" معزز ترین تم میں سے اللہ کے نزدیك وہ ہے جو زیادہ پربیزگار ہو"_

1) سوره رحمن آیت 10

2) سوره بقره آیت 29

3) سوره حجرات آیت 13

219

سو الات

سوچیئے اور جواب دیجئے

1) ___پیغمبر اسلام(ص) ، جناب سلمان فارسی کا کیوں زیادہ احترام کرتے تھے؟

2) _____ پیغمبر اسلام (ص) کی نظر میں انسان کے لئے کون سی چیز باعث فضیلت ہے؟ اور کیوں؟

8)____ لارث زمین، معاون (کانیں) اور زمین میں موجود ثروت کس کی ملکیّت ہے؟ اوران کس کی اجازت سے فائدہ اٹھایا حاسکتا ہے؟

4) حکومت اسلامی کو مسلمانوں کی مدد کے لئے کون سا اقدام کرنا چاہیئے?

5) اسلامی حکومت کو اپنی منصوبہ بندیوں میں کس کو ترجیح دینی چاہیئے?

220

ظالموں کی مدد مت کرو

" بنی امیہ کی حکومت ایك غاصب اور ظالم حکومت ہے میں تمهیں اجازت نہیں دیتا کہ ظالم حکومت کی خدمت كرو اور ا اپنے عمل سے ان كی تائيد كرو"

(امام صادق عليه السلام)

یہ بات امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے جواب میں کہی تھی کہ جس نے آپ سے سوال کیا تھا "کیا میں بنی امیہ کے خلفاء کی خدمت کرسکتا ہوں؟ کیونکہ میں ایك مدت سے بنی امیہ کے دربار میں کرتا ہوں اور بہت کافی مال میں نے حاصل کیا ہے اور اس کے حصول میں بہت زیادہ احتیاط و دقت سے بھی کام نہیں لیا ہے لہذا اب کیا کروں؟ اس مال کا جو میرے پاس موجود ہے کیا حکم ہے حلال ہے یا حرام؟ کیا میں اس کام میں مشغول رہ سکتا ہوں؟ میرا ہونا یا نہ ہونا ان کی حکومت میں کوئی اثر انداز نہیں ہوسکتا؟ اگر میں نے وہ کام انجام نہ دیا تو دوسرے موجود ہیں جو اس کام کو انجام دے دیں گے"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

" اگر بنی امیہ کو مدد گار نہ ملتے تو وہ لوگوں پر ظلم نہ کرتے کیونکہ حکومت خودبخود تو نہیں چلتی بلکہ اس کے لئے وزیر، معاون، مدیر و کام کرنے والے ضروری ہوتے ہیں یہی لوگ حکوت کو چلاتے ہیں اگر تم اور تم جیسے دوسرے لوگ بنی امیہ کی مدد نہ کرتے تو

221

وہ کس طرح لوگوں کو ہماری الہی حکومت سے محروم کرسکتے تھے؟ کس طرح وہ فتنہ اور فساد برپا کرسکتے تھے؟ اگر لوگ ظالموں کی تائید نہ کریں اور ان کے اجتماعات و محافل میں شریك نہ ہوں تو وہ کس طرح اپنے مقاصد تك پہونچ سکتے ہیں؟

نہیں ہرگز نہیں میں کسی مسلمان کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ ظالموں کی حکومت میں نوکری کرے اور اپنے کام سے ان کی مدد کرے" مدد کرے"

سائل نے چونکہ امام علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرنے کا مصمّم ارادہ کیا تھا سوچنے لگا اور اپنے سے کہا کہ کیا میں اس گناہ سے اپنے آپ کو نجات دے سکتا ہوں؟ کاش میں ظالموں کی مدد نہ کرتا اب کس طرح توبہ کروں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام توبہ کے آثار کو اس کے چہرہ پر مشاہدہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا:

' ' ہاں تم اس سے توبہ کرسکتے ہو اور خداوند عالم تیری توبہ قبول بھی کرے گا لیکن یہ کام بہت مشکل ہے کیا اسے انجام دے سکوگے؟

جوان نے کہا کہ:

" ہاں میں حاضر ہوں اور خداوند عالم سے اپنے ارادہ کی تکمیل میں مدد چاہتا ہوں"

امام جعفر صادق علیہ السلام تھوڑا سا روئے اور پھر فرمایا:

" جو مال تو نے بنی امیہ کی غاصب و ظالم حکومت سے غیر شرعی طریقہ سے حاصل کیا ہے وہ تیرا مال نہیں ہے اور اس میں تیرا تصرف

222

کرنا حرام ہے وہ تمام کا تمام اس کے مالکوں کو واپس کردو_

اگر مالکوں کو پہچانتے ہو تو خود انھیں کو واپس کرو اور اگر انھیں نہیں پہچانتے تو ان کی طرف سے صدقہ دے دو تو میں تمھارے لئے بہشت کی ضمانت لیتا ہوں"

وہ سوچنے لگا کیونکہ ساری دولت فقراء کو دینی ہوگی لیکن اس نے سوچا کہ دنیا کی سختیوں کو برداشت کیاجاسکتا ہے اس

لئے کہ یہ ختم ہوجانے والی ہیں لیکن آخرت کی سختی اور عذاب دائمی ہے لامحالہ ان دو میں سے ایك کو اختیار کرنا ہوگا لہذا بہتر ہے دنیا کی تكلیف و رنج کو قبول کرلوں اور اپنے آپ کو آخرت کے دائمی عذاب سے چھٹكارا دے دوں اس نے اپنا سرا اوپر اٹھایا اور امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ:

" میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا"

اس کے بعد وہ وہاں سے اٹھا اور امام (ع) سے رخصت ہوکر چلاگیا_ علی بن حمزہ جو اس کا دوست اور ہمسفر بھی تھا وہ کہتا ہے کہ:

" جب ہم کوفہ پہونچے تو میرا یہ دوست سیدھا گھر گیا مجھے کئي دن تك اس كى خبر نہ ہوئي یہاں تك كہ مجھے اطلاع ملى كہ اس نے اپنى سارى دولت كو لوگوں كے درميان تقسيم كرديا ہے _ جس كو پہچانتا تھا اس كا مال اسے واپس كرديا ہے اور جسے نہيں پہچانتا تھا تو اس كى طرف سے فقراء اور ناداروں كو صدقہ دے دیا ہے یہاں تك كہ اس نے اپنے بدن كے لباس كو بھى دے دیا ہے اور پہننے كے لئے كسى سے لباس عارية لیا ہے اب تو اس كے پاس لباس ہے اور نہ خوراك _

223

میننے تھوڑی خوراك و لباس اس كے لئے مہیا كیا اور اس كی ملاقات كے لئے اس كے پاس گیا اس سے مل كر بہت خوش ہو اور اس كے اس كے اس عمدہ عمل كی تعریف كي میری ملاقات كو تقریباً ایك مہینہ گزرا تھا كہ مجھے خبر ملى كہ وہ جوا ن بیمار ہوگیا ہے میں اس كی عیادت كو جاتا تھا اور اس كے نورانی چہرہ كو ديكھ كر خوشحال ہوتا تھا

ایك دن میں اس كے سر ہانے بیٹھا تھا كہ اس نے ميرى طرف نگاہ كى اور بلند آواز میں كہا: " بھائي امام (ع) نے اپنے عمدہ كو پورا كرديا ہے ميں ابھى سے بہشت ميں اپنى جگہ ديكھ رہا ہوں"

اس کے بعد اس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور دنیا سے رخصت ہوگیا"

توضيح اور تحقيق:

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

" ظالم ایك دوسرے کے دوست و مددگار ہوتے ہیں اور ان کے بعض دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن اللہ پرہیزگاروں کا یار و مددگار ہے"_

نیز ارشاد ہوتا ہے:

" جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان کی طرف ہرگز میلان نہ کرو اور ان

224

پر ہرگز اعتماد نہ کرو کہ وہ بالآخر دوزخ کی آگ میں ڈالے جائیں گے"_

پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا ہے کہ:

" قیامت کے دن اللہ تعالی کی طرف سے منادی ندا دے گا; ظالم کہاں ہیں؟ ظالموں کے مددگار کہاں ہیں؟ تمام ظالموں اور ان کے مددگاروں کو حاضر کرو یہاں تك کہ ان لوگوں کو بھی کہ جنھوں نے ظالموں کی حکومت میں سیاہی اور قلم سے ان کی مد کی ہے یا ان کے لئے خطوط لکھے ہیں یہ تمام لوگ حاضر ہوں گے اور خداوند عالم کے حکم سے انھیں ظالموں کے ساتھ دوزخ میں ڈالا جائے گا"

کیونکہ ظالم اکیلے قادر نہینہوتا کہ وہ لوگوں کے حقوق کو غصب کرے اور ان پر ظلم و ستم کرے اپنے غیر انسانی اور پلید ابداف و اغراض تك پہونچنے کے لئے دوسروں سے مدد لیتا ہے کسی کو رشتہ اور عہدہ دے کر دھوکہ دیتا ہے اور کسی کو مال و دولت دے کر اپنے اردگرد اکٹھا کرتا ہے اور کسی کو ڈرا دھمکا کر اپنی طرف لاتا ہے اس طرح سے اپنی طاغوتی طاقت کو محکم و مضبوط بناتا ہے پھر خون پسینہ سے جمع کی ہوئی دولت کو غصب کرتا ہے اور دوسروں پر تجاوز کرتا ہے

ظالم حکومت کے مامورین، طاغوت انسانوں کے لئے دوسرے لوگوں پر تجاوز اور خیانت کا راستہ ہموار کرتے ہیں وہ اس طرح سے محروم و زحمت کش افراد پر ظلم کرنے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ مدّاح قسم کے لوگ دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں اور طاغوت کے مکروہ چہرے کو محبوب اور پسندیدہ ظاہر کرتے ہیں، روشن فکر قسم کے خائن لوگ ان طاغوتی قوانی کو مرتب کرتے ہیں اور خائن قسم کے وزیر، طاغوتی قوانین جو لوگوں کے ضرر کے لئے بنائے جاتے ہیں ان پر

```
عمل کراتے ہیں اور مسلّح فوج کے حاکم و کمانڈر افراد
```

225

اس قسم کے طاغوتوں کی حکومت سے دفاع کرتے ہیں_

ان کی مدد کرنے والوں کی حمایت و مدد کے بغیر ظالم طاغوت کس طرح لوگوں کے حقوق کو ضائع اور ان پر ظلم کرسکتے ہیں؟ پس جتنے لوگ ظلم و ستم کی حکومت میں ان کی مدد کرتے ہیں وہ خود بھی ظالم ہوتے ہیں اور ظلم و خیانت

میں شریک ہوتے ہیں اور اخروی عذاب و سزا میں بھی ان کے شریک ہوں گے_

برخلاف ان لوگوں کے جو اسلامی حکومت اور اسلام کے قوانین جاری کرنے اور عدل و انصاف قائم کرنے اور محروم طبقے کے حقوق سے دفاع کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالی کے ثواب کی جزاء میں شریك ہوں گے_ قرآن کی آیات:

و انّ الظّالمين بعضهم اولياء بعض و الله وليّ المتّقين (1)

" ظالم ایك دوسرے كے دوست ہوتے ہیں اور اللہ پربیز گاروں كا ولى ہے"

و لا تركنوا الى الّذين ظلموا فتمسّكم النّار (2)

" خبر دار تم لوگ ظالموں كي طرف جهكاؤ اختيار نہ كرنا كہ جہنم كي آگ تمهيں چهوئے كي "

1) سوره جاثيم آيت 19

2) سوره بود آیت 113

226

سوالات

یہ سوالات سوچنے، بحث کرنے اور بہتر یاد کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں

1) ___ جب اس جوان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے (حکومت بنی امیہ میں) کام کرنے کے متعلق پوچھا تھا تو امام

(ع) نے اس کا کیا جواب دیا تھا اور امام (ع) نے اس کے لئے کیا دلیل دی تھي؟

2) مام (ع) نے اس جوان کو نجات کا راستہ کیا بتایا تھا اور اسے کس چیز کی ضمانت دی تھی؟

8)_____ وہ جوان توبہ کرنے سے پہلے کیا سوچ رہا تھا اور اس مدت میں اس نے کیا سوچا؟

4)____ اس جوان نے کس طرح توبہ کی اور کس طرح اپنے آپ کو اس گناہ سے نجات دی ؟

5)___ اس بیماری جوان نے آخری وقت میں اپنے دوست سے کیا کہا تھا؟

6)___ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ظالموں کی مدد نہ کرنے کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

7)___ قیامت کے دن منادی کیا ندا دے گا اور خداوند عالم کی طرف سے کیا حکم ملے گا؟ کون لوگ ظالموں کے ساتھ دوز خ میں جائیں گے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

227

اسلام میں جہاد اور دفاع

جہاد ہر مسلمان پر واجب ہے اور یہ انسان کو آزادی دلاتا ہے_

جہاد کرنے والا آخرت میں بلند درجہ اور خدا کی خاص رحمت و مغفرت کا مستحق ہوتا ہے_ جہاد کرنے والا میدان جنگ میں آکر اپنی جان کو جنّت کے عوض فروخت کرتا ہے_ یہ معاملہ بہت سودمند ہوتا ہے اور اس کے لئے الله تعالی کی رضا ہر جزا سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے_ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا ہے کہ:

" جو لوگ خدا کی راہ میں اس کے بندوں کی آزادی کے لئے قیام و جہاد کرتے ہیں وہ قیامت میں جنّت کے اس دروازہ سے داخل ہوں گے جس کا نام " باب مجاہدین" ہے اور یہ دروازہ صرف مجاہد مومنین کے لئے ہی کھولا جائے گا_ مجاہدین بہت شان و شوکت اور عزّت و وقار سے ہتھار اٹھائے تمام لوگوں کے سامنے اور سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے_ الله تعالی کے خاص مقرّب فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور دوسرے جنّتی ان کے مقام کو دیکھ کر غبطہ کریں گے اور جو شخص الله کی راہ میں جنگ و جہاد کو ترك کردے تو خداوند عالم سے ذلّت و خواری کا لباس پہنائے گا وہ زندگی میں فقیر و نادار ہوگا اور

228

اپنے بدن سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور آخرت کے دردناك عذاب میں مبتلا ہوگا۔ خداوند عالم امت اسلامی کو اسلحہ پر تکیہ کرنے اور گھوڑونو سواریوں کی رعبدار آواز کی جہ سے عزّت و بے نیازی تك پہونچاتا ہے"۔ جہاد میں جو نجات دینے والا ہوتا ہے جنگ کے میدان میں متّحد ہوکر صفین باندھتے ہوئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کر کھڑے ہوجاتے ہیں انھیں چاہیئے کہ حدود الہی کی رعایت کریں اور اس گروہ سے جس سے جنگ کر رہے ہیں پہلے یہ کہیں کہ وہ طاغوت و ظالم کی اطاعت سے دست بردار ہوجائیں اورا شہ کے بندوں کو طاغوتوں کی قیدو بند سے آزاد کرائیں اور خود بھی وہ اللہ تعالی کی اطاعت کریں، اللہ کی حکومت کو تسلیم کریں اگر وہ تسلیم نہ ہوں اور اللہ تعالی کی اطاعت کریں، اللہ کی حکومت کو تسلیم کریں اگر وہ تسلیم نہ ہوں اور اللہ اخان و اجازت سے جنگ کریں اور مستکبر و طاغوت کو نیست و نابود کردیں اور اللہ کے بندوں کو اپنی تمام قوت و طاقت سے دوسروں کی بندگی اور غلامی سے آزاد کرائیں۔ اس راہ میں قتل کرنے اور قتل کئے جانے سے خوف نہ کریں کہ جس کے متعلق امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

" سب سے بہترین موت شہادت کی موت ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میدان جنگ میں دشمن سے لڑتے ہوئے ہزار دفعہ تلوار کی ضرب سے مارا جاؤں تو یہ مرنا میرے لئے اس موت سے زیادہ پسند ہے کہ اپنے بستروں پر مروں"

229

وہ جہاد جو آزادی دلاتا ہے وہ امام (ع) یا نائب امام (ع) کے اذن سے ہوتا ہے اور اس طرح کا جہاد کرنا صرف طاقتور، توانا اور رشید مردوں کا وظیفہ ہے لیکن کس اسلامی سرزمین اور ان کی شرافت و عزّت پر کوئی دشمن حملہ کردے تو پھر تمام زن و مرد پر واجب ہے کہ جو چیز ان کے قبضہ میں ہوا سے لے کر اس کا دفاع کریں اس صورت میں جوانوں کو بھی دشمن پر گولہ بار کرنی ہوگی اور لڑکیوں پر بھی ضروری ہوگا کہ وہ دشمن پر گولیاں چلائیں تمام لوگ اسلمے اٹھائیں حملہ آور کو اپنی سرزمین سے باہر نکال دیں اور اگر ان کے پاس سنگین اسلمہ نہ ہو تو پھر پتھر اور لاٹھیوں سے دشمن پر ٹوٹ پڑیں اپنی جان کوقربان کردیں، پوری طاقت سے جنگ کریں اور خود شہادت کے رتبہ پر فائز ہوجائیں اور اپنی آنے والی نسلوں و جوانوں کے لئے شرافت و عزّت کو میراث میں چھوڑ جائیں اس قسم کا جہاد کہ جس کا نام دفاع ہے اس میں امام (ع) یا نائب امام (ع) کی اجازت ضروری نہیں ہوتی اس لئے کہ اسلامی معاشرے کی عزّت و شرافت اتنی اہم ہوتی ہے کہ اسلام نے ہر مسلمان پر واجب کیا ہے کہ بغیر امام (ع) یاا س کے نائب معاشرے کے دفاع کرے

مندرجہ ذیل واقعہ میں کس طرح مسلمانوں نے بالخصوص عورتوں نے کفّار کے حملہ و اسلام کی عزّت اور اسلامی سرزمین کا دفاع کیا ہے مشاہدہ کرسکتے ہیں:

فداكار اور جرى خاتون:

مدینہ میں یہ خبر پہونچی کہ کفّار مکہ حملہ کی غرض سے چل چکے ہیں اور وہ انقلاب اسلامی کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھنیکیں گے، انصار و مہاجرین کے گھروں کو تباہ کردیں گے_

پیغمبر اسلام(ص) نے فوراً جہاد کا اعلان کرادیا اور مسلمان گروہ در گروہ ان کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے دشمن مدینہ کے نزدیك پہونچ چکے تھے اور مسلمان ان کے مقابلہ کے لئے صف آرا ہوگئے ان کا راستہ روك کر ان کی پیش قدمی کو روك دیا

عورتوں کا ایك فداكار اور با ایمان گروہ بھی اپنے شوہروں اور اولاد کے ساتھ ایمان و شرف اور اپنی سرزمین کے دفاع کے لئے میدان جنگ میں پہونچ گیا_ یہ اكثر افواج اسلام کی مدد كیا كرتی تھیں فوجیوں کے لئے غذا و پانی مہیا كرتیں اور زخمیوں کی دیكھ بھال كیا كرتی تھیں اور اپنی تقریروں سے اسلام كی سپاہ كو جہاد و جاں نثاری كے لئے تشویق دلاتی تھیں

انھیں فداکار خواتین میں سے ایك "نسیبہ" تھیں جواپنے شوہر اور دو جوان بیٹوں کے ساتھ احد کے میدان میں جنگ کے لئے آئی تھیں انھوں نے بہت محبت و شوق سے پانی کی ایك بڑی مشك پر كر كے اپنے كندھے پر ڈالی اور تھكے ماندہ لڑنے والے سپاہیوں كو پانی پلا رہی تھیں، دوا اور صاف ستھرے كپڑے بھی ساتھ ركھے ہوئے تھیں اور ضرورت كے وقت زخميوں كے زخم كو اس سے باندھتى تھیں، اپنی پر جوش اور امید دلانے والی گفتگو سے اپنے شوہر، دو بیٹوں، تمام فوجیوں اور مجاہدین كو دشمن پر سخت و تابڑ توڑ حملے كرنے كی تشویق دلا رہی تھیں

و میں ان کے در کے بر معین سپاہیوں کے در کے نزدیك تھی لیکن افسوس کہ پہاڑ کے در ے پر معین سپاہیوں کے چنگ الجھے مرحلے میں تھیں اور فتح، اسلام کے سپاہیوں کے نزدیك تھی اور مسلمانوں کے سپاہی دشمن کے سخت کھیرے میں آگئے تھے مسلمانوں کی کافی تعداد شہید ہوگئي تھی اور ان کے چند افراد جن کا ایمان قوی نہ تھا اپنے لئے ننگ و عار کو برداشت کرتے ہوئے پیغمبر (ص) کو اکیلا چھوڑ کر میدان سے فرار کر گئے تھے

231

پیغمبر اسلام(ص) کے پاس صرف تھوڑے سے مومن اور فداکار سپاہی رہ گئے تھے آپ (ص) کی جان خطرے میں پڑگئی تھی۔ تشمن نے اپنا پورا زور پیغمبر اسلام(ص) کے قتل کرنے پر لگادیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام اور چند دلیر سپاہی آپ کے اردگرد حلقہ باندھے ہر طرف سے حملہ کادفاع کر رہے تھے

جنگ بہت شدید و خطرناك صورت اختیار كرچكى تهي، اسلام كے سپاہى ایك دوسرے كے بعد كینہ ور دشمن كى تلوار سے زخمى ہوكر زمین پر گر رہے تھے اس حالت كو دیكھنے سے جناب نسیبہ نے مشك كا تسمہ اپنے كندھے سے اتارا اور جلدى سے ایك شہید كى تلوار و ڈھال اٹھائي پیغمبر اسلام (ص) كى طرف دوڑیں اور بپھرے ہوئے شیر كى طرح دشمنوں كے گھیرے كو برق رفتارى سے اپنى تلوار كے حملے سے توڑا اپنے آپ كو پیغمبر اسلام (ص) تك پہونچا دیا اپنى تلوار كو دشمنوں كے سر اور ہاتھوں پر چلا كر انھیں پیغمبر (ص) سے دور ہٹادیا _

اسی دور ان میں انہوں نے دیکھا کہ دشمن کے ایك سپاہی کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے تا کہ پیغمبر اسلام (ص) پروار کر ے نسیبہ اس کی طرف بڑھتی ہیں اور اس پر حملہ کرتی ہیں _ دشمن جو چاہتا تھا کہ اپنا وار پیغمبر اسلام (ص) کے سرپر کرے اس نے جلدی سے وہ وار نسیبہ پر کردیا جس سے نسیبہ کا کندھا زخمی ہوجاتا ہے اس سے خون نکلنے لگا ہے اور پورا جسم خون سے رنگین ہوجاتا ہے ایك سپاہی اس نیم مردہ خاتون کو میدان جنگ سے باہر لے جاتا ہے

جب جنگ ختم ہوگئي تو پيغمبر اسلام (ص) مدينہ ميں زخميوں اور مجروحين کی ملاقات کے لئے گئے اور آپ (ص) نے اس فداکار خاتون کے بارے میں فرمایا کہ:

" اس خوفناك ماحول ميں جس طرف بھي ميں ديكھتا تھا نسيبہ كو ديكھتا تھا كہ وہ اپني تلوار سے ميرا دفاع كر رہي ہے"

232

اس کے بعد نسیبہ جنگ احد کی داستان اور مسلمانوں کی فداکاری کو اپنے دوستوں سے بیان کرتی تھیں اور ان کے دلوں میں ایثار و قربانی کے جذبات کو ابھارتیں اور ان میں جنگ کے شوق کو پیدا کرتی تھیں اور کبھی اپنی قمیص اپنے کندھے سے ہٹا کر اس زخم کے نشان دوسری عورتوں کو دکھلاتی تھیں_ جنگ احد میں اور بھی بہت سی چیزیں پیش آئیں جن کا ذکر ہمارے لئے مفید ہے

```
قر آن کی آیت:
```

انّ الله يحب الّذين يقاتلون في سبيلم صفّا كانّهم بنيان مرصوص (1)

" خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائي ہوئي دیوار کی طرح جنگ کرتے ہیں"

سوره صف آیت 4

233

سو الات

سوچیئے اور جواب دیجئے

- 1) مرد مجاہدین میں اپنی جان کو کس کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اور اس معاملہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟
 - 2) مجاہدین کس طرح جنّت میں وارد ہوں گے؟
 - 3)__ جو لوگ راه خدا میں جہاد نہین کرتے ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟
 - 4) خداوند عالم امّت اسلامی کو کس چیز سے عزّت بخشتا ہے؟
 - 5) میدان جنگ میں ایك مجاہد دوسرے مجاہد كے ساتھ كیسا سلوك كرے؟
 - 6)___ شہادت کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے؟
- 8) دفاع کسے کہا جاتا ہے؟ مسلمانوں کی سرزمین، شرف و عزّت سے دفاع کرنا کس کا فریضہ ہے؟
 - 9)____ نسیبہ، میدان احد میں پہلے کیا کام کرتی تھیں اور پھر کیوں انھوں نے لڑائي میں شرکت کي؟
 - (10) پیغمبر اسلام (0) نے نسیبہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

234

شہادت کا ایك عاشق بوڑھا اور ایك خاتون جو شہید پرور تھي

موت سے کون ڈرتا ہے اور کون نہیں ڈرتا ؟

جو موت کو فنا سمجھتا ہے اور آخرت پر اعتقاد نہیں رکھتا وہ موت سے ضرور ڈرے گا اور موت سے بچنے کے لئے ہر قسم کی ذلّت و عار کو برداشت کرے گا_ اس قسم کے لوگ دنیا کی محدود زندگی کو سوچتے ہیں اور اپنی پوری کوشش کو مادّی و زود گذر خواہشات کے لئے صرف کرتے ہیں اور زیادہ تر اپنے شخصی منافع کے بارے میں سوچتے ہیں اور حیوانوں کی طرح دن رات گذارتے ہیں پھر ذلّت و خواری سے مرجاتے ہیں اور وہ اپنی غفلتوں، کوتاہ نظریوں و برے کردار کی سزا پاتے ہیں_

لیکن جو انسان خدا و آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ جانتا ہے کہ موت نیست و نابود ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ بلند ہمّتی و بے نظیر بہادری کے ساتھ اپنی ا ور اپنے معاشرہ کی شرافت و عزّت کے لئے جنگ کرتا ہے راہ خدا اور اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے لئے جان و مال دینے سے دریغ نہیں کرتا اپنی پوری توانائی کو خدا کی رضا اور بندگان خدا کی فلاح میں صرف کر کے با عزّت زندگی بسر

235

كرتا ہے اور آخرت ميں الطاف الہى سے بہر ہ مند ہوتا ہے_

قبیلہ عمر و ایسے ہی مومن انسان کا ایك مجسم نمونہ تھا جو شہادت و ایثار سے عشق رکھتا تھا چنانچہ اللہ تعالی کی ذات و آخرت پر ایمان لانے کی قدر و قیمت کو پہچاننے کے لئے اس پر افتخار گھرانے کی داستان کے ایك گوشہ بالخصوص عمرو کی داستان کو ذکر کیا جاتا ہے_ مدینہ کے مسلمانوں کو پتہ چلا کہ کفار مکہ، مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آر ہے ہیں، مسلمان پیغمبر اسلام(ص) کے حکم

مدینہ کے مسلمانوں کو پتہ چلا کہ کفّار مکہ، مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آر ہے ہیں، مسلمان پیغمبر اسلام(ص) کے حکم کے بعد دفاع کے لئے آمادہ ہوچکے تھے، مدینہ کی حالت بدل چکی تھی ہر جگہ جہاد و شہادت کی گفتگو ہو رہی تھی صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ سب شہر کے باہر جائیں اور قبل اس کے کہ دشمن میں پہونچیں شہر کے باہر ہی ان کا مقابلہ کیا جائے ج ان سپاہی اپنی ماؤں کے ہاتھ چومتے اور ان سے رخصت ہو رہے تھے اور گروہ گروہ میدان جنگ کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔

مرد اپنے بچوں اور بیویوں سے رخصت ہو کر احد کے پہاڑ کی طرف روانہ ہو رہے تھے_ عمرو بن جموح کے چار بہادر بیٹے جہاد کے لئے آمادہ ہوچکے تھے یہ چاروں بہادر اس سے پہلے بھی جنگوں میں شرکت کیا کرتے تھے اور قرآن و اسلام سے دفاع کرنے میں ہر قسم کی فداکاری کے لئے تیاررہتے تھے_

عمرو دیکھ رہا تھا کہ اس کے فرزند کس شوق و محبّت سے اسلحوں سے آراستہ ہوکر میدان جنگ میں جانے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں اور مسلمان پیادہ و سوار، لباس جنگ زیب تن کئے تکبیر کہتے دمشن کی طرف چلے جا رہے ہیں اسے یقین ہوگیا تھا کہ ان اسلام کے سپاہیوں کو کبھی شکست نہیں ہوسکتی، وہ جنگ کے میدان میں دلیر انہ جنگ کریں گے اپنی عزّت و شرف کا دفاع کریں گے

اس کے نتیجہ میں یا دشمن پر فتح پالیں گے یا شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے

236

التہ اگر شہید ہوگئے تو اللہ تعالی کے فرشتے ان کی پاك روح كو بہشت تك لے جائیں گے اور وہ بہشت كی نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے اور جوار الہی میں خوش و خرّم زندگی بسر كریں گے_

اس منظر کو دیکھ کر عمرو کی آنکھوں میں آنسو بھر آیا او ردل میں کہا:

" کاش میرا پاؤں لنگڑا نہ ہوتا اور میں بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ جہاد کرنے جاتا"

اسی حالت میں اس کے چاروں نوجوان بیٹے اس سے رخصت ہونے کے لئے آئے انھوں نے باپ کا ہاتھ چو ما عمرو نے ان کی پیشانی اور چہروں کو بوسہ دیا_ اسلام کے فداکاروں کے گرم خون کو اس نے نزدیك سے محسوس کیا اور اس کی حالت دگرگوں ہوگئي

" صبر کرو صبر کرو میں بھی تمھارے ساتھ جہاد کے لئے آتا ہوں"

اس کے بیٹے حیرت زدہ ہوکر سوچنے لگے کہ کس طرح ہمارا با ہمارے ساتھ جہاد کرے گا؟ حالانکہ وہ بہت بوڑھا ہے اور اس کا ایك پاؤں بھی لنگڑا ہے ایسے انسان پر اسلامی قانون کے رو سے تو جہاد واجب ہی نہیں ہوا کرتا_

بیٹے اسی فکر میں کھڑے تھے کہ باپ نے لباس جنگ زیب تن کیا تلوار ہاتھ میں لی اور چلنے کے لئے تیار ہوگیا_ بیٹوں نے باپ کو روکنے کے لئے تیار ہوگیا_ بیٹوں نے باپ کو روکنے کے لئے داروں سے باپ کو روکنے کے لئے کہا لئے کہا ہوں کے اصرار پر انھوں نے عمرو سے کہا کہ:

" تم بڑھاپے و لنگڑا پن کی وجہ سے دشمن پر حملہ نہیں کرسکتے ہو نہ ہی اپنے سے دفاع کرسکتے ہو اور خداوند عالم نے بھی تم پر

237

جہاد واجب نہیں کیا ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ تم مدینہ میں رہ جاؤ اور یہ چار جوان بیٹے ہیں جو میدان جنگ میں جا رہے ہیں کافی ہیں"

عمرون نے جواب دیا کہ:

" تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ کافروں کی فوج نے ہم پر حملہ کردیا ہے اسلام اور پیغمبر اسلام (ص) کو خطرے میں ڈال دیا ہے، کیا اسلام و پیغمبر اسلام (ص) کا دفاع کرنا واجب نہیں ہے؟

کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ اسلام کے جانباز سپاہی کس شوق سے جہاد کے لئے جا رہے ہیں؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں یہ ساری شان و شوکت، شوق کو دیکھتا رہوں اور چپ ہوکر بیٹھ جاؤں؟ کیا تم یہ کہتے ہو کہ میں بیٹھ جاؤں اور دوسرے لوگ میدان میں جائیں کافروں کے ساتھ جنگ کریں، شہادت کے فیض اور پروردگار کے دیدار سے شرف یاب ہوں اور میں محروم رہ جاؤں؟

نہیں اور ہرگز نہیں میں پسند نہیں کرتا کہ بستر پر مروں، میں باوجودیکہ بوڑھا و لنگڑا ہوں لیکن یہ چاہتا ہوں کہ شہید ہوجاؤں"_

چنانچہ انہوں نے کوشش کی کہ اس بوڑھے اور ارادے کے پکّے انسان کو جنگ سے روك دیں لیکن اس میں انہیں كامیابی نہ ملی او ربات اس پر ٹھہری کہ پیغمبر اسلام(ص) کی خدمت میں جائیں اور آپ سے اس کے متعلق تكلیف معلوم کریں وہ لوگ حضور کے پاس گئے اور عرض كيا:

" یا رسول الله (ص) میں چاہنا ہوں کہ اپنے بیٹوں کے ساتھ جنگ میں شریك ہوں تا کہ اسلام و مسلمانوں کی مدد كرسكوں اور آخر میں

238

شہا دت کے فیض سے نواز ا جاؤں لیکن میر ا خاندان مجھے ادھر نہیں جانے دیتا"

پیغمبر اسلام (ص) نے جواب دیا:

" اے عمرو جانتے ہو کہ بڑھاپے اور عضو کے ناقص ہونے کی وجہ سے تم پر جہاد واجب نہیں ہے" عمرو نے کہا:

" یا رسول الله (ص) کیا میرے عضو کا یہ نقص مجھے اتنے بڑے فیض اور نیکی سے محروم کرسکتا ہے؟" پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا:

" جہاد تو تم پر واجب نہیں لیکن اگر تیرا دل چاہتا ہے کہ جہاد میں شرکت کرے تو اس سے کوئي مانع نہیں ہے" اس وقت پیغمبر اسلام (ص) نے اس کے رشتہ داروں کی طرف نگا کی اور فرمایا کہ:

" اس پر جہاد تو واجب نہیں ہے لیکن تم پر ضروری نہیں کہ اصرار کرو اور اسے اس نیکی سے روکو اسے اپنے اختیار پر چھوڑ دو اگر وہ چاہے تو جہاد میں شرکت کرے اور اس کے عظیم ثواب سے بہرہ مند ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ اسے شہادت نصیب ہوجائے"

عمرو نے خوش ہوتے ہوئے پیغمبر اسلام (ص) کا شکریہ ادا کیا اور اپنی بیوی (ہند) اور دوسرے رشتہ داروں سے رخصت ہوکر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوگیا_ اس نے میدان جنگ میں بڑی بہادری سے جنگ لڑی اپنے بیٹوں کے ساتھ داد شجاعت لی دشمنوں کی کافی تعداد کو بلاك کیا اور آخر میں اپنے بیٹوں کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہوگیا

239

اس جنگ میں چند لوگوں کی دنیا ظلم و کم صبری اور نافرمانی کی وجہ سے شہداء کی تعداد زیادہ تھی جنگ کے خاتمہ پر شہر مدینہ کی عورتیں اپنے فرزندوں اور رشتہ داروں کے لئے میدان جنگ میں آئیں تا کہ اپنے رشتہ داروں کا حال معلوم کریں۔ ہند سب سے پہلے میدان میں پہونچی اپنے شوہر، بھائی اور ایك فرزند کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئی تا کہ وہاں ان کو دفن کردے لیکن جتنی وہ کوشش کرتی تھی اس کا وہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں جاتا تھا بہت مشكل سے كئي قدم اٹھاتا پھر ٹھہر جاتا اور واپس لوٹ جاتا گویا وہ چاہتا تھا کہ احد کی طرف ہی لوٹ جائے اسی حالت میں چند عورتوں سے اس کی ملاقات ہوگئی جو میدان جنگ کی طرف جا رہی تھیں۔ ان میں پیغمبر اسلام (ص) کی ایك زوجہ بھی تھیں آپ نے ہند سے احوال پرسی کی اور سلام کیا:

کہاں سے آرہی ہو؟

احد کے میدان سے

کیا خبر ہے؟

الحمد الله کہ پیغمبر اسلام (ص) صحیح و سالم بینمسلمانوں کا ایك گروہ شہید ہوگیا ہے اور چونکہ ہمارے پیغمبر (ص) سالم ہیں لہذا دوسری مصیبتوں کو تحمّل کیا جاسکتا ہے خدا کا شکر ہے_

اونٹ پر کیا لادا ہے؟

تین شہیدوں کے جسم کو ایك میرا شوہر، ایك بیٹا اور ایك میرا بھائي ہے انھیں ہمیں لے جا رہی ہوں تا کہ مدینہ میں سپرد خاك كروں نہ جانے كیا بات ہے كہ جتنى كوشش كرتى ہوں كہ اونٹ كو مدینہ كى طرف لے چلوں اونٹ مدینہ كى طرف نہیں جاتا گویا اونٹ احد کی طرف واپس لوٹنا چاہتا ہے لہذا بہتر ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کے پاس جائیں اور اس واقعہ کو آپ سے بیان کریں اور اس کا سبب پوچھیں_

240

پیغمبر اسلام (ص) کی خدمت میں گئیں اور پورے واقعہ کو آپ (ص) سے بیان کیا_ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ: "شاید جب نیرا شوہر جہاد میں جانے کے لئے رخصت ہو رہا تھا تو آخری کوئي بات کہی تھی اس نے کوئي دعا کی تھي؟ یا رسول اللہ (ص) کیوں نہیں آخری وقت اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا تھا اور کہا تھا: " اے خدا مجھے شہادت کے فیض سے شرفیاب فرما اور پھر مجھے مدینہ واپس نہ لے آنا"

پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا:

"خداوند عالم نے اس کی دعا کو قبول کرلیا ہے رہنے دو کیونکہ ہم تمھارے شہیدوں کو دوسرے شہداء کے ساتھ یہیں دفن کر دیں گے"

ہند نے قبول کیا پیغمبر اسلام (ص) نے ان تین شہیدوں کو دوسرے شہداء کے ساتھ وہیں دفن کر دیا اور فر مایا کہ: " یہ بہشت میں ابھی اکھٹے ہوں گے"

ہند نے رسول خدا (ص) سے دعا کرنے کی خواہش کی اور کہا:

" یا رسول الله (ص) دعا کیجئے کہ خداوند عالم مجھے بھی ان تینوں شہیدوں کے ساتھ محشور کرے" پیغمبر اسلام (ص) نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس صابرہ اور شہید پرور خاتون کے لئے دعا فرمائی خدا کرے کہ

پیغمبر اسلام (ص) کی یہ دعا تمام شہید پرور ماؤں کے

241

پیغمبر اسلام (ص) کی حدیث شریف:

و فوق کل بر بر حتّی یقتل الرّجل فی سبیل الله فاذا قتل فی سبیل الله فلیس فوقہ بر " اور ہر نیکی کے اوپر ایك نیکی ہے یہاں تك كہ كوئي شخص راہ خدا میں قتل كردیا جائے اور جب كوئي راہ خدا میں قتل

کردیا جائے تو پھر اس کے اوپر کوئی نیکی نہیں ہے"

242

سوالات

سوچیئےور جواب دیجئے

1 کیا مسلمان ننگ و عار اور ذلَت کو قبول کرسکتا ہے؟ کیا کسی ظالم سے صلح کرسکتا ہے؟

2)___ مومن، وعده الہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کس امید پر میدان جنگ میں شرکت کرتا ہے؟ آخرت میں اس کی جزاء کیا ہے؟

3)___ دو میں سے ایك كون ہے؟

4) کس چیز نے عمرو کو میدان جنگ میں شریك ہونے پر ا بھارا تھا؟

5) ___ عمرو نے میدان جنگ میں شریك ہونے كے لئے كون سے دلائل دیئے ہے؟

6) عمرو نے جناب رسول خدا (ص) سے کیا گفتگو کی اور آخری میں اس نے کیا ارادہ کیا تھا؟

7) بند کی گفتگو ان عورتوں سے جو میدان احدم یں جا رہی تھیں کیا تھی؟

8)_____ پیغمبر اسلام (ص) نے ہند سے کیا پوچھا تھا اور اس کے جواب دینے کے بعد اس سے کیا کہا تھا؟

243

شہیدوں کے پیغام

" شہاد" کتنی اچھی چیز ہے پورے شوق اور ایٹار کی دنیا اس افظ شہادت میں مخفی ہے جانتے ہو "شہید" کون ہے؟ شہید وہ بلند پایہ انسان ہے جو اللہ پر ایمان و عشق اور انسانی قدر و قیمت کے زندہ کرنے کے لئے اپنی عزیز جان کو قربان کرے یہ مادّی دنیا شہید کی بزرگ روح کے لئے چھوٹی اور تنگ ہے شہید اپنی فداکاری و بہادری سے اپنے آپ کو دنیاوی قفس سے رہا کرتا ہے اور آخرت کی نورانی وسیع دنیا کی طرف پرواز کرجاتا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اپنے رب سے رزق پاتا ہے شہید کا نام، اس کی فداکاری، اس کا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا اور اس کی خلق خدا کی خدمات کا سننا یہ تمام کے تمام ایک مفید درس ہیں ۔ شہید کی قبر کی زیارت ، اس کے پیغام کا سننا اور اس کی وصیت کو سننا کتنا جوش و خروس لاتا ہے ۔ شہید کی یاد ایک آگاہ شہید کے آثار کا مشاہدہ کرنا انسان کے لئے کتنا ہی بیدار انسان کی جان میں جوش پیدا کردیتا ہے اور شہید کی یاد ایک آگاہ انسان کے لئے کتنا ہی بیدار انسان کی جان میں جوش پیدا کردیتا ہے اور شہید کی یاد ایک آگاہ انسان کے لئے کتنا ہی بیدار ونا آسمانی اور روحانی گریہ

244

ہوتا ہے_

ذلّت و خواری کا گریہ نہیں ہوا کرتا بلکہ عشق و شوق کے آنسو ہوا کرتے ہیں_ واقعا کوئي بھی نیك عمل، شہادت سے بالاتر اور قیمتی نہیں ہوا کرتا_ پیغمبر اسلام (ص) نے شہید کی عظمت کو کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے آپ(ص) نے فرمایا ہے:

" ہر نیك عمل كے اوپر كوئي نہ كوئي نيك عمل موجود ہوتا ہے مگر خدا كى راہ میں شہادت كہ جو ہر عمل سے بالاتر و قیمتى تر ہے اور كوئي عمل بھى اس سے بہتر و بالاتر نہیں ہے"

اسی عظیم مرتبہ و مقام تك پہونچنے كى علت تھى كہ جب حضرت على علیہ السلام كے سر مبارك پر تلوار لگى تو آپ (ع) نے فرمایا كه:

' ' مجھے ربّ کعبہ کی قسم کہ میں کامیاب ہوگیا ہوں"

اب جب کہ تمھیں شہادت و شہید کے مقام و رتبہ سے کچھ آگاہی ہوگئی ہے ہو تو بہتر ہوگا کہ چند شہیدوں کے پیغام کو یہاں نقل کردیں کہ جن سے عشق اور آزادگی کا درس ملتا ہے_

1)__ حضرت على عليہ السلام جو ہميشہ شہادت كى تمنّا ركھتے تھے جب آپ كى پيشانى تلوار سے زخمى كردى گوئي اور آپ اپنى عمر كے آخرى لمحات كو طے كر رہے تھے تو آپ نے اس وقت يہ وصيّت فرمائي:

" منقی و پرہیزگار بنو، دنیا کو اپنا مطمع نظر و ہدف قرار نہ دینا، دنیا کی دولت کی تلاش میں مت رہنا، دنیا کی دولت اور مقام تك نہ پہونچنے پر غمگین نہ ہونا، ہمیشہ حق کے طلبگار بنو، حق کہا کرو، یتیموں پر مہربان رہو، احکام الہی کے جاری کرنے میں مستعد رہنا اورکبھی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

245

سے متاثر نہ ہونا"

2)___ جب امام حسین علیہ السلام شہادت کے لئے تیار ہوگئے تو اپنے اصحاب سے یوں فرمایا:

" کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں کیا جارہا ہے کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ باطل سے نہیں روکا جا رہا ہے_ اس حالت میں مومن کو چاہیئے کہ اللہ تعالی کی ملاقات اور شہادت کے لئے آمادہ ہوجائے کیونکہ میرے نزدیك راہ خدا میں مرنا سوائے سعادت و کامیابی کے کچھ نہیں ہے اور ظالموں کے ساتھ زندگی سوائے افسردگی، دل تنگی، رنج اور مشقت کے کچھ نہیں ہے" کیا ان دو پیغاموں میں خوف اور ڈرکی کوئی جھاك ہے؟ کیا ظالموں کے سامنے سر نہ جھکانے میں ذَلَت و خواری ہے؟ نہیں ہرگز نہیں جو شخص شہادت کو سعادت جانتا ہوگا وہ كبھی بھی ظلم و ستم کے سامنے سر نہ جھکائے گا_ نہ صرف ہمارے ائمہ علیہم السلام اس طرح کے تھے ان صحیح ہیروکار اور شاگرد بھی اسی طرح کے تھے ان صحیح پیروکاروں کی بعض اہم وصیتوں کی طرف توجہ کرو_

(یہ ان لوگوں کی وصیتیں نقل ہو رہی ہیں جو عراق و ایران جنگ میں ایران کی طرف سے شہید ہوئے ہیں)

1) ___ ان میں سے ایك حوزہ علمیہ قم كے طالب علم محمود صادقى كاشانى ہیں؟

اپنے وصیّت نامہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

" بسم رب الشَّهداء اشهد ان لا الم الا الله وحده لا شريك لم و اشهد انّ محمدا عبده و رسولم"

246

خدا کا شکر ہے کہ میں نے حق کی جنگ میں جو باطل کے خلاف ہو رہی ہے شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے میرے پاس جو کچھ ہے میں نے مخلصانہ طور پر اللہ کے سامنے پیش کردیا ہے جس چیز کے اردگرد امام حسین علیہ السلام، ان کے یاران وفادار اور صدر اسلام کے شہید، پروانہ کی طرح چکّر لگا رہے تھے میں نے ھی اسے پالیا ہے یعنی وہ ہے "شہادت"

آیا کوئی شخص یہ برداشت کرسکتا ہے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ظالم و متجاوز اس کے اسلام و عزّت اور وطن کی طرف ہاتھ بڑھائے اور وہ خاموش دیکھتا رہے؟

اب میں جا رہا ہوں تا کہ اپنے خدا سے ملاقات کروں اس آگ کو جو میرے اندر جل رہی ہے اسے بجھا سکوں_ میں بھی اب اس باصفا جنگ کے آشیانہ کی طرف پرواز کر کے اپنے جنگجو بھائیوں کے خالی مورچوں (محاذوں) کی طرف جا رہا ہوں لیکن مجھے اپنے رہبر زمانہ، حجّت عصر نائب امام آیت اللہ خمینی (رضوان اللہ تعالی علیہ) جو آج کے بت شکن ہیں کی قدر دانی کرنی چاہیئے کیونکہ انھوں نے مجھے دنیا کے گرداب اور تاریکیوں سے کہ جن میں گر کرہیں تباہ ہونے کے قریب تھا اور وہ میرے ہادی و رہنما ہیں_

اے میرے جنگجو ساتھیو اور دوستو تم بہتر جانتے ہو کہ یہ انقلاب جو ایران میں لایا گیا ہے کس طرح کامیاب ہوا ہے کتنے علی اکبر (ع) ، علی اصغر (ع) اور حبیب ابن مظاہر (ع) ... کے نقش قدم

247

پر چلنے والوں کے قتل کئے جانے سے کامیباب ہوا ہے خدا نہ کرے کہ تم اس انقلاب سے بے توجہ ہوکر بیٹھ جاؤ اوردنیا کو آخرت پر ترجیح دو_کسی غم و اندوہ کو اپنے پا سنہ آنے دو کیونکہ ہم ہی کامیاب ہیں_

اے میرے ماں باپ میری سمجھ میں نہیں آنا کہ آپ کا کس طرح شکریہ ادا کروں؟ ابّا جان مجھے یاد ہے کہ جب آپ قم آئے تھے تو میننے دوسرے لوگوں سے کہا تھا کہ باپ کی رضا (جنگ میں جانے کے لئے) ضروری ہے لہذا آپ بغیر کسی دریغ کے دفتر میں گئے اور اپنے راضی نامہ پردستخط کردیا

اے میری ماں مجھے یاد ہے کہ تونے میرے بڑا کرنے میں بڑی زحمتیں اٹھائي ہیناور آخری وقت جب میں تم سے جدا ہو رہا تھا تو یوں کہا تھا کہ:

" محمود بوشيار ربنا اور بالوجم قتل نم بوجانا"

میری پیاری مانمیں محاذ جنگ پر تھا تو مجھے برابر تمھارا یہ جملہ یاد آتا تھا کہ بلاوجہ قتل نہ ہوجانا" امّاں میری موت پر کہیں بے قرار نہ ہونا، لباس نہ پھاڑنا اور آخری عمر تك ناراضگی کی آگ میں نہ جلاتے رہنا كيونكہ يہ دشمن كے طعن و تشنيع كا موجب ہوجائے گا میں اپنے گھروالوں اور رشتہ داروں كو وصيّت كرتا ہوں كہ اس انقلاب سے اور تمام جہان كے محروم طبقے كے رہبر انقلاب سے

248

کناره کشی نم کرنا خدا تمهار ایار و مددگار بو"

2)___ تہران کے شہید سیّد علی اکبر میر کوزہ گرنے اپنے بہترین اور پر مغز وصیت نامہ میں یوں تحریر کیا ہے: " حقیقت کے ترازو میں اللہ تعالی کے نزدیك کوئی قطرہ اس خون کے قطرہ سے کہ جو راہ خدا میں بہایا جائے بہتر نہیں ہوتا اور میں چاہتا ہوں کہ اس خون کے قطرے سے اپنے معشوق تك پہونچوں کہ جو خدا ہے_ میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد گریہ و زاری نہ کرنا میرے تمام دوستوں کومبار کباد دینا اور کہنا کہ وہ اس امّت اسلامی کے رہبر اور نائب امام کا ہدیہ خدا کی راہ مینہے اسی وجہ سے سیّد، جہاد کے لئے گیا ہے اور جام شہادت نوش کیا ہے"

اس شہید کے پیغام کو سنو کو "جہاد" دو چیزیں چاہتا ہے:

ایك وه خون جو شهید دیتا ہے_

دوسرے شہید کا پیغام جو سب تك پہونچنا چاہيئے

"میر باپ سے کہدینا کہ اب ہم اپنے جدّ بزرگوار کے سامنے شرمندہ نہیں ہیں کیونکہ ان کا فرزند اس راستہ پرگیا ہے کہ جس پر امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد گئی تھی_ ابّا جان میری وصیت آپ کو یہ ہے کہ میرے مشن کو آگے بڑ ھائیں"

3)___ خرّم شہر (جسے خونین شہر بھی کہا جاتا ہے) کے ایک فداکار پاسدار شہید حسین حمزہ کہ جنھوں نے صحیح طور
 سے قرآن اور وطن کی شجاعانہ و فداکار انہ پاسداري

249

کی تھی وہ اپنی ماں کو آخری خط می یوں لکھتے ہیں:

" اب جب کہ تیس دنوں سے کفّار کے ساتھ جنگ کر رہا ہوں اور ہر دن اس امید پر دیکھتا ہوں کہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ اتنی طویل مدّت تك کیوں شہادت کا افتخار مجھے نصیب نہیں ہوا

میری پیاری ماں

میں نے تم کو بہت ڈھونڈا تا کہ تمھاری وصیت کو سنوں لیکن تمھیں نہیں پایا_ جنگ کی ابتداء سے آج تك (یعنی 7/23/ 59 شمسي) ہمیشہ تمھاری ملاقات کی فكر میں تھا لیكن كامیاب نہ ہوسكا_

امّا حان

اگر تم مجھے نہ دیکھ سکی تو مجھے بخش دینا، تم بہتر جانتی ہو کہ میں اس انقلاب کی ابتداء سے ہمیشہ چاہتا تھا کہ اس مین میرا حصّہ رہے_ مادر جان میری موت کی خبر سننے کے بعد اشك نہ بہانا اور میری بہنون سے بھی کہنا کہ میری موت پر اشك نہ بہائیں کیونکہ ہمارے موالا و آقا حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے فرزند کی موت پر اشك نہیں بہائے تھے چونکہ حضرت جانتے تھے کہ اللہ کی رضا اسی میں ہے_

مادر گرامی

شائد میرا قرآن و اسلام کی راہ میں مرنا جوانوں میں جوش پیدا کردے نہ صرف میری موت پر بلکہ تمام شہداء کی موت پر کہ جو

250

اللہ کی راہ میں اسلام کے مقدس ہدف کے لئے ہوتی ہے، تم بھی خوش ہونا کہ اپنے فرزند کو راہ اسلام میں قربان کیا ہے_ آخرت میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام تم سے کوئي گلہ اور شکوہ نہ کریں گي_

یہ خط ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ دشمن کے توپوں اور گولیوں کی آواز ہر طرف سے آرہی ہے_ میں اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تکبیر کہتے ہوئے تو پوں کے گولے پھٹنے سے شہید ہو رہے ہیں_

اے میرے خدا تجھے تیری و حدانیّت کی قسم دیتا ہوں اسلام کی راہ میں مجھے شہادت نصیبت کر اور میرے گناہوں کو بخش دے مجھے شہداء کی صف میں قرار دے_

خدایا مجھے طاقت و قدرت عنایت فرما اور مجھ پر لطف کر کہ عمر کے آخری لمحے تك تیرا نام میری زبان پر جاری رہے ۔ شکر ہے اس خدائے بزرگ كا كہ جس نے مجھ پر عنایت فرمائي ہے كہ میں اپنی جان اسلام پر قربان كروں، اسلام كامیاب ہو اور اسلام و قرآن كے دشمن نابود ہوں ۔ سلام ہو اس امت اسلامی كے رہبر انقلاب آقائے خمینی پر خداحافظ" ان شہیدوں كے پیغام كی طرف انقلاب اسلامی كی كتابوں كے بہترین صفحات پر لكھا جائے گا ہمیشہ كے لئے رہ جائے گا اور یہ آزادی و جاودانی كا درس ہوگا ۔ اے پڑھنے والے طالب علمو تم اس ا بدی پیغام كو دوبار پڑھنا، شہیدوں و آزاد منشوں كے پیغام سے زندگي، آزادي، شجاعت، دليري، ايثار، مہرباني، عشق،

خداپرستی، اخلاص و ایمان کا درس حاصل کرنا

251

سو الات

سوچویے اور جواب دیجئے

- 1) ___ پیغمبر اسلام (ص) نے شہید کے متعلق کیا فرمایا ہے؟
- 2)____ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری لمحہ میں کیا کہا تھا؟ اس وصیّت میں کن کن چیزوں کو بیان کیا ہے؟
- 3) امام حسین علیہ السلام نے راہ خدا میں قتل ہوجانے کے متعلق کیا فرمایا ہے؟ مومن کوکب شہادت اور فداکاری کے لئے تیار ہوجانا چاہیئے؟
- 4)___ طالب علم کاشانی نے اپنے وصیت نامہ کو کن جملوں سے شروع کیا ہے؟ درج ذیل جملوں کو اس کی وصیّت کے مطالعہ کے بعد پورا کیجئے:
 - 1)_ " خدا کا شکر کہ مجھے توفیق ملي ...
 - 2)__ کیا کوئي برداشت کرسکتا ہے کہ ...
 - 3)__ میں اب اپنے ساتھیوں کے خالی مورچے ...
 - 4) اپنے رہبر، حجّت زمان، نائب امام (ع) ...
 - 5) خدا کرے کہ تم کفّار ...
 - 6) ابّا جان آپ کو یاد ہے جب آپ قم آئے تھے تو ...
 - 7)__ امّا جان مجھے یاد ہے ...
 - 8) میرے خاندان او ردوستوں کو ...

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

252

بہادر فوجیوں اور لڑنے والوں کے لئے دعا

امام زین العابدین علیہ السلام نے "صحیفہ سجّادیہ" میں اسلامی سرزمین کے محافظ فوجیوں کے لئے دعا فرمائي ہے کہ جس کے بعض جملوں کا ترجمہ یہاں پیش کیا جارہا ہے،

"بسم الله الرّحمن الرّحيم

خدایا محمد اور آل محمد علیہم الصّلوة والسّلام کی پاك روح پر رحمت نازل كر اور مسلمانوں كے ممالك كى سرحدوں كو دشمنوں كے حملوں سے محفوظ ركھ، سرحدوں كے قریب رہنے والوں كى حفاظت كر اور اپنے لطف و كرم كو ان پر زیادہ كر_

خدایا محمّد و آل محمّد علیہم السلام کی پاك روح پر درود بھیج سربازوں و پاسداروں کی تعداد میں اضافہ فرما اور ان كے ہتھیاروں کو دشمنوں کے خلاف تیزو كارگر، ان كے مورچوں كو شكست سے محفوظ ركھ_ اے میرے اللہ اسلام كے سپاہیوں كے حملوں كو دشمن كے ضرر سے محفوظ ركھ، لڑنے والوں میں اتحاد، برادری و ہمكاری كے رشتے كو مضبوط كر اور انھیں ان كے كاموں كو منظم

طور سے بجالانے کی توفیق عنایت فرما

خدایا اپنے لطف سے ان کے خرچ کو پورا کر اور لڑائي کے وقت ان کا یار و مدددگار بن، اے میرے اللہ صبر و استقامت کے سائے میں انھیں کامیاب فرما، فوجی نقشے اور منصوبے میں ان کی راہنمائي فرما_

یا اللہ محمّد و آل محمد علیہم السلام کی پاك روح پر درود و رحمت بھیج ، خدایا ہمارے لڑنے والے فوجیوں کے دلوں کو جب وہ دشمن سے لڑ رہے ہوں دنیا کی فکر سے بے نیاز کردے ، ان کی توجہ زر و جواہر اور مال دنیا سے دور کر، انھیں اس طرح کردے کہ جنّت بریں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہوں، بہشت کی عمدہ منازل و بہشتی فرشتوں کو دیکھ رہے ہوں، بہشت میوے، بلند درخت اور نہروں کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہوں، اولیائ، ابرار و شہداء کی صحبت میں رہنے کے مشتاق ہوں تا کہ وہ ان ذرائع سے خوف کو اپن دل میں نہ آنے دیں، ان کی قوّت میں استحکام پیدا ہو وہ باقوت ہوکر بہتر جنگ کرسکیں اور ہرگز ان کے دل میں فرار کا خیال نہ پیدا ہو_

خدایا ان سربازوں کے وسیلے سے کہ جنھوننے اپنی جان اپنی ہتھیلی پر رکھی ہے دشمن کی طاقت کو شکست دے، دشمن کے درمان اختلاف پیدا کر، ان کے دلوں سے سکون و آرام کو ختم کر، ان کے ہاتھوں کو کھانے پینے کی چیزوں سے خالی کر،

254

حیرت و پریشانی میں مبتلا کر ،انھیں مدد و حمایت کرنے والوں سے محروم کر ، ہمیشہ ان کی تعداد میں کمی کر اور ان کے دلوں کو خوف و ہراس سے پر کر

اے میرے اللہ اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں کو تجاوز سے روك دے اور ان کی زبان کو گنگ کردے_ خدایا اس طرح ظالموں پر ہلاکت کو مسلّط کر کہ دوسروں کے لئے عبرت کا درس ہوجائے تا کہ دوسرے جرات نہ کرسکیں کہ وہ ہماری سرحدوں پر حملہ کرسکیں اور اسلامی مملکت پر تجاوز کرسکیں_

پروردگار

وہ فوجی جو اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی فتح کے لئے لڑ رہے ہیں ان کی تائید فرما، لڑائي کی مشکلات کو ان پر آسان کر، اور انھیں فتح نصیب کر_ خدایا جنگجو ساتھیوں کے ذریعہ انھیں قوی کر اور اپی نعمتوں کو ان کے لئے زیادہ کر، خدایا شوق و ذوق کے اسباب ان کے لئے فراہم کر اور اپنے رشتہ داروں کے دیدار کو ان کے دلوں سے ختم کر اور وحشت و تنہائي کے غم کو ان کے دلوں سے دور کر_ خدایا فوجیوں کے دلوں کو بیوی اور اولاد کے احساس فراق کو ختم کر، انھیں حسن نیت، سلامتی و عافیّت عنایت فرما، دشمن کا خوف ان کے دلوں سے نکال دے اور انھیں عز و شہادت

255

البي

دشمن کے ساتھ لڑائي میں انھیں سخت مقابلہ اور مقاومت کی صلاحیّت عطا کر _ خدایا ہمارے سپاہیوں کو عمل و دینداری کا جذبہ عطا کر اور فیصلہ کرنے میں ان کی صحیح راہنمائی فرما _ پروردگارا اپنے لطف سے ان کو ریاء اور خودپسندی سے دور رکھ _ الہی انھیں اس طرح کردے کہ ان کی فکر، رفتار و گفتار اور حضر و سفر فقط تیرے راستے اور تیرے لئے ہو _

خداو ندا

لڑائي كے وقت دشمنوں كو ان كى نگاہ ميں ضعيف دكھا، ان كو دشمنوں كے اسرار اور بھيدوں سے مطلع كردے اور خود ان كے بھيدوں كو دشمنوں سے مخفى كر_ الہي اگر وہ شہادت كے درجہ پر فائز نہ ہوئے ہوں تو انھيں اس طرح كردے كہ وہ دشمن كى ہلاكت ، اسارت اور فتح و كاميابى كے بعد يقينا مسلمان ہوں_

خدايا

جو مسلمان بھی لڑنے والوں کی غیر حاضری مینان کے اہل و عیال کو پناہ میں لے لے اور ان کی ضرورتوں کو پوری

کرتا رہے یا لڑنے والوں کے لئے جنگی ہتھیار و قوّت مہیا کرے یا وہ ان کی حوصلہ افزائي کرے تو اس قسم کے مسلمانوں کو اسلام کے سربازوں کا ثواب عطا فرما_ خدایا جو مسلمان، پاسداروں کے سامنے ان کی تعریف و ستائشے کرے یا ان کا شکریہ ادا کرے اور انکی غیر حاضری

256

میں ان کی تعریف کرے تو اس قسم کے مسلمان کو جو زبان سے دین کے محافظین کی تعریف اور شکریہ ادا کرے لڑنے والوں کا ثاب و جزاء عنایت فرما اور آخرت کے ثواب و جزاء سے پہلے اسی دنیا میں اسے جزائ، خوشی و شادمانی اور نشاط بخش دے_

پروردگارا

جو مسلمان، اسلام کی سرباندی کے لئے کوشاں ہے اور مسلمانوں کے مصائب سے رنجیدہ ہوتا ہے، راہ خدا میں جہاد کو دوست رکھتا ہے لیکن جسمی ناتوانی و کمزوری یا مالی فقر یا کسی دوسرے شرعی عذر کی وجہ سے خود جہاد میں شرکت نہیں کرسکتا اس کا نام بھی عبادت کرنے والوں میں درج کر، جہاد کا ثواب اس کا نامہ اعمال میں لکھ دے اور اسے شہداء و صالحین میں شمار کر"

آمين با ربّ العالمين

257

مندرجہ ذیل کلمات کو ملا کر ایك دعائیہ جملہ بنایئے

- 1)___ خدایا اسلامی مملکت کی سرحدوں کو_ دشمن _ حملے_ بناہ میں رکھ _
 - 2)___ خدایا _ محافظین_ میں اضافہ فرما_
 - 3) فوجیوں مورچوں بے آسیب دے
 - 4) ___ اتحاد كو_ ميں محكم د__
 - 5)___ سربازان اسلام_ کو نور_ روشن کرد<u>ے</u>_
 - 6) فوجیوں کو کردے کہ وہ آنکھوں کو دیکھیں
- 7) __ خدایا _ ہتھیلي _ جان _ رکھنے والوں کی وجہ کی طاقت کو ختم کر دے
 - 8) خدایا جو مسلمان مجاہد میں مدد ہے
 - 9) __ خدایا _ آخرت کی جزاء سے _ دنیاوی فرما

سوالات

ان سوالات کے جوابات دیجیئے

- 2)___ امام علیہ السلام نے "خدایا دشمن کی طاقت کو ختم کردے" کے جملے کے بعد کون سی چیز کو دشمن کی شکست کا سبب قرار دیا ہے؟
 - 3 تین گرہوں کو بیان کر و جو مجاہدین کے ساتھ کے ثواب میں شریك ہوتے ہیں؟

258

اگر ماں ناراض ہو

ایك جوان بہت سخت بیمار ہوگیا اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا_ اس خبر کے سنتے ہی اس کے رشتے دار کی عیادت کے لئے گئے_ جوان موت و حیات کے عالم میں زندگی گذار رہا تھا درد و تكلیف سے نالہ و زاری کر رہا تھا، کبھی اسے آرام آتا اور کبھی تڑپنے لگتا اس کی حالت ، غیر تھی_

پیغمبر اسلام(ص) کو خبر دی گئی کہ ایک مسلمان جوان مدّت سے بستر بیماری پر پڑا ہے اور جان کئی کے عالم میں ہے۔ آپ(ص) اس کی عیادت کے لئے تشریف لے آئیں شائد آپ کے آنے کی برکت سے اسے آرام ہوجائے پیغمبر اسلام (ص) نے ان کی دعوت قبول کی اور اس جوان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے _ اس کی حالت نے پیغمبر اسلام(ص) کو متاثر کیا _ کبھی وہ ہوش میں آتا اپنے اطراف میں دیکھتا، فریاد کرتا اور کبھی ہے ہوش ہوجاتا اس کی صورت بہت خوفناك ہو رہی تھی

وہ بات بھی نہیں کرسکتا تھا گویا کوئي اسی چیز دیکھ رہا تھا جو ددوسرے نہیں دیکھ رہے تھے اور شائد اپنی زندگی کے آخری لمحات کو کاٹ رہا تھا اور اس کے سامنے آخرت کا منظر تھا اور وہاں کی سختی و عذاب کا مشاہدہ کر رہا تھا _ پیغمبر اسلام(ص) کہ جو دونوں جہاں سے آگاہ تھے آپ نے اس سے پوچھا:

" تم کیوں اتنے پریشان ہو؟ کیوں اتنے رنج میں ہو اور فریاد کر رہے ہو؟

259

جوان نے آنکھیں کھولیں اور پیغمبر اسلام(ص) کے نورانی چہرہ کی زیارت کی اور بہت زحمت و تکلیف سے کہا:
" یا رسول الله (ص) مجھے معلوم ہے کہ یہ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں میں آخرت کی طرف جا رہا ہوں اب میں دو ترسناك اور بدنما شكلیں دیکھ رہا ہوں جو میری طرف آرہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ میری روح کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں گویا چاہتی ہیں کہ مذری روح کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں گویا چاہتی ہیں کہ مجھے میرے برے کام کی سزادیں یا رسول الله (ص) میں ان دونوں سے ڈرتا ہوں آپ میری مدد کدئے "

پیغمبر اسلام (ص) نے ایك ہی نگاہ سے سب كچھ سمجھ لیا تھا وہاں بیٹھنے والوں سے فرمایا:

" كيا اس جوان كى ماں ہے؟ اسے يہاں بلايا جائے"

اس کی ماں نے بلند آواز سے گریہ کیا اور کہا:

" یا رسول الله (ص) میں نے اپنے اس بیٹے کے لئے بہت تکلیفیں اٹھائیں کئی کئی راتیں جاگتی رہی تا یہ سوجائے کتنے دنوں میں نے کوشش کی کہ یہ آرام سے رہے، کبھی خود بھوکی رہتی اور اپنی غذا اسے دے دیتی، اپنے منه سے لقمہ نکال کر اس کے منه میں ڈالتی، ان سب کے باوجود جب یہ سن بلوغ و جوانی کو پہونچا تو میری تمام زحمتوں کو بھلا بیٹھا، مجھ سے سختی سے پیش آنے لگا اور کبھی مجھے گالیاں تك دیتا_ یہ میرا احترام نہیں کرتا تھا اور اس نے میرا دل بہت دکھایا ہے میننے اس کے لئے بد دعا کی ہے"

260

رسول خدا(ص) نے اس کی ماں سے فرمایا:

" یقینا تیرے بیٹے کا سلوك تیرے ساتھ برا تھا اور تجھے ناراض ہونے کا حق ہوتا ہے لیکن تم پھر بھی ماں ہو، ماں مہربان اور در گذر كرنے والى ہوا كرتى ہے اس كى جہالت كو معاف كردے اور اس سے راضى ہوجاتا كہ خدا بھى تجھ سے راضى ہوجائے" راضى ہوجائے"

اس رنجیدہ ماں نے ایك محبت آمیز نگاہ اپنے بیٹے پر ڈالی اور كہا:

" خدایا میننے تیرے پیغمبر (ص) کی خاطر اپنے بیٹے کو بخش دیا ہے تو بھی اسے بخش دے" _ پیغمبر اسلام(ص) نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بیٹے کے حق میں دعا کی اور جوان کے لئے خدا سے مغفرت طلب كي_ خداوند عالم نے پیغمبر اسلام(ص) كى دعا اور اس كى ماں كے راضى ہونے كے سبب اس جوان كے گناہ بخش ديئے_ اس وقت جب كہ جوان اپنى عمر كے آخرى لمحات كاٹ رہا تھا اس نے آنكھ كھولي، مسكرايا اور كہا:

" یا رسول اللہ (ص) آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں وہ خوفناك دو شكلیں چلّی گئي ہیں اُور دو اچھے چہر ے میری طرف آرہے ہیں" _

اس وقت اس نے اللہ تعالی کی وحدانیّت اور حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلّم کی نبوّت کی گواہی دی اور مسکراتے ہوئے اس کی روح، قفس عنصری سے پرواز کرگئی _

261

خداوند عالم قرآن میں ماں باپ کے بارے میں فرماتا ہے کہ:

" خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی پرستش نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اگر ماں باپ میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہوجائیں تو ان کی بے احترامی ہرگز نہ کرنا اور بلند آواز سے ان سے گفتگو نہ کرنا ہمیشہ مہربانی اور ادب سے ان کے ساتھ بات کرنا"_

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

" جو شخص رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ کے پیوند کو مضبوط کرے اورماں باپ کے ساتھ خوش رفتار و مہربان ہو تو اس پر موت کی سختیاں آسان ہوجاتی بیناور دنیا میں بھی فقیر و تہی دست نہیں رہتا"_

قر آن کی آیت:

وقضى ربّك الّا تعبدوا الّا ايّاه و بالوالدين احسانا اما يبلغنّ عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف و لا تنهرهما و قل لهما قولا كريما (1)

" خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی پرستش مت کرم اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اگر ماں باپ میں سے ایك یا دونوں بوڑ ہے ہوجائیں تو ان کی ہرگز ہے احترامی نہ کرو اور بلند آواز سے ان کے س اتھ کلام نہ کرو اور ہمیشہ مہربان اور با ادب ہوکر ان کے ساتھ گفتگو کرو_

1) سوره بنی اسرائیل آیت 23

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

262

چهٹا حصّہ

امامت اور رہبری کے بارے میں

263

رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت

پیغمبر اسلام(ص) کی بعثت کے تین سال گذر چکے تھے آپ کی اس مدت میں اسلام کی طرف دعوت مخفی تھی لوگ بلکہ پیغمبر اسلام(ص) (ص) کے رشتہ دار آپ کی دعوت سے صحیح طور سے مطلع نہ تھے لیکن اب وہ وقت آگیا تھا کہ پیغمبر اسلام(ص) کھلے عام اسلام کی طرف دعوت دیں تا کہ سبھی تك آپ کا پیغام پہونچ جائے لہذا اس عمومی پیغام کی ابتداء اپنے قبیلے اور رشتے داروں سے شروع کی کیونکہ یہ لوگ پیغمبر اسلام (ص) کو بہتر طور سے جانتے تھے اور آپ کی

صداقت سے بخوبی واقف تھے اسی دوران اللہ تعالی کی طرف سے یہ پیغام آیا:

" اپنے رشتے داروں و قریبیوں کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو آخرت کے عذاب سے ڈراؤ اور جو لوگ تمھاری پیروی کرتے ہیں ان سے نرمی و تواضع سے پیش آؤ" _ تمھیں علم ہوگا کہ پیغمبر اسلام(ص) نے اپنے اس حکم کو حضرت علی علیہ السلام کے درمیان رکھا اور انھیں حکم دیا کہ

تمھیں علم ہوگا کہ پیغمبر اسلام(ص) نے اپنے اس حکم کو حضرت علی علیہ السلام کے درمیان رکھا اور انھیں حکم دیا کہ غذا مہیا کرو، رشتے داروں اور اپنی قوم کو دعوت دوتا کہ میں انھیں اسلام کی دعوت دوں_حضرت علی علیہ السلام نے غذا مہیّا کیا اور اپنے رشتے داروں کو دعوت دیا

مہمانی کاون آپہونچا، نقریبا چالیس آدمی پیغمبر (ص) کے قریبی رشتے دار اس دعوت میں شریك ہوئے_پیغمبر اسلام (ص) نے بڑی خندہ پیشانی سے ان كا استقبال كيا اور انھيں

264

خوش آمدید کہا_

پیغمبر اسلام (ص) اور حضرت علی علیہ السلام نے مہمانوں کی پذیرائی کی تھوڑے سے کھانے میں تمام کے تمام سیر ہوگئے کھانا کھانے کے بعد پیغمبر اسلام (ص) نے گفتگو کرنی چاہی اور جب آپ نے اپنے مقصد کو بیان کیا تو ابولہب نے آپ کی بات کو کاٹ دیا اپنی بیہودہ و بیکار باتوں سے مجمع کو درہم و برہم کردیا اکثر حاضرین نے شور و غل شروع کردیا اور پھر متفرق ہوگئے اس ترتیب سے یہ مہمانی ختم ہوگئی اور پیغمبر اسلام (ص) اپنے پیغام کو نہ پہونچا سکے لیکن کیا پیغمبر (ص) لوگوں کو ہدایت کرنے اور اپنا پیغام پہونچانے سے ہاتھ کھینج لیں گے؟ کیا آپ مایوس و نا امید ہو جائیں گے؟ کیا آپ ان سے غضبناك ہو جائیں گے؟ نہیں نہ تو آپ ہدایت کرنے سے دستبردار ہوں گے نہ مایوس و نا امید ہوں گے اور نہ غضبناك ہوں گے بلكہ آپ دوسری دفعہ ان کو مہمان بلاتے ہیں اور ان کی اسی خندہ پیشانی سے پذیرائی کر رہے ہیں کیونكہ آپ لوگوں کی ہدایت کرنے اور رانھیں نجات دینے کے لئے آئے ہیں _

کھانا کھانے کے بعد پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا:

" اے میرے رشتے دارو توجہ کرو اور میری بات کو غور سے سنو اگر بات اچھی ہو تو قبول کر لو اور اگر اچھی نہ تو قبول کرنے پر مجبور نہیں ہو اور یہ بات صحیح نہیں کہ تم شور و غل کر کے مجلس کو دگرگوں کردو_ اے ابوطالب کی اولاد خدا کی قسم کوئی بھی آج تك ایسا ہدیہ اپنی قوم کے لئے نہیں لایا جو میں اپنی قوم اور رشتے داروں کے لے لایا ہوں میں تمھارے لئے دنیا اور آخرت کی سعادت

265

کی خوشخبری لایا ہوں

اے میرے معزز رشتے دارو تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اگر میں تمھیں بتاؤں کہ دشمن اس پہاڑ کے پیچھے بیٹھا ہے اور تم پر حملہ کرناچاہتا ہے تو کیا میری اس بات کا یقین کر لو گے؟ کیا دفاع کے لئے تیار ہوجاؤ گے؟ " تمام حاضرین نے کہا کہ:

" ہاں اے محمد(ص) ہم نے تمہیں سچّا اور صحیح آدمی پایا ہے"_

" میں تمھاری بھلائي و سعادت کو چاہتا ہوں، کبھی تم سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ خیانت کرتا ہوں_ لوگو تم اس دنیا میں بے کار خوق نہیں کئے گئے ہو اور موت، زندگی کی انتہاء نہیں ہے تم اس جہان سے آخرت کے جہان کی طرف منتقل ہوگے تا کہ اپنے اعمال کی جزاء دیکھ سکو_

اے میرے رشتے دارو میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمام انسانوں کی ہدایت و نجات کے لئے بھیجا گیا ہوں، مجھے اب حکم ملا ہے کہ میں تمھیں توحید، خداپرستی و دین اسلام کی طرف بلاؤں او رعذاب الہی سے ڈراؤں میں اس حکم کی بجا آؤری میں استقامت سے کام لوں گا _ تم میں سے جو بھی میری اس دعوت کو قبول کرے اور میری مدد کرے وہ میرا بھائي، میراوصتي، میرا خلیفہ اور میرا جانشین ہوگا"

مجمع پر سنّاتا چھایا ہواتھا چنانچہ ایك كونے سے ایك نوجوان اٹھا اور اس نے كہا:

266

" یا رسول اللہ (ص) میں اللہ تعالمی کی وحدانیّت، روز جزاء کی حقّانیت اور آپ کی پیغمبری کی گواہی دیتا ہوں اور اس

آسمانی پیغام کی کامیابی کے لئے آپ کی مدد کروں گا"_ جانتے ہو کہ یہ نوجوان کون تھا؟

پیغمبر اسلام(ص) نے ایك محبت آمیز نگاه اس كی طرف كی اور اپنے مهمانوں كے سامنے اپنی بات كو دوبارہ بیان كیا_ اس دفعہ بھی سب خاموش بیٹھے رہے اور پھر وہی جوان اٹھا او راسی و عدہ كا تكرار كیا_ پیغمبر (ص) نے مسكراتے ہوئے اسے دیكھا اور پھر تیسری دفعہ تكرار كیا_ پھر وہی جوان اٹھا اور اپنی مدد كا ہاتھ پیغمبر اسلام(ص) كی طرف بڑ ھایا_ اس وقت رسول خدا (ص) نے اسے اپنے پاس بلایا اس كا ہاتھ پکڑا او رحاضرین كے سامنے فرمایا:

" انّ بذا اخى و وصييّى و خليفتى فيكم فاسمعوا له و اطيعوا (1)

" یہ نوجوان میرا بھائی، میرا وصبی اور میرا خلیفہ ہے اس کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو"

تمام مہان اٹھ گئے ان میں سے بعض ہنستے ہوئے اپنے غصّے کو چھپا رہے تھے اور سب نے جناب ابوطالب (ع) سے کہا: " سنا ہے کہ محمد(ص) کیا کہہ رہے ہیں؟ سنا ہے کہ انھوں نے تمھیں کیا حکم دیا ہے ؟ تمھیں حکم دیا ہے کہ آج کے بعد اپنے فرزند کی اطاعت کرو"

1) یہ واقعہ اہل سنت کی بھی مستند کتابوں میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 32، الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 62

267

پیغمبر اکرم(ص) نے اس مجلس میں اپنی دعوت کو واضح طور سے بیان کر کے اپنی ذمّہ داری کو انجام دیا اور اپنے آنندہ کے پروگرام سے بھی حاضرین کو مطلع کیا اپنا وزیر و جانشین معیّن کر دیا دین اسلام و مسلمانوں کے لئے رہبر چن لیا اور رہبری کی اطاعت کو واجب و لازم قرار دے دیا_

حاضرین نے پیغمبر اسلام(ص) کی گفتگوسے کیا سمجھا ____؟ کیا انھوں نے بھی یہی سمجھا تھا؟ کیا انھوں نے سمجھ لیا تھا کہ پیغمبر اسلام (ص) ، علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اپنا وزیر اور مسلمانوں کے لئے اپنے بعد ان کا رہبر بنادیا ہے؟ اگر وہ یہ نہ سمجھے ہوتے تو کس طر ہنستے اور مزاح کرتے اور ابوطالب (ع) سے کہتے کہ محمد(ص) نے تمھیں حکم دیا ہے کہ آج کے بعد اپنے فرزند کی اطاعت کیا کرو

قرآن مجيد كي آيت:

و انذر عشيرتك الاقربين و اخفض جناحك لمن اتَّبعك من المؤمنين (1)

" اپنے رشتے داروں کو خدا کے عذاب سے ڈراو اور ان مومنین کے ساتھ جو تمھاری پیروی کرتے ہیں نرمی اور ملائمت سے پیش آو"_

1) سوره شعراء آیت 215

268

سوالات

ان سوالات کے بارے میں بحث کرو

- 1)____ پیغمبر اسلام (ص) کا دوسرا تبلیغی مرحلہ کس طرح شروع ہوا اور اس مرحلہ کے لئے خدا کی طرف سے کیا حکم ملا؟
 - 2)____ پیغمبر اسلام (ص) نے اس کو انجام دینے کے لئے کیا حکم دیا اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو کیا حکم دیا؟
 - 3) کس نے پہلے نشست کو خراب کیا تھا؟ اور کیوں؟
 - 4)___ کیا پیغمبر (ص) نے ان کے کہنے سے اپنے ارادے کو بدل دیا تھا؟
 - 5) پیغمبر اسلام (ص) نے دوسرے دن مہمانوں سے کیا کہا تھا اور ان سے کیا مطالبہ کیا تھا؟

6) مہمانوں نے ابوطالب (ع) سے کیا کہا تھا ا ور کیوں؟
 7) اس دعوت کا کیا مقصد تھا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

269

پیغمبر (ص) کی دو قیمتی امانتیں

پیغمبر اسلام (ص) اپنی عمر کے آخری سال مکّہ تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو بھی حکم دیا کو جو بھی استطاعت رکھتا ہے وہ اس سال حج میں شریك ہو_ پیغمبر (ص) کی دعوت پر مسلمانوں کی کثیر تعداد مکّہ گئی حج کے اعمال و مناسك کو پیغمبر اسلام (ص) سے لوگوں نے یاد کئے اور وہ حج کے پر عظمت و پر شکوہ اعمال کو پیغمبر (ص) کے ساتھ بجالائے پیغمبر اسلام(ص) حج اور زیارت وداع کے مراسم کو ختم کرنے کے بعد دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ایك کارواں کی شکل میں روانہ ہوئے حجاز کی جلا دینے والی گرمی اور بے آب و گیاہ میدان کو طے کرنے کے بعد غدیر خم بہونچے پیغمبر اسلام (ص) اس جگہ اپنے اونٹ سے اترے اور قافلے والوں کو بھی وہیں اترنے کا حکم دیا وہ لوگ جو پیغمبر (ص) سے آگے نکل چکے تھے انھیں واپس بالا یاگیا اور جو ابھی پیچھے تھے ان کا انتظار کیا گیا _

ظہر کے نزدیك ہوا بہت گرم تھی، گرمی کی شدّت سے انسانوں کے سر اور پاؤں جل رہے تھے بعض لوگوں نے اپنی عبائیں سر پر ڈال رکھی تھیں، بعض نے اپنے پاؤں كپڑوں سے ليپٹ ديئے تھے اور بعض لوگ اپنے اونٹوں کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے _ سب لوگ ايك دوسرے سے پوچھتے تھے كہ كيابات ہے؟ كيا پيغمبر اسلام(ص) كوئي اہم كام انجام دينے والے ہيں؟

جب لوگ آپ سے پوچھتے تو آپ انھیں جواب دیتے تھے کہ: "ظہر کی نماز کے بعد بتاؤں گا"

270

ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ پیغمبر اسلام(ص) نماز کے لئے کھڑے ہوئے لوگوں نے آپ کی اقتداء کی اور آپ کے ساتھ با جماعت نماز پڑھی۔ نماز کے بعد پیغمبر (ص) ایك بلند جگہ کھڑے ہوئے اس وقت ہر طرف سكوت طاری تھا اور سبھی کی توجہ پیغمبر اسلام (ص) کی طرف تھی آپ نے ذكر الہی سے اپنے خطبہ کی ابتداء کی اور اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو وعظ اور نصیحت کی اس کے بعد فرمایا:

" لوگو ہر انسان کے لئے موت حتمی ہے میں بھی دوسر ے لوگوں کی طرح مرجاؤں گا، خدا کا فرشتہ بہت جلد میری روح قبض کرنے کے لئے آنے والا ہے، میں اور تم سب کے سب اللہ کے سامنے دین اسلام کے بارے میں جواب گوہوں گے اور ہم سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا

میں نے اپنے وظیفہ پر عمل کردیا ہے خدا کے پیغام کو تم تك پہونچا دیا ہے تمھاری راہنمائی و رہبری انجام دے دی ہے اش نے مجھے خبر دی ہے کہ میری موت نزدیك ہے خدا نے مجھے اپنی طرف بلالیا ہے اور مجھے اس کی طرف جانا ہے_ لوگو میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں لیکن دو گراں بہا چیزیں تمھارے درمیان بطور امانت چھوڑے جا رہا ہوں کہ یہ دونوں ایك دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اگر تم نے ان سے تمسّك كیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایك قرآن اور دوسرے میرے اہلبیت (ع) ہیں

قرآن، الله کی کتاب اور ایك مضبوط رسی بر جو آسمان

271

سے اتری ہے اور دوسری امانت میرے اہلبیت (ع) ہیں_ الله تعالی نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں امانتیں آپس میں جدا

نہ ہوں گی اور قیامت تك ایك رہیں گے یہاں تك كہ میرے پاس حوض كوثر پر وارد ہوں گي میں دیكھنا چاہتا ہوں كہ تم ان سے كیا سلوك كروگے؟ "

اس کے بعد آپ (ص) نے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اپنے نزدیك بلایا اور آپ (ع) کا ہاتھ پکڑکر لوگوں کے سامنے بلند کیا اور فرمایا:

" لوگو اب تك تمهارى رہبرى ميرے ذمّہ تهي_ كيا ميں خدا كى طرف سے تمهارا رہبر اور صاحب اختيار نہ تها؟ كيا ميں تمهارا ولى اور رببر نہ تها؟"

سب نے جواب دیا:

" ہاں یا رسول الله (ص) آپ ہمارے پیشوا اور رہبر تھے"_

اس وقت پیغمبر اسلام (ص) نے بلند آواز سے فرمایا:

" جس كا ميں مولا تها اب على (ع) اس كے مولا ہيں جس نے ميرى ولايت كو قبول كيا ہے اب على (ع) اس كے ولى ہيں"_ اس كے بعد دعا كے لئے ہاتھ اٹھائے اور يوں فرمايا:

" خدایا جس نے علی (ع) کی ولایت کو قبول کرلیا ہے اس کو تو اپنی سرپرستی اور ولایت میں رکھ، خدایا علی (ع) کی مدد کرنے والوں کی مدد فرما اور علی (ع) سے دشمنی کرنے والوں سے دشمنی رکھ"

272

نتیجہ:

پیغمبر اسلام(ص) کے غدیر کے تاریخی خطبہ اور اس حدیث غدیر سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1)___ پیغمبر اسلام (ص) نے اس حدیث میں اپنی عمر کے ختم ہونے کا اعلان فرمایا، انقلاب اسلامی کے ہمیشہ رہنے اور اور ترقی کرنے کے لئے دو قیمتی چیزوں کا اعلان کیا اور لوگوں کو اس سے روشناس کرایا تا کہ دینی، اجتماعی اور سیاسی مشکلات کے حل کرنے میں لوگ ان کی طرف رجوع کریں_ ان میں سے ایك " قرآن" ہے اور اس کے متعلق لوگوں سے فرمایا تھا:

" اپنی مشکلات کے حل کے لئے قرآن کی طرف رجوع کرنا اس کے پڑ ھنے، سمجھنے ، اس سے مانوس ہونے، اس کے آئین دوسرے میرے " اہلبیت (ع) " ہیں_

پیغمبر اسلام(ص) لوگوں سے یہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی دینی، سیاسی اور اجتماعی ضروریات میں آپ کے اہلبیت (ع) کی طرف کہ جو پوری طرح قرآن و معارف اسلامی کے جاننے والے ہیں رجوع کریں او رقرآن کو ان کی راہنمائی میں سمجھنے کی کوشش کریں، اسلام کے فردی و اجتماعی قوانین ان سے حاصل کریں اور ان کے قول و فعل کی پیروی کریں، ان سے محبت کریں، ان کی ولایت و رہبری کہ جو در حقیقت پیغمبر (ص) کی ولایت کا دوام ہے، کو قبول کریں اور خداوند عالم کے

273

آئین کی روشنی میں اپنی فردی اور اجتماعی زندگی گذاریں

2)___قرآن اور عترت ایك دوسرے سے جدا ہونے والے نہیں ہیں، مسلمان اپنی دنیاوی و اخروی سعادت كے حصول كے لئے ان دو قیمتی چیزوں كے محتاج ہیں، قرآن كے محتاج اس لئے ہیں كہ زندگی كا آئین و دستور اس سے لیں اور اہلبیت (ع) كے محتاج اس لئے ہیں كہ قرآن كے معارف و احكام كو ان سے سكيھيں اہلبيت (ع) ہی ان لوگوں كی ہدایت كریں اور پیغمبر اسلام (ص) كے مقدس اہداف كو عملی جامہ پہنائیں_

(3) جو مسلمان، قرآن کے دستور اور اہلبیت (ع) کی پیروی کرتے ہیں وہ کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے اور دنیا و آخرت کی سعادت کو حاصل کریں گے

4)___ پیغمبر اکرم (ص) نے اس حدیث میں حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اہلبیت (ع) کی ایك فرد بتایا ہے اور لوگوں كو حكم دیا ہے كہ وہ حضرت علی (ع) كی ولایت و رہبری كو قبول كریں _ پیغمبر اسلام (ص) نے جن كی اطاعت كو واجب قرار دیا ہے ان كی تعداد كو پوری طرح واضح كردیا ہے _

یہ حدیث کہ جس میں پیغمبر اسلام (ص) نے لوگوں کو دو قیمتی چیزوں کے متعلق وصیّت کی ہے "حدیث ثقلین" کے نام

سے مشہور ہے اور یہ ان احادیث میں سے ہے کہ جو مسلّم اور قطعی ہے اس حدیث کے راویوں نے اسے پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کیا ہے یہ حدیث شیعہ اور سنّی کی معتبر کتابوں میں موجود ہے_ (1)

1) البدایہ و النہایہ جلد 5_ صحیح مسلم جلد 4 _ مستدرك حاكم جلد 3_ مجمع الزوائد جلد 9_ اور ان كيے علاوہ دوسرى بہت زيادہ شيعہ اور سنّى كى معتبر كتابوں ميں يہ حديث موجود ہے_

274

پیغمبر اسلام (ص) نے ارشاد فرمایا:

۔ قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و الہ: انّی تارك فیكم الثقلین كتاب اللہ و اہل بیتی لن یفتر قا حتی یردا علی الحوض " میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں_ ایك اللہ كی كتاب اور دوسرے میرے اہلبیت (ع) ، یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تك كہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے"

275

سوالات

سوچیئے اور جواب دیجئے

- 1) پیغمبر (ص) کی دو قیمتی چیزیں کیا تھیں؟ ان کے بارے میں آپ نے مسلمانوں کو کیا حکم دیا ہے؟
- 2) پیغمبر (ص) نے غدیر خم میں کس کو پہنچوایا تھا اس کے بارے میں کیا فرما اور کیا دعا کی تھی؟
 - 3) پہنچوانے سے پہلے آپ نے لوگوں سے کیا پوچھا تھا اور آپ کا ان سوالوں سے کیا مقصد تھا؟
- 4) پیغمبر (ص) نے دینی ، اجتماعی اور سیاسی مشکلات کے حل کے لے کس شخص کو معیّن فرمایا ہے؟
 - 5)___ مسلمانوں کا ان دو چیزوں کے متعلق کیا فریضہ ہے؟
 - 6) ___ قرآن اور عترت ایك دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، اس كى وضاحت كيجيئے
- 7) مسلمان کس طرح دنیا اور آخرت کی سعادت کو حاصل کرسکتا ہے اور کس کی رہبری کو قبول کر کے?

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

276

اسلام میں امامت

اسلام ایک مقدّس اور عالمی دین ہے جو انسان کی زندگی کی ہر ضرورت کے لئے کافی ہے چنانچہ اس نے انسان کی زندگی کے ہر پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے آئین ودستور وضع کئے ہیں_
انسان کے انفرادی امور کے لئے الگ قانون وضع کئے ہیں اور اجتماعی امور کے لئے الگ، لہذا احکام اسلامی کو دو حیثیت سے دیکھنا ہوگا_ ایک وہ جن کا تعلق افراد سے ہے جیسے نماز ، روزہ، حج اور طہارت ... و غیرہ اوردوسرے حیثیت سے دیکھنا ہوگا_ ایک وہ جن کا تعلق افراد سے ہے جیسے نماز ، روزہ، حج اور طہارت ... و غیرہ اوردوسرے اجتماعی احکام ہیں جیسے جہاد، دفاع، قضا، حدود، دیات، قصاص، امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اقتصادی و سیاسی ... اگر چہ انفرادی احکام میں افرادی فائدہ بھی ہے یہ دونوں تقریبا ایک ہی جیسے ہیں_ اسلام کے اجتماعی اور سیاسی احکام لوگوں میں عدل و انصاف قائم کرنے، معاشرہ میں نظم ، ضبط، امنیّت اور حفاظت کے لئے ہوتے ہیں_ اسلام کے اجتماعی و سیاسی احکام، معاشرہ میں فلاح و بہبود کی بقاء کے ضامن ہوتے ہیں تا کہ لوگ اپنے عبادی فرائض کو انجام دے سکیں لیکن اسلام کے اجتماعی و سیاسی قوانین کو جاری کرنا

اور ان پر عمل کرانا شخصی طور پر ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لئے حکومت کی ضرورت ہے لہذا مسلمان، اسلامی حکومت کے ذریعہ ہی اسلام کے اجتماعی قوانین کو جاری کرسکتا ہے اور طاقت کے زور پر اسلامی قوانین کو عملی جامہ

277

پہنا سکتا ہے اور اسلامی سرزمین کو دشمنوں سے لے سکتا ہے_ حالانکہ اس قسم کے تشکیلات ہر ملک کے لئے ضروری ہوا کرتے ہیں لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اسلامی حکومت میں حکومت کے لارکان، اسلام کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور اس کی رہبری ایك دیندار، دین شناس اور پرہیزگار شخص کے ذمّہ ہوتی ہے اور اس کے لئے یہ عہدہ خود خداوند عالم کی طرف سے ہوتا ہے_

پیغمبر اسلام (ص) کے زمانہ میں اسلامی حکومت کیسے تھی؟
رسول خدا(ص) کے زمانہ میں مسلمانوں کی رہبری خود آپ کے ذمّہ تھی آپ اسلام کے اجتماعی و سیاسی قوانین کو جاری کرتے تھے اور معاشرہ کو اسلامی طریقے سے چلاتے تھے جہاد و دفاع کا حکم خود آپ دیا کرتے تھے ، فوج کا کمانڈر خود معیّن کرتے تھے لیکن حکم آپ خود دیا کرتے تھے، آپ کے زیر فیصلے ہوتے تھے۔
آپ قاضی کی تربیت کرتے انھیں دور و نزدیك کے شہروں اور دیہاتوں میں روانہ کرتے تھے تا کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کریں، اسلام کے قوانین کے مطابق لوگوں کی مشکلات کو حل کریں اور حدود الہی کو جاری کریں بیت المال کی نقسیم آپ کے زیر نظر ہوا کرتی تھی اور جنگ میں ہاتھ آنے والے مال کی تقسیم بھی خود آپ ہی کے ذمّہ تھی اس کے علاوہ پیغمبر اسلام (ص) کا خداوند عالم سے ایك خاص ربط تھا آپ قوانین الہی کو وحی کے ذریعہ حاصل کرتے تھے اور انھیں لوگوں تك پہونچاتے تھے، معاشرہ کو حکم الہی کے مطابق چلاتے تھے یہاں تك کہ آپ کی آنکھ بند ہوگئی تھے اور انھیں لوگوں تك پہونچاتے تھے، معاشرہ کو حکم الہی کے مطابق چلاتے تھے یہاں تك کہ آپ کی آنکھ بند ہوگئی۔

278

رسول خدا (ص) کے بعد اسلامی حکومت:

رسول خدا (ص) کے بعد دین اسلام اور احاکم و قوانین اسلامی کی حفاظت کون کرے؟ کیا اسلامی معاشرہ کو پیغمبر اسلام(ص) کے بعد کسی رہبر کی ضرورت نہیں؟ کیا پیغمبر اسلام (ص) اسلامی معاشرہ کو بغیر کسی رہبر کے چھوڑ گئے اور آپ نے اس بارے میں کوئي وصیّت نہیں کي؟

یہ کس طرح ممکن ہے کہ اسلام کی نوازئیدہ مملکت کو پیغمبر (ص) کوئي ولی معیّن کئے بغیر چھوڑ کر چلے جائیں حالانکہ بعض صورتوں میں آپ اگر تھوڑے دنوں کے لئے بھی سفر پر جاتے تھے تو مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے کسی کو معیّن کرتے تھے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے نو بنیاد اسلامی معاشرہ کو بغیر سرپرست اور رہبر کے چھوڑ دیا ہو؟

حالانکہ جب بھی کسی جگہ کو فتح کرتے تو آپ فوراً کسی شخص کو اس کا سرپرست معیّن کردیتے تھے جو پیغمبر (ص) اتنا دور اندیش، مستقبل شناس اور امّت اسلامی کے اجتماعی و سیاسي

279

مسائل پر اتنی توجہ دیتا ہو تو کیا اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسلامی معاشرہ کے لئے رہبر کی ضرورت سے غافل تھا؟ نہیں ہرگز نہیں

پیغمبر اسلام (ص) ، ضرورت امام (ع) سے بخوبی واقف تھے آپ کو اچھی طرح علم تھا کہ اسلام کے قوانین و احکام کی حفاظت کے لئے ایك ایسے رہیر کا وجود ضروری ہے جو دین اسلام کے قوانین اور احکام کا عالم ہو_ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ پیغمبر (ص) کی ذمّہ داریوں کو کون بخوبی انجام دے سکتا ہے

بمارا عقيده:

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے ایسے کام سے کہ جس سے اسلام کی رگ حیات وابستہ تھی غفلت نہیں کی بلکہ بہت سے مواقع پر اس کا اظہار بھی کیا اور پیغمبر کی نظر میں یہ اتنا اہم کام تھا کہ آپ نے اسلام کی پہلی ہی دعوت میں کہ جس میں آپ نے اپنے رشتے داروں کو اپنے گھر بلایا تھا حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی و خلافت کا اعلان کر دیاتھا

مختلف مواقع پر اس یاد دہانی بھی کرتے تھے آپ کو اپنا خلیفہ اور مسلمانوں کا رہبر ولی بتاتے تھے اور آخری اعلان حکم الہی سے غدیر خم میں کیا _ پیغمبر گرامی (ص) نے حکم خدا سے کئی ہزار مسلمانوں کے سامنے جو حج سے واپس آرہے تھے رسمی طور سے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اپنا وصی اور لوگوں کا امام منتخب کیا

حضرت على عليہ السلام نے بھى حكم الہى سے اپنے بعد امام حسن عليہ السلام كو امامت كے لئے معيّن فرمايا اور لوگوں كو اس سے آگاه كيا اسى طرح بر امام (ع) اپنے بعد كے امام (ع)

280

کو معیّن کرتا اور لوگوں کو اس کی حبر دیتا تھا یہاں تك کہ نوبت بارہویں امام (ع) تك پہونچی اور وہ اب بھی زندہ ہیں تمام مسلمانوں كے ولى اور امام ہیں لیكن اس وقت آپ پردہ غیب میں ہیں

غیبت کے زمانے میں:

و جعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لمّا صبروا و كانوا باياتنا يوقنون (1)

" اور ان ہی میں سے ہم نے کچھ لوگوں کو چونکہ انھوں نے صبر کیا تھا پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہماری آیتوں کا دل سے یقین رکھتے تھے"

1) سوره سجده آیت 24

281

سوالات

سوچیئےور جواب دیجئے

- 1) جانتے ہو کہ ہماری حکومت کے ارکان کیا ہیں؟ حکومت اسلامی کا سب سے اہم رکن کیا ہے؟
 - 2) صدر اسلام کی حکومت میں پیغمبر اسلام (ص) کے کیا فرائض تھے؟
- 8) ____ کیا یہ ممکن ہے کہ پیغمبر اسلام(ص) ، تازہ اسلامی مملکت کو بغیر رہبر کے چھوڑ کر چلے جائیں؟ اس سوال کے جواب کو جواب کو جو اس درس میں بیان ہوئے ہیں بیان کرو
 - 4) ہمارا عقیدہ اسلامی معاشرہ کے لئے رہبر کی تعیین کے متعلق کیا ہے؟
 - 5) پیغمبر اسلام (ص) نے مختلف مواقع پر رہبری کے مسئلہ کو بیان کیا ہے ان میں سے دو مواقع کو بیان کرو
 - 6) بارہویں امام (ع) کے غیبت کے زمانے میں مسلمانوں کی رہبری کس کے ذمّہ ہے؟
 - 7) مسلمانوں کے ربیر کو کیا کرنا چاہیئے؟

282

اسلام کا نمونہ مرد

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت بے نظیر تھی، بچپن سے پیغمبر اسلام (ص) کے گھر میں رہے وہیں بڑے ہوئے اور آپ نے اسی گھر میں زندگی کے آداب و اخلاق یاد کئے _ پیغمبر اسلام (ص) بعثت سے پہلے، سال میں ایك مرتبہ غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے اور وہاں خدا سے راز و نیاز کرتے تھے _ حضرت علی علیہ السلام ان دنوں آپ کے لئے غذا لے جایا کرتے تھے اور کبھی خود بھی وہیں ورہ جاتے تھے پیغمبر (ع) کی عبادات کودیکھا کرتے تھے _ ایك دن جب پیغمبر اسلام(ص) اس پہاڑ میں عبادت مینمشغول تھے تو خداوند عالم کی طرف سے ایك فرشتہ آیا اور پیغمبری کے منصب کو آپ کے حوالہ کیا _ حضرت علی علیہ السلام اس وقت آپ ہی کے پاس تھے اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ نقل کیا کہ: " میں پیغمبر (ص) کے ساتھ غار حراء میں تھا اور آنحضرت میں پیغمبری کی علامتیں دیکھ رہا تھا" _ حضرت علی علیہ السلام پہلے شخص تھے کہ جنہوں نے سب سے پہلے اپنے اسلام اور پیغمبر (ص) پر ایمان کو ظاہر کیا ہے آپ کی اس وقت دس سال سے زیادہ عمر نہ تھی لیکن آپ اتنے عقلمند تھے کہ وصی اور نبوت کے حقائق کو درك کر رہے تھے اور بغیر کسی

283

خوف و ہراس کے پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ نما زجماعت کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ تبلیغ کے سلسلہ میں آپ پیغمبر (ص) کی دن رات مدد کیا کرتے تھے جیسا کہ معلوم ہے کہ پیغمبر اسلام(ص) نے بعثت کے تیسرے سال اپنے رشتے داروں کو مہمانی کے لئے بلایا انھیں اسلام کی دعوت دی اور ان سے اپنی مدد کے لئے کہا۔ اس مہمانی میں سوائے حضرت علی (ع) کے کسی نے بھی پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت کو قبول نہ کیا اور نہ ہی مدد کرنے کا و عدہ کیا

اس وقت حضرت على عليه السلام كى عمر مبارك تيره، چوده سال كى تهى آپ نے پورے يقين سے پيغمبر اسلام(ص) كى دعوت كو قبول كيا اور آپ سے مدد كرنے كا پيمان باندها اس قسم كا اقدام آپ كى كامل بصيرت و آگاہى كى علامت ہے اسى وجہ سے پيغمبر اسلام (ص) نے آپ كو اپنا وزير، خليفہ و جانشين بنايا اور تمام حاضرين كے سامنے اس كا اظہار بهى كيا_

اسی دن سے حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلام(ص) کے خلیفہ ہوئے اور اپنی اس عظیم ذمہ داری کی وجہ سے جو خدا کی طرف سے آپ پر ڈالی گئی تھی آپ پیغمبر (ص) کی مشکلات میں مدد کرتے اور آپ کی ہر طرح سے حفاظت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام کا پیغمبر اسلام(ص) سے والہا نہ محبت کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ پیغمبر (ص) کی حفاظت کی خاطر، خطرناك ترین موقعہ پر اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر آپ کی جان کی حفاظت کرتے تھے جب مكّہ کے بت پرستوں نے مصمّم ارادہ کرلیا کہ پیغمبر اسلام(ص) کو قتل کردیں تو خدا کی طرف سے حضور (ص) کو حکم ملا کہ رات کے وقت مكّہ سے نكل جائیں مدینہ کی طرف

284

ہجرت کرجائیں دشمنوں کو اس کا علم نہ ہو اور کسی آدمی کو اپنی جگہ پر سلادیں_ پیغمبر اسلام(ص) نے یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے بیان کی آپ نے بڑے شوق سے اس دعوت کو قبول کیا اور رات کے وقت بستر پیغمبر(ص) پر سوگئے_ آپ زمانے کے سب سے زیادہ بہادر تھے تمام جنگوں میں شریك ہوتے تھے، اسلام کی کامیابی اور انسانوں کو كفر و ظلم سے نجات دینے کے لئے میدان جنگ میں پہلی صف میں دشمنوں کے ساتھ لڑا کرتے تھے_ آپ جہاد و شہادت کے عاشق تھے، کسی طاقت سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ ہمیشہ میدان جنگ میں آگے آگے رہتے تھے اورکبھی میدان جنگ سے فرار نہینکرتے تھے آپ فرماتے تھے: " خدا کی قسم اگر تمام عرب اکٹھے ہو کر میرے ساتھ جنگ کریں تو بھی میں ان سے جنگ کرنے سے گریز نہینکروں گا اور ان کے سامنے تسلیم نہیں ہوں گا، خدا کی قسم کہ اگر میدان جنگ مینت لوار کی ہزار ضربتوں سے درجہ شہادت پر پہونچوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اسے بستر پر مروں"_

جب جنگ احد میں وفادار محافظ قتل کئے جاچکے یا وہ رخمی ہوگئے اور ایك گروہ نے پیغمبر اسلام (ص) کو تنہا چھوڑ دیا تھا اور وہ فرار کر گئے تھے اور آپ نے اس قدر اپنے طاقتور بازو سے تلوار چلائی کہ ہاتف غیبی کی آواز آئی:

" کوئي مرد سوائے علی (ع) کے مرد نہیں اور کوئي تلوار سوائے ان کی تلوار کے تلوار نہیں ہے" _

285

عمرو بن عبدود جو بہت بڑا بہادر تھا او رتنہا ایک ہزار سوار سے جنگ کیا کرتا تھا ۔ جنگ احزاب (جنگ خندق) میں جب حضرت علی علیہ السلام سے لڑنے آیا تو آپ نے اس کو قتل کردیا جب کہ آپ کی عمر اس وقت تقریباً بیس سال کی تھی ۔ کفّار اور بت پرستوں کے اکثر سردار حضرت علی علیہ السلام کے قوی اور توانا ہاتھوں سے ہلاک ہوئے ہیں ۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے، آپ رات میں نماز شب اور دعا میں مشغول رہتے، رات کی تاریکی میں خدا سے راز و نیاز کرتے اور گریہ و بکا کرتے تھے دس سال کی عمر میں پیغمبر اسلام (ص) پر ایمان لانے کا اظہار کیا اور محراب عبادت میں سحر کے وقت نماز کی حالت میں شہادت پائی ۔ حضرت علی علیہ السلام بچپن سے پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ سفر و حضر میں رہے اور پیغمبر (ص) کے علوم سے حضرت علی علیہ السلام بچپن سے پیغمبر اسلام (ص) کے بعد سب سے زیادہ علم رکھتے تھے لوگ آپ سے کسب علم کیا کرتے تھے، آپ سے کیسب علم کیا کرتے تھے، آپ کے فیصلے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے تھے، آپ سے ہزاروں حدیثیں مروی ہیں اور آپ کا مجموعہ کلام نہج البلاغہ، علم و دانش اور ادب و معنویت کا ایک بیکراں دریا ہے ۔

پیغمبر اسلام (ص) نے آپ کے بارے میں فرمایا: " میں علم کا شہر یوں اور علم (ع) اس کا دروازہ بیا

" میں علم کا شہر ہوں اور علی (ع) اس کا دروازہ ہیں جو شخص شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ دروازہ سے داخل ہو"

آپ کی انھیں آسمانی علوم اور معنوی صلاحیتوں کی وجہ سے پیغمبر (ص) نے آپ کو ولایت و رہبری کے منصب پر فائز ہونے کا لوگوں کے سامنے اعلان کیا اور آپ کے

286

حق میں فرمایا کہ:

' ' جس نے میری و لایت کو قبول کیا ہے اس کے ولی علی (ع) ہیں"

حضرت علی علیہ السلام محنتی و فعّال اور زحمت کش انسان تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے کافی کھجوروں کے بڑے باغ بنائے اورگہرے کنویں کھودے، آپ دن و رات محنت کرتے تھے لیکن مال و دولت کے اکٹھا کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنی زندگی کے معاش کے پورا کرنے اور لوگوں کی حاجت روائي کے لئے ایسا کرتے تھے_

آپ جو کچھ کماتے تھے اسے راہ خدا میں خرچ کردیتے تھے ، لذید اور مختلف اقسام کی غذا کھانے سے پر ہیز کرتے تھے، آپ کا لباس اورخوراك عام فقراء جیسا ہوا کرتا تھا، آپ بہت سختی و تنگی میں زندگی بسر کیا کرتے تھے ،اپنی آمدنی کو یتیموں ، بیوہ عورتوں اور محتاجوں میں تقسیم کردیتے تھے، ماں و دولت اور جاہ و حشم سے آپ کو ی وابستگی نہ تھی اور جو کچھ کرتے تھے وہ خلق خدا کی خدمت ل ے کرتے تھے _ حضرت علی علیہ السلام بہت خوش اخلاق اور مہربان تھے، کسی کا مذاق نہیں اڑاتے تھے، آپ کے دین مبارك سے ناروابات نہ نكلتی تھی ، آپ بہت متواضع تھے لیكن اس کے باوجود رعب و بیبت کے مالك تھے ، ظالموں کے سامنے بہت سخت اور مظلوموں کے ل ے ہمدرد تھے _

مجرموں اور گناہکاروں کو حتی الامکان عفو کرتے تھے اسے سزا پر ترجیح دیتے تھے اور ظالموں کو اس لرے قتل کرتے تھے یا تھے یا مجروں سے اس ل ے قصاص لیتے تھے تا کہ معاشرے میں امن و امان برقرار رہے _

287

حضرت على عليہ السلام كى شخصيت مثالى شخصيت تهى ، تمام انسانى كمالات آپ ميں جمع تهے ، ايسا شخص نہ صرف

1_ كتاب مجمع الزوائد جلد 9

288

سو الأت

مندرجہ ذیل سوالات کے متعلق سوچو اور ان کے جوابات دو اور اپنی صفات و کردار حضرت علی (ع) کے صفات و کردار سے موازنہ کرو اورارتقاء کی منزل تك پہونچنے کے لئے کوشش کرو _

1 حضرت على عليه السلام كا لباس اور آپ كى خوراك كيسى تهي؟

2 آپ کا اخلاق کیسا تھا؟

3 ستم گروں کے ساتھ کیساسلوك كیا كرتے تھے اور مظلوموں كے ساتھ آپ كا رویہ كیسا ہوتا تھا؟

4 پیغمبر اسلام (ص) نے آسمانی علم حاصل کرنے کے لئے کون سا راستہ معین کیا ہے ؟

5 حضرت على عليه السلام كي بهادري اور شجاعت كيسي تهي ؟ آپ كي شجاعت كر دو نمونر بيش كرو

6 آپ کا جہاد سے عشق کیسا تھا؟ آپ کے اس سے متعلق دو جملے نقل کرو

7 کیا کسی سے قصاص لیتے تھے ؟ مجرم کو معاف کردینا زیادہ پسند کرتے تھے یا سزادینا؟

8_ حضرت على عليہ السلام نے پيغمبر اسلام (ص) پر ايمان كا اظہار كس عمر ميں كيا تها اور كس طرح آپ نے پيغمبر (ص) كى مدد كى تهى ؟

289

9_ پیغمبر اسلام (ص) نے اپنے رشتے داروں کی دعوت میں حضرت علی علیہ السلام کو کیا منصب عنایت فرمایا تھا؟ 10_ ہجرت کی رات پیغمبر اسلام (ص) کی کس طرح مدد کی تھی ؟

11_ جنگ احد میں پیغمبر اسلام (ص) کی کس طرح مدد کی تھی اور فرشتہ نے آپ کے بارے میں کیا کہا تھا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ سوم

290

بارہویں امام (ع) کی غیبت اور ظہور

امام زمانہ علیہ السلام پندرہ شعبان سنہ 255 ہ صبح کے وقت شہر سامرہ میں پیدا ہوئے آپ کا اسم مبارك محمد اور لقب مہدی ، قائم ، امام زمانہ اور ولی عصر ہے آپ کے والد ماجد حضرت امام حسن عسكری علیہ السلام ہیں_ آپ کو علم ہوگا کہ ظالم خلیفہ عباسی حضرت امام حسن عسكری علیہ السلام کو ان کے والدکے ہمراہ سامرہ لے گیا تھا اور آپ کو ایم محلہ میں جو فوجی مرکز بھی تھا زیر نظر رکھا تھا اور کبھی آپ کو قید خانہ میں بھی ڈال دیتا تھا یہاں تك کہ اٹھائیس سال کے سن میں آپ کو شہید کردیا نیز وہ ہمیشہ آپ کے جانشین کی تلاش میں رہتا تھا تا کہ انھیں بچپن میں ہی قتل کردے لہذا امام زمانہ (ع) کی ولادت بہت مخفی طور سے کوئي اور آپ خدا کے حکم سے بچپن سے ہی لوگوں کی نظروں سے غائب رہے _

پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ اطہار علیہم السلام نے پہلے ہی سے مسلمانوں کو خبر دے دی تھی کہ مہدی (ع) گیارہویں امام کے فرزند مجبورا نظروں سے غائب رہیں گے _

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

" ہمارے مہدی کے لئے دو غیبت ہیں ایك مختصر اور دوسری طویل، مختصر غیبت میں مخلص شیعوں كو آپ كی جائے سكونت كا علم ہوگا ليكن غيبت كبرى میں كسى كو بھى آپ كے

291

محل سکونت کی اطلاع نہ ہوگی مگر چند آپ کے نزدیك ترین دوستوں کو "_

حضرت امام حسن عسكرى عليه السلام نے خدا كے حكم سے اپنے اصحاب كے ايك گروه كو اپنے فرزند بار ہويں امام (ع) كا ديدار كرايا تها اور يه فرمايا تها كه :

" خدا نے میرے بعد آپ کو امامت کے لئے معین کیا ہے "_

بارہویں امام (ع) اپنے والد کی شہادت کے بعد بہت کم دکھائی دیتے تھے اور اکثر نظروں سے غائب رہا کرتے تھے

292

غیبت صغری اور کبری:

امام مہدی علیہ السلام کے لئے دو غیبت ہیں پہلی غیبت صغری اور دوسری غیبت کبری ہے ، غیبت صغری تقریبا 59 سال تك رہی ، آپ کے والد کی شہادت کے بعد جو سنہ 260 میں ہوئي غیبت صغری شروع ہوئي اور اس كا سلسلہ سنہ 229 هـ تك رہا

امام زمانہ (ع) اس مدت میں عام لوگوں کی نگاہوں سے غائب تھے لیکن لوگوں کا ربط امام زمانہ (ع) سے چار آدمیوں کے واسطہ سے کہ جنھیں آپ نے اپنا نائب اور وکیل معین کیا تھا ، رہا کرتا تھا ، مومنین ان وکیلوں کے ذریعہ امام زمانہ (ع) سے رابطہ قائم کرتے تھے آپ کے پاس خطوط بھیجتے تھے اور آپ ان کے جواب دیتے تھے _ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چار وکیل تھے جنھیں نواب اربعہ کہا جاتا ہے اور وہ جناب عثمان بن سعید ، محمد بن

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چار وکیل تھے جنھیں نواب اربعہ کہا جاتا ہے اور وہ جناب عثمان بن سعید ، محمد بن عثمان ، حسین بن روح اور علی بن محمد تھے _

یہ چاروں ائمہ علیہم السلام کے مورد اعتماد اصحاب تھے اور یہ حضرات مذکورہ ترتیب سے ایك کے بعد وكیل ہوتے رہے

ان حضرات کو نائب امام (ع) اور باب امام بھی کہا جاتا تھا _ حضرت اما م مہدی علیہ السلام ان بی کے ذریعہ لوگوں کی مشکلات کو حل کیا کرتے تھے اور کبھی خود بھی ان وکیلوں کو خط لکھ دیا کرتے تھے یہ سلسلہ چوتھے نائب کی وفات تك جاری رہا کہ جن كانام علی بن محمد ہے انہوں نے اپنی وفات سے كئي دن پہلے وہ خط جوان کے پاس امام زمانہ (ع) کی طرف سے آیا تھا لوگوں کو دکھلایا

293

اس خط میں یہ تحریر تھا:

" اے علی بن محمد ، خداوند عالم تیرے وفات کا اجر تیرے دوستوں کے لئے زیادہ کرے تم جان لو کہ چھ دن کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوجاؤ گے لہذا اپنے کاموں کو صحیح کرلو اور اپنا جانشین کسی کو معین نہ کرنا کیونکہ اب غیبت کبری کا زمانہ آگیا ہے اس کا سلسلہ طویل رہے گا اور میں اذن الہی سے ظہور کروں گا "

علی بن محمد نے یہ خط شیعوں کو دکھایا اور چھ دن کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا اس وقت سے غیبت کبری کا زمانہ شروع ہوگیا _

خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے امام زمانہ (ع) کو ایک طویل عمر عنایت فرماری ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ غیبت میں زندگی بسر کریں اور ضرورت کے وقت تمام مسلمانوں کی مددبھی کرتے رہیں اور پاک دلوں کی خداوند عالم کی طرف

ہدایت بھی کرتے رہیں موجودہ دور میں امام زمانہ (ع) نظروں سے غائب ہیں لیکن پھر بھی لوگوں کے درمیان آمد و رفت رکھتے ہیں ، لوگوں کی مدد کرتے ہیں ، اپنے فرائض کو انجام دیتے رہتے ہیں اور لوگوں کو فیض پہونچاتے رہتے ہیں _ پیغمبر اسلام(ص) سے سوال کیا گیا کہ لوگ بارہویں امام (ع) کی غیبت کے زمانہ میں آپ سے کس طرح فائدہ حاصل کر سکیں گے ؟ تو آپ (ع) نے اس کا جواب دیا کہ :

" جیسے سور ج سے اس پر بادل چھا جانے کے بعد لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں اسی طرح امام زمانہ (ع) سے غیبت کے زمانہ میں فائدہ حاصل کریں گے "_

اگر امام زمانہ (ع) آشکا ر طور سے لوگوں کے درمیان زندگی گذارتے تو تو ظالموں کے

294

ہاتھوں قتل کردیئے اتے کیونکہ پیغمبر اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے لوگوں کو پہلے ہی سے خبر دی تھی کہ:
" مہدی موعود (ع) ، قائم آل محمد (ص) ظالموں و طاغوتوں کے سخت دشمن ہوں گے اور اپنے وفادار دوستوں کے ذریعہ
ایک سخت انقلاب بر پاکرکے ظالموں کے تخت کو ساری دنیا میں اللہ دیں گے ____

محروم اور مستضعف طبقے کی حکومت اس جان میں برپا کریں گے اور توحید و خداپرستی کے کامیاب پرچم کو تمام جہان پر بلند کردیں گے "__

ظالموں اور طاغوتوں نے یہ بات سن رکھی تھی اور وہ خوف و ہراس سے ایسے شخص کی تلاش میں رہا کرتے تھے _ اگر آپ لوگوں میں آشکار طور پر زندگی گذارتے تو قبل اس کے کہ آپ اپنے وفادار ساتھی بناتے اور انقلاب جہانی کے مقدمات فراہم کرتے ، ظالموں کے ہاتھوں قتل کردیئے اتے اور زمین حجت خدا سے خالی ہوجاتی _

لیکن آج آپ پُردہ غیبت میں ہیں اور شیعہ آپ کے ظہور کے منتظر ہیں ، آپ کی عالمی اسلامی حکومت کیلئے زمین ہموار کررہے ہیں اور اس امید پر کوشش کررہے ہیں کہ آپ کے نورانی چہرہ کے دیدار کے ساتھ اپنی اور پورے عالم کی اصلاح آپ کے ذریعہ سے ہوگی _

امام زمانہ (ع) کا غیبت کبری میں نائب ، فقیہ عادل ہوتا ہے جو قانون و احکام دین کو بتاتا ہے ، قرآن کے قانون اور عالم اسلام کا رہبر و محافظ ہوتا ہے لہذا تمام مسلمانوں

295

پر فرض ہے کہ اس کے حکم کو قبول کریں تا کہ امام زمانہ (ع) کی زیارت کرنے کے لائق ہوسکیں _ قرآن کی آیت :

و نريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثين(1)

" اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین پرکمزور کردیئےئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو پیشوا بنائیں اور ان ہی کو اس سرزمین کا مالك بنائیں "

1 سوره قصص آیت نمبر 5

296

سوالات

سوچئے اور جواب دیجئے

1 کیا بتا سکتے ہیں کہ کیوں امام زمانہ (ع) کی ولادت مخفی سے ہوئی ؟

2 امام جعفر صادق علیہ السلام نے بارہویں امام (ع) کی دو غیبت کے متعلق کیا فرمایا ہے ؟

[2] امام زمانہ (ع) کی غیبت صغری کتنی مدت تك رہی اور اس زمانہ میں امام (ع) كا لوگوں كے ساتھ كيسے رابطہ ہوتا
 تھا؟ آپ كے نائب كون تھے اور ان میں آخری نائب كون تھا؟

4 _ امام زمانہ (ع) کی غیبت میں کیا ذمہ داری ہے ؟ لوگ کس طرح غیبت کے زمانہ میں امام علیہ السلام کے وجود سے

```
فائدہ اٹھا سکتے ہیں ، پیغمبر اسلام (ص) نے اس سلسلہ میں کیا فرمایا ہے؟
5 غیبت کبری کے زمانہ میں امام زمانہ (ع) کا نائب کون ہے؟
6 غیبت کے زمانہ میں لوگوں کا رابطہ رہبر کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے؟
7 آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ (ع) کی پیدائشے کے دن کو کیا کہتے ہیں اور کیوں؟
ترجمہ ختم کیا شب پنجشنبہ سنہ 1405 اختر عباس
```